امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا چار چیزیں ایسی ہیں کہ مدت کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے، ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، دوسرا وہ آدمی جس نے علم حاصل کیا جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا، تیسرا وہ آدمی جس نے صدقہ کیا تو اس کا اجر اس پر جاری رہے گا جب تک وہ صدقہ لوگوں پر جاری رہے گا، چوتھا آدمی جس نے نیک بچہ چھوڑا جو اس کے لئے دعا کرتا رہا۔

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

امام دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے رات میں آل عمران کے آخر کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات عبادت لکھ دی جائے گی۔

سورۃ النساء

امام ابن ضریس نے فضائل، نحاس نے اپنی ناسخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اس وقت نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی (2)۔

امام احمد، ابن ضریس نے فضائل قرآن، محمد بن نصر نے الصلوٰۃ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات (سورتوں) کو سیکھ لیا وہ عالم ہے (3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور دوسو آیات والی سورتیں عطا کی گئیں، ہر سورت سو آیات یا اس سے زائد پر مشتمل ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورت ہے جو دوسو آیات سے کم پر مشتمل ہو اور مفصل سے بڑی ہو (4)۔

امام ابو یعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ایک رات رسول اللہ نے کوئی چیز پائی۔ جب صبح ہوئی تو آپ سے عرض کی گئی درد کا اثر آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 144، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، باب تالیف القرآن، جلد 2، صفحہ 747، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ متدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 752 (2070)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پر واضح ہے۔ فرمایا خبردار جس طرح تم دیکھ رہے ہو، الحمد اللہ میں ٹھیک ہوں میں نے سات طویل سورتیں پڑھی ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاری، آپ نے سات رکعات میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام عبد الرزاق نے خاندان نبوت کے ایک فرد سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزاری حضور ﷺ رات کے ایک پہر میں اٹھے، ضرورت طبعی پوری کی پھر آپ مشکیزہ کے پاس آئے، اس سے پانی لیا اور ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا پھر وضو کیا اور ایک رکعت میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مجھ سے سورۂ نساء کے بارے میں سنو کیونکہ میں نے قرآن اس وقت پڑھا جب میں چھوٹی عمر کا تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو سورۂ نساء پڑھے تو وہ یہ بھی سیکھے کہ کون کسی کو ورثہ سے روک دیتا ہے یعنی علم الفرائض سیکھے واللہ اعلم (3)۔

آیاتہا ۱۷۶ | سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۴ | رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱

"اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی تفسیر حضرت آدم اور زَوْجَهَا کی تفسیر حضرت حوا کو چھوٹی پسلی سے پیدا کیا نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 452 (1157) 2۔ ایضاً، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 330 (3178)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 239 (31036) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد حضرت آدم اور خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے حضرت آدم کی چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا جب کہ وہ سوئے ہوئے تھے جاگے تو کہا کیا میں نبطی عورت ہوں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی بائیں پسلی سے ہوئی اور ابلیس کی بیوی کی پیدائش اس کی بائیں پسلی سے ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی سب سے چھوٹی پسلی سے ہوئی یہ سب سے نچلی پسلی ہوتی ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کو مرد سے پیدا کیا گیا اس کی ضرورت مردوں میں رکھ دی گئی ہے۔ پس عورتوں کا خیال رکھو مرد کو زمین سے پیدا کیا گیا، اس کی ضرورت زمین میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم کے چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے تھے اور بیس لڑکیاں تھیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حواء حاملہ ہوئیں اور حضرت شیث کا تولد آپ کے رحم میں شروع ہوا یہاں تک کہ ان کے دانت نکل آئے۔ حضرت حواء پیٹ کے شفاف ہونے کی وجہ سے ان کا چہرہ دیکھا کرتی تھیں۔ یہ حضرت آدمی کی تیسری اولاد تھی۔ جب پیدائش کا وقت آیا تو انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ جب حضرت حواء نے حضرت شیث کو جنا تو اسے فرشتوں نے لے لیا اور چالیس دن تک فرشتے ان کے ساتھ رہے، انہیں رمز سکھائیں پھر حضرت حواء کو واپس کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے چیزیں لیتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم باہم عہد و پیمان کرتے ہو (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 150، مصر 2۔ شعب الایمان، باب الحیاء، جلد 6، صفحہ 165 (7798) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے الارحام کے نیچے کسرہ پڑھا ہے اور وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے تم سے سوال کیا جائے تو تو عطا کر جب رشتہ داری کا واسطہ دے کر تم سے سوال کیا جائے تو تب بھی عطا کر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داری سے ڈرو اور اس کو جوڑو (2)۔

عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صلہ رحمی کرو یہ دنیا کی زندگی میں تمہاری بقا کا باعث ہے اور آخرت میں تمہاری خیر کا باعث ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ دنیا میں یہ تمہاری بقا کا باعث اور آخرت میں تمہارے لئے خیر کا باعث ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ الْاَرْحَامَ کے الفاظ پڑھتے کہتے اللہ سے ڈرو اسے قطع نہ کرو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رحموں کے بارے میں ڈرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اللہ سے ڈرو اور رحموں کو توڑنے سے ڈرو (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رحموں کو قطع کرنے سے ڈرو (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ رقیبا کا معنی نگہبان ہے (9)۔

امام ابن جریر نے ابن زید کا قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر نگہبان ہے وہ انہیں جانتا اور پہچانتا ہے (10)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں نماز اور حاجت کا خطبہ سکھایا نماز کا خطبہ تو تشہد ہے اور حاجت کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151   2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 152   3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 431 (502)، بیروت   5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152، مصر   6۔ ایضاً

7۔ ایضاً   8 ایضاً

9 ایضاً، جلد 4، صفحہ 153   10۔ ایضاً

خطبہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهِ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر آپ نے قرآن حکیم کی تین آیات پڑھیں اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:102) یہ آیت اور اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (الاحزاب) پھر اپنی ضرورت کا ذکر کر (1)۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿٢﴾

"اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (ان کی) عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر، واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنوغطفان کا ایک آدمی تھا جس کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا بہت زیادہ مال تھا۔ جب یتیم بالغ ہوا تو اس نے اپنا مال طلب کیا جو چچا نے نہ دیا۔ یتیم نے اپنا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی حکم ہوا کہ وہ یتیموں کو ان کا مال دے دیں۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ لوگوں کے حرام مال کو اپنے حلال مال سے نہ بدلیں یہ معنی بھی ہو سکتا ہے اپنے حلال مال فضول نہ خرچ کرو اور لوگوں کے حرام مال نہ کھاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ کا مطلب ہے کہ حرام کو حلال سے نہ بدلو، حرام رزق کو حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو قبل اس کے کہ حلال رزق تم تک پہنچے جو تمہارے حق میں مقدر کیا گیا ہو وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ یعنی اس کے اموال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ تم ان کو ملاتے ہو پھر سب کھا جاتے ہو، حُوْب سے مراد گناہ ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ تم کمزور دو اور موٹا لو (3) ابن جریر نے زہری سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا نہ کرو کہ کھوٹا دو اور عمدہ لو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ یتیم کے مال سے موٹی بکری لے لیتے اور اس کی جگہ کمزور بکری رکھ چھوڑتے اور کہتے بکری کے بدلے میں بکری ہے۔ عمدہ درہم لیتے اور اس کی جگہ کھوٹا درہم رکھ چھوڑتے اور کہتے درہم کے بدلے درہم ہے (6)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 17 (1105) دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر
3۔ ایضاً　　4۔ ایضاً　　5۔ ایضاً　　6۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے، بڑا مال لے لیتا، مال میں سے اس کا حصہ عمدہ ہوتا اور چھوٹے کا حصہ خراب ہوتا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں الی، مع کے معنی میں ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیموں کے اموال کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے یتیموں کے مال کو اپنے مال سے ملانا ناپسند کیا اور یتیم کا ولی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ تھلگ رکھتا۔ یتیموں نے اس چیز کی شکایت حضور ﷺ کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ ان کے مال کو ساتھ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف طریق کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حُوۡبًا كَبِيۡرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے، بہت بڑا گناہ (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوب کا معنی ظلم کیا ہے۔

امام طستی نے مسائل، ابن انباری نے وقف و ابتداء اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوبا کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا حبشہ کی لغت میں اس کا معنی گناہ ہے۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔

فَاِنِّي وَمَا كَلَّفْتُمُوْنِي مِنْ اَمْرِكُمْ لِيُعْلَمَ مَنْ اَمْسٰى اَعَقَّ وَاَحْوَبَا

بے شک میں اور جن امور کا تم مجھے مکلف بناؤ گے تو معلوم ہو جائے گا کون زیادہ نافرمان اور گناہ گار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حوب لفظ کو حاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حاء کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

”اور اگر ڈرو تم اس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچوں کے معاملہ میں (تو ان سے نکاح نہ کرو) اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 154 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ یتیم بچی کے بارے میں ہے جو کسی کی گود میں پرورش پا رہی ہو جو اس کے مال میں شریک ہے۔ پرورش کرنے والے کو اس کا مال اور جمال پسند آجاتا ہے۔ اس کا ولی ارادہ کرتا ہے کہ اس بچی سے شادی کرلے مگر اس کے مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی اسے وہی عطا کرتا ہے جو غیر اسے عطا کرتا ہے۔ تو مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا ہے مگر اس صورت میں کہ وہ مہر مقرر کرنے میں ان سے انصاف کرے اور بہت اچھا مہر مقرر کریں اور انہیں یہ بھی حکم دیا کہ ان کے علاوہ جو عورتیں تمہیں پسند ہیں ان سے شادی کرو۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے فتویٰ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (النساء: 127) نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (النساء: 127) یہ تمہارا یتیم بچی سے اس کے مال اور جمال کے کم ہونے کی وجہ سے اعراض کرنا ہے (1)۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے ہاں ایک یتیم بچی زیر پرورش تھی، اس نے اس سے نکاح کرلیا اس کے کھجور کے پھل دار درخت تھے۔ اس کا پھل بھی روک لیتا اور اپنی طرف سے بھی کوئی چیز نہ دیتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میرا خیال ہے وہ یتیم بچی ان کھجوروں اور اس کے مال میں شریک تھی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک یتیم بچی کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک آدمی کے ہاں رہتی تھی جو مال دار تھی۔ شاید اس نے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیا تھا جب کہ وہ اسے پسند نہ تھی۔ پھر اسے مارتا اور برا سلوک کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نصیحت فرمائی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش میں سے ایک آدمی تھا جس کے پاس کئی عورتیں تھیں۔ اس کے پاس یتیم بھی تھے۔ اس کا مال ختم ہو جاتا تو وہ یتیموں کے مال کی طرف مائل ہو جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی چار، پانچ چھ اور دس عورتوں سے شادی کر لیتا۔ آدمی کہتا کوئی چیز مجھے شادی سے نہیں روکتی جس طرح فلاں نے شادی کی، وہ یتیم کا مال لے لیتا اور شادی کر لیتا تو مردوں کو چار سے زائد عورتوں کے ساتھ شادی سے روک دیا گیا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ایک آدمی یتیم کے مال سے جتنی شادیاں چاہتا کر لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے انہیں منع کر دیا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 155، مصر 2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 658، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 156، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیموں کے مال کی وجہ سے مردوں کو چار عورتوں سے شادی کرنے پر محدود کیا گیا (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جب کہ لوگ دور جاہلیت کے طریقہ پر قائم تھے مگر انہیں کس چیز کا حکم دیا جاتا اور کسی امر سے روک دیا جاتا۔ لوگ یتیموں کے بارے میں سوال کرتے جب کہ عورتوں کی تعداد متعین ہوتی اور نہ ہی ان کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا تو فرمایا جس طرح تمہیں خوف ہوتا ہے کہ تم یتیموں کے بارے میں عمل نہ کر سکو گے، اسی طرح عورتوں میں عدل نہ کرنے سے بھی ڈرو۔ اس لئے انہیں چار عورتوں تک محدود کر دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ دور جاہلیت میں دس دس یتیم عورتوں سے شادی کر لیتے۔ وہ یتیم کے معاملہ کو عظیم خیال کرتے۔ انہوں نے یتیموں کے معاملہ کو دین میں تلاش کیا تو دور جاہلیت میں جو وہ یتیموں سے شادی کرتے اس کو چھوڑ دیا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس طرح تم یتیموں کے بارے میں عدل نہ کرنے سے ڈرتے ہو تو ان عورتوں کے بارے میں عدل نہ کرنے سے بھی ڈرو جب تم نے انہیں اپنے پاس جمع کر رکھا ہو۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ یتیم کے مال سے کوئی چیز نہ لیتے۔ تاہم وہ دس دس عورتوں سے شادی کر لیتے اور اپنے آباء کی عورتوں سے بھی شادی کر لیتے۔ انہوں نے عورتوں کے بارے میں دینی حکم کو جاننا چاہا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اگر تمہیں زنا کا خوف ہو تو ان عورتوں سے شادی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح تم یتیموں کے مال سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو اسی طرح جب تک تم نے شادی نہ کی ہو اپنے بارے میں بھی ڈرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اگر تم یتیموں کی ولایت اور ان کا مال کھانے میں گناہ سے بچتے ہو اسی طرح گناہ سے بھی بچو تم دو، تین یا چار عورتوں سے پاکیزہ نکاح کر لو (5)۔

امام عبد بن حمید نے ابن ادریس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اسود بن عبد الرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ سے علقمہ کا مصحف دیا تو میں نے اس میں طاب الف کے ساتھ پڑھا اس بارے میں میں نے اعمش سے بات کی تو اعمش خوش ہوئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 156 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 157
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

اعمش اس کے نیچے کسرہ نہیں پڑھتے تھے۔ وہ اسے طیب نہ پڑھتے۔ یہ بعض مصاحف میں یاء کے ساتھ ہے یعنی طیب لکم۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے مَا طَابَ لَكُمْ یعنی جو تمہارے لئے حلال ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو تمہارے لئے حلال ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مَا طَابَ لَكُمْ کا قول نقل کیا ہے وہ تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں (3)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، نحاس نے ناسخ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غیلان بن سلمہ مسلمان ہوا جب کہ اس کے عقد میں دس عورتیں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ان میں سے چار کو پسند کر لو اور باقی کو چھوڑ دو۔ بعض روایات میں روک لینے کے الفاظ ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت قیس بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا جب کہ میرے عقد میں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ سب کچھ بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار پسند کر لو اور باقی کو چھوڑ دو میں نے اسی طرح کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ غلام کے لئے کتنی عورتیں حلال ہیں، ایک آدمی نے کہا دو عورتیں پھر وہ خاموش ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مملوک کے پاس دو سے زیادہ عورتیں نہیں ہو سکتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں خوف ہو کہ چار میں انصاف نہ کر سکو گے تین سے شادی کر و ورنہ دو ورنہ ایک اگر ایک آزاد سے بھی انصاف نہیں کر سکتے تو لونڈی سے شادی کرو (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے (7)۔

ابن جریر نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں حقوق زوجیت ادا کرنے اور محبت میں ناانصافی کا خوف ہو (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 158، مصر	2۔ ایضاً	3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 23 (17404) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17182)	5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17184)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 157، مصر	7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 160	8۔ ایضاً	9۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے پہلے تمام لونڈیاں حلال تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے بیوی کی ماں، آباء اور بیٹوں کی بیویوں، رضاعی بہنوں کو جمع کرنے رضاعی ماں کے ساتھ نکاح کرنے اور جس عورت کا پہلے خاوند ہو اس سے نکاح کرنا حرام قرار دیا وہ آزاد ہو یا لونڈی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا کا معنی ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا اس روایت میں خطا ہے، صحیح یہ ہے کہ سند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے تم ایک طرف جھک نہ جاؤ (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ زیادہ موزوں ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی، انہوں نے نبی کریم کے حکم کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے میزان میں ناانصافی کی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ پھر کہا کیا تم نے ابوطالب کا شعر نہیں سنا:

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا تَخِيْسُ شَعِيْرَةً وَوَزَّانِ صِدْقٍ وَزْنُهٗ غَيْرُ عَائِلٍ

وہ انصاف کے ترازو والا ہے، بھاؤ کی کمی بیشی اس میں کوئی خرابی پیدا نہیں کرتی، وہ صحیح وزن کرنے والا ہے، اس کا وزن جھکا ہوا نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق کوفی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو کسی معاملہ میں خط لکھا جس میں انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اِنِّي لَسْتُ بِمِيْزَانٍ لَا اَعُوْلُ میں کوئی ترازو نہیں کہ ایک طرف نہ جھکوں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد الرحمٰن، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات ابورزین، ابو مالک اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1146 (558) دار الصمیعی الریاض
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1145 (557)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 160، مصر
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہارے عیال زیادہ نہ ہو جائیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ تیرے خرچہ میں کمی کرنے والا ہے کیونکہ ایک عدد سے کم ہے اور لونڈی آزاد کے خرچہ سے آسان ہے اور عیال میں بھی آسانی کا باعث ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محتاج نہ ہو جاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ۟۴

"اور دیا کرو (اپنی) عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی اور پھر اگر وہ بخش دیں تمہیں کچھ اس سے خوشدلی سے تو کھاؤ اسے لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی عورت کا نکاح کرتا ہے تو مہر اسے دینے کے بجائے خود لے لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لوگ کسی دوسرے کو اپنی بہن نکاح کر کے دیتے اور دوسری کی بہن سے نکاح کر لیتے اور مہر نہ لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل کا قول نقل کیا ہے کہ اٰتُوا النِّسَآءَ کا معنی ہے عورتوں کو دو اور صَدُقٰتِهِنَّ کا معنی ہے ان کے مہر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نِحْلَةً کا معنی مہر ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نِحْلَةً کا معنی واجب نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے معین کیا گیا مہر (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی ہے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو عورت سے نکاح نہ کر مگر ایسی چیز کے بدلے میں جو اس کے لئے واجب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ واجب مہر کے بغیر عورت سے نکاح کرے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی فریضہ ہے (7)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی ہاتھ بھر کھانا عورت کو مہر کے طور پر دے دے تو وہ عورت اس کے لے حلال ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن ابی لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 161 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا جس نے ایک درہم کے بدلہ میں اسے حلال کیا پس وہ حلال ہوگئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دو جوتوں کے عوض ایک عورت سے شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دے دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرے جب کہ وہ اس کا مہر غصب کرنا چاہتا ہے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں زانی ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے مہر اور مزدور کی اجرت سے شدید کوئی چیز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ میں ہ ضمیر سے مراد مہر ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا کا یہ معنی نقل کیا ہے جب یہ تکلیف اور دھوکہ دیئے بغیر ہو تو پھر یہ مبارک اور خوش گوار ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ اس چیز کو گناہ خیال کرتے کہ انہوں نے عورت کو جو مہر دیا ہے اسے واپس لیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی بیمار ہو تو عورت سے تین دراہم یا اس جتنی رقم کا مطالبہ کرے، اس کے ساتھ شہد خریدے پھر بارش کا پانی لے، ان سب کو جمع کرے تو یہ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا شفا مبارک ہوگا۔

امام ابن سعد نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کہتے ہیں اس هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا سے کچھ کھلاؤ۔

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

"اور نہ دے دو نادانوں کو اپنے مال جنہیں بنایا ہے اللہ نے تمہاری (زندگی کے) لئے سہارا اور کھلاؤ انہیں اس مال سے اور پہناؤ انہیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات"۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو مال دے دیا تو اس نے نامناسب جگہ اسے صرف کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و اسباب عطا فرمایا ہے اور تیری زندگی کا سبب بنا دیا ہے۔ اس کی طرف یوں قصد نہ کر کہ تو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 492 (16362)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 492 (16363)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 162 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165

اپنی بیوی اور بیٹوں کو دے دے پھر ان کے سامنے مجبور محض بن جائے بلکہ مال اپنے پاس رکھ اور اس کو بڑھانے کی کوشش کرتا رہ بلکہ تو خود ان کے لباس، خوراک اور ضروریات میں صرف کر۔ ارشاد فرمایا قیٰما یعنی تمہاری زندگی کا یہ سہارا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اپنے بے وقوف بچوں کو اپنے مال پر مسلط نہ کریں بلکہ انسان کو حکم دیا کہ خود اسے خوراک اور لباس دے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ السُّفَهَآءَ سے مراد بیٹے اور عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتیں بے وقوف ہیں مگر جو اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد خادم ہیں جو انسانوں کے شیاطین ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد عورتیں اور بچے ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ چھوٹے بچے اور عورتیں ہی سفہاء ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے مال دیں، عورتیں ہی سفہاء ہیں، وہ بیویاں ہوں، بیٹیاں ہوں یا مائیں ہوں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ انہیں خرچہ دیں اور ان سے اچھی بات کریں (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد یتیم اور عورتیں ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مال سے مراد یتیم کا مال ہے جو تمہارے پاس موجود ہو، مال اسے نہ دو، اسے اس پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں سفہاء سے مراد یتیم ہیں اور اَمْوَالَكُمْ سے مراد ان کے مال ہیں یہ انداز ایسے ہی ہے جیسے فرمایا ولا تقتلوا انفسكم (النساء: 27)

امام ابن جریر نے حضرت مورق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1150 (561)، دار الصمیعی الریاض

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 164 مصر 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے گزری جو اچھی شکل وصورت والی تھی۔ اس عورت کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول نہیں کرتا، ایک ایسا آدمی جس کے عقد میں بداخلاق عورت ہو تو وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر مال لازم ہو مگر وہ گواہی نہ دے، تیسرا وہ آدمی ہے جو بے وقوف کو اس کا مال دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے وقوفوں کو ان کے مال نہ دو، یہ روایت ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے ابوموسیٰ اشعری سے موقوف انداز میں نقل کی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کے بارے میں حکم دیا کہ اسے ضرورت کے لئے جمع کیا جائے تو اچھے انداز میں اس کی حفاظت کی جائے تو اس کا مال مالک بے وقوف عورت اور بچے کو نہ بنادے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے قِيٰمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کا سہارا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے قیام کو الف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تمہاری زندگی کا سہارا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے یہ تمہارے دین کی حفاظت کا باعث اور تمہارے لئے سہارا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّارْزُقُوْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر خرچ کرو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نیکی کرنے اور صلہ رحمی میں انہیں اچھی بات کہیں (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے یعنی ایسا وعدہ جو تم ان سے کرتے ہو (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تیری اولاد نہ ہو تو اور نہ ہی کوئی ایسا فرد ہو جس پر خرچ کرنا تم پر فرض ہے تو اسے اچھی بات کہو اسے کہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف کردے اور اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے (8)۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 165 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 331 (3181)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 168

6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اور آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں دانائی تو لوٹا دو انہیں ان کے مال اور نہ کھاؤ انہیں فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے۔ اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھالے مناسب مقدار سے پھر جب لوٹاؤ تم ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنالو ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب یتیم بالغ ہو جائیں تو تم انہیں آزمایا کرو (1) اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں اور اپنے اموال کی نگہداشت کر سکتے ہیں تو انہیں ان کے مال دے دو، فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے انہیں نہ کھاؤ یعنی یتیم کا مال جلدی سے نہ کھاؤ کہ تمہیں اس کے بالغ ہونے کا ڈر ہے کہ تو اس کے اور مال کے درمیان حائل ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقل کا امتحان لو جب وہ بالغ ہو جائیں اگر تم سمجھو کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقول کا تجربہ کرو اگر تم محسوس کرو کہ وہ عقل مند ہو چکے ہیں اور مال کی اصلاح کر سکتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولیاء اور اوصیاء ان کا امتحان لیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم ان میں ایسے آثار پاؤ کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر تم ان میں یہ آثار دیکھو کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یتیم میں حلم، عقل اور وقار کے آثار پائے جائیں تو اس کا مال اسے دے دیا جائے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یتیم کا مال اس کے حوالے نہ کیا جائے جب تک اس سے دانش مندی کے آثار نمودار نہ ہوں اگرچہ اس کے سر کے بال سفید ہونے لگیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 168　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 169　3۔ ایضاً

4۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 2، صفحہ 297 (2027)　5۔ ایضاً (2067)

6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1151 (563) دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں اسراف سے کام نہ لو اور اس میں جلدی نہ کرو (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ناحق اس کا مال نہ کھاؤ اور جلدی جلدی نہ کھاؤ اس خوف سے کہ وہ بالغ ہو جائے اور اپنا مال واپس لے لے۔

امام بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یتیم کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور معروف کا معنی ہے کہ جتنا ضروری ہے اتنا ہی صرف کرے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور حاکم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو اپنے مال کی وجہ سے غنی ہو اسے یتیم کے مال کی کوئی ضرورت نہ ہو تو پھر یتیم کے مال سے کچھ بھی نہ لے اور جو محتاج ہے تو وہ اپنے مال سے اتنا ہی خرچ کرے جو اس کی زندگی کی رمق کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے تا کہ اسے یتیم کے مال کی ضرروت ہی نہ ہو (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو یحییٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو غنی ہے وہ اپنے مال میں احتیاط سے کام لے تا کہ یتیم کے مال تک نہ پہنچے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے (5)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم کا ولی اگر غنی ہے تو اس کے مال سے بچے اگر فقیر ہے تو بچا ہوا دودھ لے لے اور ضرورت کے مطابق کھانا لے لے، اس سے زیادہ نہ لے۔ اسی طرح اتنا کپڑا لے جس سے ستر عورت ہو جاتا ہو، اگر ولی بعد میں خوش حال ہو جائے تو واپس کر دے اور اگر تنگ دست ہو تو پھر اس کے لئے وہ حلال ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں اگر غنی ہو تو اس کے لئے یتیم کا تھوڑا سا مال کھانا بھی حلال نہیں۔ اگر فقیر ہو تو اس کے مال سے قرض لے۔ جب آسودگی میسر ہو تو جتنا قرض لیا تھا واپس کر دے۔ یہی معروف طریقے سے کھانا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، نحاس نے ناسخ میں ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 170، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 175 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171

WWW.NAFSEISLAM.COM

منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال کے قائم مقام رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچتا ہوں۔ اگر میں محتاج ہوں تو معروف طریقے پر اسے لے لیتا ہوں جب مجھے آسودگی میسر ہوتی ہے تو واپس کر دیتا ہوں (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیم کا ولی محتاج ہو تو یتیم کے کھانے سے کھانا کھا لے مگر اس کے مال سے کپڑے اور پگڑی نہ لے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معروف کا مطلب ہے تین انگلیوں کے اطراف سے کھائے (3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے محتاج آدمی جب یتیم کے مال کا نگہبان بنے تو جتنی اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچاتا ہے اتنا وہ اس سے لے لے جب کہ اس میں اسراف سے کام نہ لے۔

امام مالک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا میرے پاس اپنا مال تو نہیں مگر یتیم میری تربیت میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا یتیم کے مال سے کھاؤ مگر فضول خرچی کرتے ہوئے نہیں اور نہ ہی اس سے اپنا مال بڑھا رہا ہو اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچا رہا ہو (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ناسخ میں نحاس نے حضرت ابن عمرو سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میرے پاس مال تو نہیں لیکن یتیم ہے؟ فرمایا: اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن نہ اسراف کرتے ہوئے، نہ فضول خرچی کرتے ہوئے، نہ مال بڑھاتے ہوئے اور اس کے مال کے بدلے اپنا مال بچاتے ہوئے (5)۔

امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں فرمایا جس کے ساتھ تو اپنے بیٹے کو مارتا تھا نہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا بچائے اور نہ اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، نحاس نے ناسخ میں حضرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں؟ فرمایا جس سے تو اپنے بچے کو مارتا ہے۔ پوچھا کیا میں اس کا مال لے سکتا ہوں؟ فرمایا معروف طریقے سے لے نہ تو اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 171، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1156 (569) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 172، مصر
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1157 (571)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 321 (2718) دار الکتب العلمیہ بیروت

اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ روایت ذکر کی گئی کہ ثابت بن وداعہ کا چچا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ حضرت ثابت ان دنوں اس کی گود میں یتیم تھے۔ عرض کی میرا بھتیجا میری گود میں یتیم ہے۔ اس کے مال میں سے میرے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا معروف طریقے سے اس کا مال کھاؤ مگر یہ جائز نہیں کہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے اور نہ ہی اس کا زیادہ مال لے۔ یتیم کا کھجوروں کا ایک باغ تھا، اس کا ولی اس کے باغ کی نگہداشت کرتا اور پانی دیتا اور اس کے پھل میں سے حصہ لے لیتا۔ یتیم کے جانور ہوتے، ولی ان کی نگہداشت کرتا اور مشقت اٹھاتا اور کام کاج کرتا تو اس کی اون، دودھ اور ان کے متعلقات لے سکتا ہے۔ جہاں تک مال کا تعلق تھا تو اس میں سے کھانے اور خرچ کرنے کی اجازت نہ تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کتاب اللہ میں مذکور پانچ چیزوں میں رخصت ہے یہ بطور قطعی حکم کے نہیں جیسے وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ چاہے تو کھالے نہ چاہے تو نہ کھائے۔

امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کو اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی زناد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابو الزناد کہا کرتے تھے کہ یہ حکم دیہاتی اور ان جیسے لوگوں کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نافع بن ابی نعیم قاری رحمہ اللہ سے تفسیری قول نقل کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا یہ حکم یتیم کے بارے میں ہے کہ اگر ولی فقیر ہو تو یتیم کے مال سے بقدر ضرورت اس پر خرچ کرے جب کہ ولی کے لئے اس میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ کا معنی یہ ہے کہ جب یتیم کو اس کا مال دیا جائے تو گواہوں کی موجودگی میں دو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو فرماتا ہے جب بالغ ہونے پر تم یتیموں کو ان کے مال دو تو مال دیتے وقت گواہ بنالو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے یعنی جو تمہارے آپس میں معاملات ہیں ان پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حَسِيْبًا کا معنی گواہ ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 174، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝

"مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لئے ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے"۔

امام ابوشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ بیٹیوں کو اور بیٹوں کو بالغ ہونے سے پہلے وارث نہیں بناتے تھے۔ ایک انصاری صحابی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور دو بیٹیاں اور ایک چھوٹا بیٹا چھوڑا۔ اس کے دو چچا کے بیٹے آئے جو اس کے عصبہ تھے اور اس کی تمام میراث لے لی۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان دونوں سے کہا ان دونوں لڑکیوں سے شادی کر لو۔ ان کی دونوں بچیاں خوب صورت نہ تھیں۔ دونوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس فوت ہو گیا ہے۔ اس نے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اوس کے چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے، دونوں نے میراث لے لی۔ میں نے ان دونوں سے کہا اس کی دونوں بیٹیوں سے نکاح کر لو تو دونوں نے اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا اس کی وارثت میں سے کوئی چیز بھی نہ ہلانا کیونکہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل کی گئی ہے جس میں مجھے خبر دی گئی ہے کہ مذکر اور مؤنث دونوں کا اس میں سے حصہ ہے۔ اس کے بعد وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (النساء: 127) آیت نازل ہوئی پھر اس کے بعد يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے میراث کا تمام مال منگوایا اور بیوی کو آٹھواں حصہ عطا فرمایا اور باقی ماندہ بچے کو دوگناہ اور بچیوں کو ایک ایک حصہ عطا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ام کلثوم اور اس کی بیٹی ام کحلہ یا ام کجہ، ثعلبہ بن اوس اور سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ سب انصاری تھے۔ ایک اس کا خاوند تھا اور دوسرا اس کی اولاد کا چچا یعنی بھائی تھا۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند فوت ہو گیا۔ اس نے مجھے اور اپنی بیٹی کو پیچھے چھوڑا ہے، کیا ہم اس کے مال کے وارث نہیں مرنے والے کے بھائی نے کہا بچی نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس پر مال خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ مال کماتی نہیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو کوئی ورثہ نہیں دیتے تھے۔ وہ مردوں میں سے بالغوں کو میراث دیتے تھے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی مِنْهُ اَوْ كَثُرَ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 176، مصر

مراد میراث، نصیب سے مراد حصہ اور مفروض سے مراد معلوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے نَصِيبًا مَّفْرُوضًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے معین وقف۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٨﴾

''اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم بچے اور مسکین تو دو انہیں بھی اس سے اور کہو ان سے اچھی بات''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے اس پر عمل کیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حطان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے مطابق فیصلہ کیا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین آیات مدنی ہیں اور محکم ہیں جنہیں بہت سے لوگوں نے ضائع کر دیا ہے (۱) وَاِذَا حضرا لقسمة (۲) وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ (النور: 58) (۳) اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى (الحجرات: 13) (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اللہ کی قسم یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا۔ والی دو قسم کے ہیں: ایک وہ والی ہے جو وارث ہوتا ہے، یہ وہ ہے جو کچھ کھانا اور کپڑے دے دیتا ہے دوسرا وہ والی ہے وہ وارث نہیں ہوتا (جیسے وصی) وہ اچھی بات کرتا ہے وہ کہتا ہے یہ یتیم کا مال ہے اس میں کسی کا کوئی حق نہیں (5)۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور حاکم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں کچھ مال دیا جائے گا اور اگر مال میں کچھ کمی ہوگی تو ان سے معذرت کر لی جائے گی یہی قول معروف ہے (6)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 266، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177، مصر
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 179
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1169 (578) دار العصیمی الریاض
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 180

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن منذر نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے بارے میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب اس کے والد کی وارثت تقسیم کی گئی تو ایک بکری اور کھانے کے بارے میں حکم دیا گیا جو بکری اور کھانا اس کے مال سے خریدا گیا، اسے تیار کیا گیا۔ یہ عمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کتاب (قرآن) کے مطابق عمل کیا گیا، یہ منسوخ نہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا کہ جب میراث تقسیم کریں تو اپنے رشتہ داروں، اپنے یتیموں اور اپنے مسکینوں سے صلہ رحمی کریں اگر ان کے حق میں وصیت ہو، اگر ان کے حق میں وصیت نہ ہو تو وارثت میں سے کچھ انہیں دے دیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے فرائض کے احکام نازل فرما دیئے، ہر کسی کو اس کا حق دے دیا اور صدقہ صرف اس کے لئے مختص کر دیا گیا جس کا متوفی نام لے (2)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے، ترکہ میں سے تھوڑا یا زیادہ جو حصہ بنتا ہے ہر انسان کے لئے مختص کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابن ابی ملیکہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اور قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وراثت تقسیم کی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں، دونوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ نے گھر میں موجود کسی مسکین اور رشتہ دار کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے والد کی میراث سے اسے کچھ نہ کچھ عطا کیا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ قاسم نے کہا میں نے یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا جو انہوں نے کیا ہے حکم اس طرح نہیں، یہ حکم وصیت کی صورت میں ہے، یہ آیت وصیت کے بارے میں ہے، میت سے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ان کے بارے میں وصیت کرے (3)۔

امام نحاس نے ناسخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو یُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہے۔ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 179، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 178
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلے تھا جو آدمی ترکہ میں مال چھوڑتا جب اس ترکہ کو تقسیم کیا جاتا جو یتیم، محتاج، مسکین اور قریبی رشتہ دار حاضر ہوتے انہیں بھی دیا جاتا پھر میراث کے احکام نے اسے منسوخ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقدار کا حق اس تک پہنچا دیا۔ اب اس کے مال میں سے وصیت رہ گئی۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے جو چاہے وصیت کرسکتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر حاضر ہونے والے بڑے ہوں انہیں تو کچھ دے دیا جائے۔ اگر چھوٹے ہوں تو ان سے معذرت کرلی جائے۔ قول معروف کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ قریبی رشتہ داروں کو مال دیا کرتے تھے یہاں تک کہ فرائض کے احکام نازل ہوگئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابومالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کردیا ہے (3)۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾

"اور چاہیے کہ ڈریں جو (یتیموں کے سرپرست ہیں اور سوچیں) کہ اگر وہ چھوڑ جاتے وہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے کمزور بچے تو وہ کتنے فکرمند ہوتے ان کے متعلق پس چاہیے کہ وہ ڈریں اللہ سے اور کہیں ایسی بات جو بالکل درست ہو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو ایسے آدمی کے پاس حاضر ہوتا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے تو وہ مریض کو وصیت کرتے ہوئے سنتا ہے جو وصیت اس کے وارثوں کو نقصان دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سننے والے کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے ڈرے اور وصیت کرنے والے کی صحیح بات کی راہنمائی کرے، اپنے وارثوں کی طرف نظر کرے اور جب اسے اپنے وارثوں کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو جو اپنے وارثوں کے لئے پسند کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی وہی کرے (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے اسے کہا جاتا ہے اپنے مال میں سے صدقہ کرو، غلام آزاد کرو اور مال میں سے اللہ کی راہ میں دو ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی تم سب میں سے موت کے وقت جو مریض کے پاس ہو تو وہ مریض کو غلام آزاد کرنے، صدقہ اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا نہ کہے بلکہ اسے کہے کہ وہ مال بیان کرے جس کا اس نے قرض دینا ہے اس کی وضاحت کرے اور ان قریبی رشتہ داروں کے حق میں مال وصیت کرجائے جو وارث نہیں بنتے ان رشتہ داروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177، مصر
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 180
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 255 (30901) مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181

کے لئے پانچواں یا چوتھائی حصہ وصیت کر جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب آدمی فوت ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو اس کے لئے زیبا نہیں کہ انہیں بغیر مال کے چھوڑ جائے جو لوگوں کے لئے بوجھ بن جائیں اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ تم اسے ایسی بات کا حکم دو جو تم اپنے اور اپنی اولاد کے بارے میں پسند نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں حق بات کہو(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو مر رہا ہو اور اس کی چھوٹی کمزور اولاد ہو جن کے محتاج ہونے کا اندیشہ ہو اور اسے خوف ہو کہ بعد والے ان کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اس کی کمزور اور یتیم اولاد کا والی بنے تو ان پر احسان کرے، ان کا مال فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی سے نہ کھائے کہ کہیں وہ بڑے ہو جائیں گے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب کوئی آدمی وصیت کے وقت حاضر ہو تو اس کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ اپنے مال میں سے کچھ وصیت کر جاؤ، تیری اولاد کا اللہ رازق ہے بلکہ اسے یہ کہا جائے اپنے لیے آگے بھیجو اور اپنے بچوں کے لئے کچھ چھوڑ جاؤ۔ یہی قول سدید ہے کیونکہ جو آدمی اس قسم کا حکم دیتا ہے اسے اپنے بارے میں محتاجی کا خوف ہوتا ہے۔

امام سعید بن منصور، آدم اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی قریب الموت ہوتا تو اسے کہا جاتا فلاں فلاں کے حق میں وصیت کر جاؤ، فلاں فلاں کام کرو۔ اس طرح وارثوں کا نقصان کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ اسے میت کے وارثوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جس طرح وہ خود اپنے وارثوں کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور عدل وحق کا حکم دو(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ کا مطلب ہے اپنی موت کے بعد چھوڑ جائیں ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا سے مراد ایسے عاجز جن کے پاس وقت گزرنے کا کوئی حیلہ نہ ہو۔ خَافُوْا عَلَيْهِمْ جس طرح انہیں اپنے بارے میں خوف ہے وہ میت کی کمزور اولاد کے بارے میں ڈریں۔ پس اللہ سے ڈریں اور میت سے کہیں جب اس کے پاس بیٹھیں تو وصیت کے بارے میں انصاف کی بات کریں زیادتی نہ کریں۔

امام ابن جریر نے حضرت شیبانی رحمہ اللہ سے واقعہ نقل کیا ہے کہ ہم مسلم بن عبد الملک کے دور میں قسطنطنیہ میں تھے جب کہ ہمارے درمیان ابن جبریر، ابن دیلمی اور ہانی بن کلثوم تھے۔ آخر زمانہ میں جو کچھ ہوگا اس کے بارے میں ہم باتیں کرنے لگے جو میں نے سنا اس سے میں تنگ پڑ گیا۔ میں نے ابن دیلمی سے کہا اے ابو الشیخ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا کوئی بیٹا نہ ہو۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا، فرمایا بھتیجے ایسا نہ کہہ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کے نکلنے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ بنو آدم کی پشت سے نکلے تو وہ ضرور نکلے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا اگرچہ آدمی اس کو ناپسند کرے۔ فرمایا کیا میں تجھے ایسے امر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181 مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1173 (884) دار الصمیعی الریاض

بارے میں آگاہ نہ کروں اگر تو اس کو پائے تو الله تعالیٰ تجھے اس سے نجات عطا فرمادے اگر تو اپنے اور اپنی اولاد چھوڑے الله تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے؟ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دونوں کمزور یعنی یتیم اور عورت کے بارے میں الله سے ڈرو۔ اسے یتیم کیا پھر اس کے بارے میں تاکیدی حکم دیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا اور اس کے ساتھ دوسروں کو بھی آزمائش میں ڈالا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰

”بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں“۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، ابو یعلی، طبرانی، ابن حبان نے صحیح میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ایک قوم قبروں سے اٹھائی جائے گی جب کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہوگی۔ عرض کی گئی یا رسول الله ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے الله تعالیٰ کو فرماتے ہوئے نہیں دیکھا پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اس رات کے بارے میں بیان کیا جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ اچانک میں ایسے لوگوں کے پاس تھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں جیسے تھے۔ ان پر ایسے افراد مسلط کئے گئے تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑے ہوئے تھے پھر ان کے مونہوں میں آگ کی چٹان ڈال رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے منہ میں ڈالی جاتی جو ان کے نیچے والے حصہ سے نکلتی جب کہ ان کے ڈکارنے اور چیخنے کی آواز ہوتی۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں فرمایا اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ الله سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی یتیم کا مال ظلم کرتے ہوئے کھائے گا اسے قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ آگ کا شعلہ اس کے منہ، اس کے کانوں، اس کی ناک اور اس کی آنکھوں سے نکل رہا ہوگا جو بھی اسے دیکھے گا وہ پہچان لے گا کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبید الله بن ابی جعفر رحمہ الله کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے یتیم کا مال کھایا تو قیامت کے روز اس کا ہونٹ پکڑا جائے گا اور اس کا منہ انگارے سے بھر دیا جائے گا، اسے کہا جائے گا اسے بھی کھاؤ جس طرح تم نے دنیا میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 183، مصر
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 272 (7403)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184
4۔ ایضاً

کھایا تھا پھر اسے بڑی آگ میں داخل کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرکوں کے بارے میں ہے کیونکہ وہ یتیموں کو وارث تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے سَعِيْرًا کے معنی میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ دہک رہی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے سَعِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ جہنم میں آگ کی لپکوں کی ایک وادی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نعمتیں نہیں چکھائے گا ہمیشہ شراب پینے والا، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا (2)۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝١١

"حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری (اولاد کی) میراث کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا حصہ برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لئے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لئے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو چھوڑا میت نے بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون ان میں سے زیادہ قریبی ہے تمہیں نفع پہنچانے میں۔ یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 397 (5530)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوسلمہ میں پیدل ہی میری عیادت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کوئی عقل نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے پانی منگوایا، اس سے وضو فرمایا پھر مجھ پر چھڑکا تو مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میرے مال کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مریض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت فرماتے۔ میں نے عرض کی میں اپنی اولاد میں مال کیسے تقسیم کروں؟ حضور ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، مسعود، طیالسی، ابن ابی عمر، ابن شیبہ، ابن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کا والد آپ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے غزوۂ احد میں شہید ہوا۔ ان بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لئے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ ان کے ساتھ کوئی نکاح بھی اسی وقت کرے گا جب ان کا مال ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ تو یہ آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے چچا کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو ثلث دو، ان کی ماں کو آٹھواں حصہ باقی ماندہ تیرا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مال بچے کا ہوتا ہے اور وصیت والدین اور رشتہ داروں کے لئے ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کر دیا، مذکر کے لئے مؤنث کے مقابلہ میں دوگنا، بچے کی موجودگی میں ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ، بیوی کے لئے آٹھواں یا چوتھا اور خاوند کے لئے نصف یا چوتھا حصہ (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرائض والی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مذکر، مونث اور والدین کے لئے حصہ مقرر فرمایا تو تمام لوگوں یا بعض نے اسے ناپسند کیا کہا ہم بیوی کو چوتھا یا آٹھواں دیں، بیٹی کو نصف دیں اور ہم چھوٹے بچوں کو بھی حصہ دیں، ان میں سے کوئی بھی نہ دشمن سے جنگ کرتا ہے اور نہ ہی مال غنیمت اکٹھا کرتا ہے۔ دور جاہلیت میں وہ اسی طرح کرتے تھے۔ وہ وارثت اسی کو دیتے جو جنگ کرنے کے قابل ہوتا اور وارثت بڑے اور اس سے بڑے کو دیتے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186، مصر — 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 332 (3185) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 184 (2092)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186 مصر — 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بچہ بڑا ہو یا چھوٹا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے۔ والد کے ترکہ کا وہی وارث ہوتا جو جنگ کی طاقت رکھتا۔ عبدالرحمٰن جو حضرت حسان کے بھائی تھے فوت ہوئے اس نے ایک عورت جس کو ام کحہ کہتے اور پانچ بچیاں چھوڑیں، وارث آئے اور عبدالرحمٰن کا تمام مال لے لیا۔ ام کحہ نے اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ پھر ام کحہ کے بارے میں سورۂ نساء کی آیت نمبر 12 نازل فرمائی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نساء سے مراد بیٹیاں ہیں، اثنتین یعنی دو سے زیادہ یا صرف دو ہوں جب کہ ان کے ساتھ کوئی مذکر نہ ہو تو میت نے جو چھوڑا ہے اس کا دو ثلث بچیوں کا ہے اور باقی ماندہ عصبہ کا ہے۔ اگر بیٹی ایک ہو تو اس کے لئے نصف اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اگر ان کا ایک بیٹا ہو یا دو یا زیادہ بچیاں ہوں مگر ان کے ساتھ لڑکا نہ ہو۔ اگر اولاد صرف ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف مال ہوگا جو تین سدس ہوگا۔ باپ کا چھٹا حصہ ہوگا اور والدہ کا بھی چھٹا حصہ ہوگا باقی ایک سدس رہ جائے گا جو باپ کی طرف لوٹایا جائے گا کیونکہ یہ عصبہ ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو یعنی نہ بچہ نہ ہی بچی اور اس کے والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ مال باپ کو مل جائے گا۔ اگر میت کے بھائی ہوں یعنی دو یا زیادہ بھائی ہوں یا دو بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ باپ کا ہوگا۔ باپ کی موجودگی میں بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا لیکن انہوں نے ماں کو ثلث سے محروم کر دیا ہے جب کہ وصیت پہلے ادا کی جائے گی جو غیر وارثوں کو ثلث تک ہوگی کیونکہ وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں یا اس کے ذمہ کوئی قرض ہو۔ اگر میت پر قرض ہو تو یہ وارثوں کو میراث سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور وہ تقسیم کو خوب جانتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یا عورت فوت ہو جائے اور ایک بیٹی چھوڑے تو اس کے لئے نصف ہوگا۔ اگر دو ہوں یا زیادہ ہوں تو ان کے لئے دو ثلث ہوں گے، اگر ساتھ مرد بھی ہو تو ان کے لئے معین حصہ نہیں، اگر کوئی حصہ والا شریک ہو تو پہلے اسے حصہ دیا جائے گا (2)۔

امام سعید بن منصور، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب ہمیں ایک راستہ پر چلاتے ہم اس کی پیروی کرتے تو اسے بڑا آسان پاتے۔ آپ سے ایک بیوی اور والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بیوی کے لئے چوتھا، ماں کے لئے باقی ماندہ کا ثلث اور باقی ماندہ سب باپ کا ہوگا (3)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے زید بن ثابت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 185، مصر 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 371 (7955) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 373 (7963)

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی طرف بھیجا کہ میں آپ سے خاوند اور والدین کا حصہ پوچھوں تو حضرت زید نے فرمایا خاوند کے لئے نصف، ماں کے لئے باقی ماندہ کا تیسرا حصہ اور باقی ماندہ مال باپ کا ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو پیغام بھیجا کیا آپ یہ حکم قرآن میں پاتے ہیں؟ فرمایا نہیں لیکن میں ماں کو باپ پر فضیلت دینا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ماں کو کل مال سے تیسرا حصہ عطا فرماتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عثمان کے پاس تشریف لے گئے کہا بھائی ماں کو تیسرے حصہ سے نہیں روک سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ کیونکہ آپ قوم کی زبان میں دو بھائیوں کو اخوۃ نہیں کہلاتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے اس میں تبدیلی کی طاقت نہیں رکھتا۔ تمام شہروں میں یہی جاری ہے اور لوگوں میں ورثہ در ورثہ چلا آرہا ہے (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ماں کو بھائیوں کی وجہ سے محجوب کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ یعنی جمع کا صیغہ ذکر کرتا ہے جب کہ آپ دو بھائیو سے اسے محجوب کر دیتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا عرب دو بھائیوں کو بھی اخوۃ کہتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بھائی اس کی ماں کے حصہ میں کمی کریں گے لیکن خود وارث نہ بنیں گے، ایک بھائی اسے تیسرے حصہ سے محروم نہ کرے گا اور اس سے اوپر سے محروم کر دے گا۔ اہل علم کی یہ رائے تھی کہ ان بھائیوں نے ماں کو تیسرے حصہ سے اس لئے محروم کیا کیونکہ ان کا والد ان کے نکاح اور ان پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے ان کی ماں ذمہ دار نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ماں کو چھٹا حصہ ملے گا جسے بھائیوں نے تیسرے حصہ سے محروم کر دیا۔ جب وہ ماں کو اس سے محروم کر رہے ہیں تو دوسروں کو بدرجہ اولیٰ ایسا کریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تم یہ آیت پڑھتے ہو مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ رسول اللہ ﷺ نے قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے فرمائی۔ سگے بھائی وارث ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے سوتیلوں کو کچھ نہیں ملتا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ وراثت کی تقسیم قرض کی ادائیگی سے شروع کی جائے گی وصیت کا معاملہ اس کے بعد ہوگا (7)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 254 (19020) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7960) 3۔ ایضاً (7961)

4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 189، مصر 5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 189 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے تم میں سے آباء اور بیٹوں میں سے جو اللہ کے زیادہ مطیع ہوں گے قیامت کے روز ان کا درجہ بلند ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں سے بعض کو بعض کا سفارشی بنایا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں کوئی زیادہ نفع دینے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا کون آخرت میں نفع پہنچانے میں قریبی ہے بعض نے کہا دنیا میں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے(3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے میراث اولاد کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے کر خاوند اور والد کو دی ہے(4)۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ﴿۱۲﴾

"اور تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑ و۔ بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 190 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10 صفحہ 256 (19030)

اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بیوی فوت ہو جائے تو اس نے جو ترکہ چھوڑا ہو اس کا نصف خاوند کو ملے گا جب کہ اس عورت کی کوئی اولاد نہ ہو نہ اس خاوند سے اور نہ ہی کسی اور خاوند سے اگر اس کی کوئی اولاد ہو بچہ ہو یا بچی ہو تو خاوند کے لئے چوتھائی ہوگا مگر وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد تاہم قرض کی ادائیگی پہلے ہوگی جب کہ وصیت پر عمل بعد میں کیا جائے گا۔ اگر خاوند فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اس عورت سے اور نہ ہی کسی اور عورت سے تو اس عورت کو چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر اس مرد کا بچہ یا بچی ہو تو خاوند نے جو مال چھوڑا ہے تو اس کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر مرد یا عورت کلالہ ہو جس کی وراثت تقسیم کی جاتی ہے۔ کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کا بیٹا اور والد نہ ہو۔ اگر وہ زائد ہوں یعنی دو سے لے کر دس تک یا اس سے بھی زائد۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، دارمی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قراءت کرتے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنْ اُمٍّ۔ (1)

امام بیہقی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے دادا کی موجودگی میں ماں کی طرف سے بھائیوں کو وراثت میں سے کوئی چیز عطا نہیں فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد ماں کی طرف سے بھائی ہیں یہ تیسرے حصہ میں شریک ہوں گے، اس میں مذکر اور مونث برابر ہوں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ماں کی جانب بہن بھائیوں میں وراثت برابر تقسیم کی اور کہا میرا خیال ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اسی وقت کیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں آگاہی حاصل کی ہوگی۔

امام حاکم نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید رضی اللہ عنہما سے، ماں، خاوند، ماں باپ دونوں کی جانب سے بھائیوں اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حقیقی بھائی تیسرے حصہ میں ماں کی طرف سے بھائیوں میں شریک ہوں گے۔ یہ سب ماں کے بیٹے ہیں، ماں ان کے قرب میں اضافہ کرتی ہے، وہ تیرے حصہ میں شریک ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشرکہ میں روایت نقل کی ہے کہ خیال کرو کہ ان کا باپ گدھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 231، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7970) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

باپ نے تو ان کے قرب میں اضافہ کر دیا ہے تیسرے حصہ میں انہیں شریک کیا ہے(1)۔

فرائض میں وارد ہونے والی احادیث

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے یہ بھلا دیا جائے گا میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا(2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ مجھے اس دنیا سے اٹھایا جائے گا تو یہ علم بھی قبض کر لیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی حصوں میں جھگڑا کریں گے اور کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کر سکے(3)۔

امام حاکم نے ابن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی طرف خط لکھا جب کھیلو تو تیر اندازی کرتے ہوئے کھیلو اور جب باہم بات چیت کرو تو علم فرائض کے بارے میں بات چیت کرو(4)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض، لہجہ اور سنت کو سیکھو جیسے قرآن کو سیکھتے ہو(5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے(6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے جو قرآن پڑھے تو وہ علم فرائض سیکھے۔ اگر کوئی دیہاتی اسے ملے کہے اے مہاجر کیا تو قرآن پڑھتا ہے تو وہ کہے ہاں۔ تو دیہاتی کہے میں بھی قرآن پڑھتا ہوں۔ دیہاتی کہے اے مہاجر کیا تو علم فرائض سیکھتا ہے اگر وہ کہے ہاں تو دیہاتی کہے گا بھائی کی زیادتی ہے۔ اگر وہ کہے نہیں تو دیہاتی کہے گا اے مہاجر تیری مجھ پر کیا فضیلت ہے(7)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا فرائض، حج اور طلاق کے مسائل سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے(8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے زیادہ علم فرائض جاننے والا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے(9)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7969)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 369 (7948)
3۔ ایضاً (7950) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 370 (7952)
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 257 (1674)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 204، دار الفکر بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 370 (7953) 8۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 6، صفحہ 209
9۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7962)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم الفرائض نہ لکھتے تو یہ لوگوں سے ختم ہو جاتا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارے میں استخارہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے میراث نہیں۔ حاکم نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے پھوپھی کے بارے میں تعجب کی بات ہے کہ ورثہ دیتی ہے لیتی نہیں (3)۔

امام حاکم نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی میرا پوتے کے مال میں حق ہے یا کہا نواسے کی وراثت میں حق ہے جو فوت ہو گیا ہے؟ فرمایا میں تو کتاب اللہ میں تیرا حق نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تاہم میں اس بارے میں پوچھوں گا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس مسئلہ میں تیرے ساتھ کون گواہی دے گا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا (4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دادے اور بھائیوں کی میراث کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو زید نے کہا میری رائے ہے کہ بھائی وراثت کے زیادہ حق دار ہیں جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت دادا کو بھائیوں سے زیادہ حق دار خیال کرتے تھے۔ میں نے آپ سے بحث و تمحیص کی اور مثالیں پیش کیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے سامنے اس روز مثالیں پیش کیں۔ یہ دونوں ہستیاں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرنے کی طرح مثالیں پیش کر رہے تھے گویا کہ وہ سیلاب ہو (5)۔

امام حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو دادیوں (دادی، نانی) کے لئے میراث میں سے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ نے دونوں کو چھٹا حصہ عطا کیا (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جسے علم فرائض کی ضرورت پڑی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ پر مسائل کی بھیڑ ہو گئی اور حصے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی

1۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 6، صفحہ 210، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 376 (7978) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 377 (7982)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 378 (7984)

قسم میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا کروں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس کو اللہ نے پہلے رکھا ہے اور کس کو مؤخر کیا ہے میں اس میں کوئی چیز نہیں جانتا جو اس سے بہتر ہو کہ حصوں کے مطابق تم میں تقسیم کر دوں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ اسے مقدم رکھیں جسے اللہ نے مقدم رکھا اور اسے مؤخر کریں جسے اللہ نے مؤخر کیا تو اس کے فریضہ میں کوئی فرق نہ آتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کسے اللہ نے مقدم رکھا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر وہ حصہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے حصہ کی طرف ہی کم کیا تو یہ وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا اور ہر وہ حصہ جب وہ حصہ سے کم ہوا تو اس کے لئے باقی ماندہ بچا تو یہ وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے جسے مقدم کیا وہ میاں بیوی اور ماں ہے، جنہیں مؤخر کیا ہے وہ بھائی اور بہنیں ہیں۔ جب وہ وارث جمع ہو جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم و مؤخر کیا ہے تو جنہیں مقدم کیا اس سے وراثت تقسیم کرنا شروع کی جائے۔ اسے مکمل حق دیا جائے۔ اگر کوئی چیز باقی بچے تو دوسرے کو مل جائے گا اور اگر کوئی چیز نہ بچے تو ان کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا(1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کیا تم یہ رائے رکھتے ہو کہ جو ذات عالج پہاڑ کی ریت کے ذرات کو جانتی ہے وہ مال میں نصف، ثلث اور ربع بنائے گئی بلکہ یہاں نصف کی صورت میں کل مال کو دو حصوں میں، ثلث کی صورت میں کل مال کو تین حصوں میں اور ربع کی صورت میں چار حصوں میں تقسیم کریں گے۔

امام سعید بن منصور نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ نہ میری بات مانتے ہیں نہ آپ کی بات مانتے ہیں، اگر میں یا آپ مر گئے تو یہ لوگ اس طرح وراثت تقسیم نہ کریں گے جس طرح آپ کہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کہ جمع ہوں پھر ہم اپنا ہاتھ حجر اسود پر رکھیں پھر ہم دعا کریں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجیں کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ کا حکم نہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے فرائض میں عول کا قاعدہ جاری کیا جس وراثت میں سب سے زیادہ ہوتا ہے جب رأس الفریضہ دو ثلث ہو(2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے جو چاہے میں حجر اسود کے پاس مباہلہ کرنے پر تیار ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دادے اور دادی کا ذکر نہیں کیا۔ بے شک وہ تو آباء ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ (یوسف:38)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دادے کے حصہ کے بارے میں جرأت کرنے والا جہنم میں جانے پر جرأت کرنے والا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے جہنم کے جراثیم پر جرأت کرنے والا دادا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 378 (7985) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 253، دار الفکر بیروت

کے بارے میں جرأت کرنے والا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ جہنم کے جراثیم میں داخل ہو تو وہ دادا اور بھائیوں میں فیصلہ کرے(2)۔

امام مالک، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا(3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بعد کسی فیصلہ نے مجھے تعجب میں نہیں ڈالا مگر حضرت معاویہ کے فیصلہ نے کہ ہم ان کے وارث ہیں، وہ ہمارے وارث نہیں۔ جس طرح ہمارے لئے حلال ہے کہ ہم ان میں نکاح کرلیں لیکن ان کے لئے حلال نہیں کہ وہ ہم میں نکاح کریں۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ ملے گی(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرَ مُضَآرٍّ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے حق کا اقرار نہ کرے جو اس پر لازم نہ ہو اور مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ کی وصیت نہ کرے کہ وارثوں کو تکلیف پہنچائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ۔ سے غَيْرَ مُضَآرٍّ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ میراث نہیں اس کے اہل کو تکلیف نہ پہنچائی جائے(5)

امام نسائی، عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے(6)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وصیت میں نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے(7)۔

امام مالک، طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن خزیمہ، ابن جارود اور ابن حبان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ مریض ہوئے جس سے آپ شفایاب ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس مال بہت زیادہ ہے جب کہ میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں دوتہائی مال صدقہ نہ کردوں فرمایا نہیں۔ عرض کی نصف؟ فرمایا نہیں۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 262 (19047)، گجرات ہند　2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 262 (19048)
3۔ صحیح مسلم، جلد 11، صفحہ 44، دارالکتب العلمیہ بیروت　4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 220، دارالفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 195، مصر
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 227 (30933)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 195، مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

عرض کی تیسرا حصہ؟ فرمایا تیسرا حصہ ٹھیک ہے اور تیسرا حصہ بہت ہے۔ تیرا بچوں کو غنی چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں تنگ دست چھوڑ جائے اور وہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں اضافہ کے لئے مال کا تیسرا حصہ صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ تیسرے حصہ کے بجائے چوتھا حصہ صدقہ کیا کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیسرا حصہ زیادہ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے تیسرے حصہ میں وصیت کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا یہ درمیانہ ہے نہ کم نہ زیادہ (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پانچویں حصہ کی وصیت کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چوتھے حصے کی وصیت کروں اور چوتھے حصہ کی وصیت کرنا تیسرے حصے کی وصیت کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ جس نے تیسرے حصہ کی وصیت کی اس نے کوئی چیز نہیں چھوڑی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ جو پانچویں حصہ کی وصیت کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو چوتھے حصہ کی وصیت کرتا ہے اور جو چوتھے حصہ کی وصیت کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تیسرے حصہ کی وصیت کرتا ہے (6)۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ وصیت میں چھٹا حصہ تیسرے حصہ سے بہتر ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے وصیت کی نہ اس میں ظلم کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کے لئے اتنا اجر ہوگا جتنا وہ زندگی میں حالت صحت میں صدقہ کرتا (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے کہ وصیت سے پہلے مر جائیں یہ میراث کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا طریقہ تھا (9)۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 68 (7) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 226 (30917)
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 70 (10)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 226 (30916)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 227 (30920)
6۔ ایضاً (30923)
7۔ ایضاً (30923)
8۔ ایضاً (30932)
9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 228 (30938)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۴﴾

”یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باغوں میں بہتی ہوں گی جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی مقرر کردہ حدوں سے داخل کرے گا اسے اللہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وراثت کے احکام جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہوا اور اس کے حکم سے تجاوز کیا تو اس کے لئے یہ سزا ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شرطیں ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے میراث میں یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کا حکم ہے جو میراث کی تقسیم اس کے مطابق کرے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اس کے لئے یہ جزا ہے اور جو میراث تقسیم کرنے میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ رہنے والی آگ میں داخل کرے گا۔ اس کا معنی یہ ہے جو میراث کی تقسیم کا انکار کرے وہ منافق ہے کیونکہ وہ اسے تسلیم نہیں کرتے تھے کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کے لئے وراثت میں سے حصہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو میراث کے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کرے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وہ حدود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے متعین کیں اور میراث اور تقسیم کے بارے میں حصے معین فرمائے انہیں کے مطابق عمل کرو، ان سے غیر کی طرف تجاوز نہ کرو (4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو ان حصوں پر ایمان رکھتا ہے اور جو ان پر ایمان نہیں رکھتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے الفاظ ابن ماجہ کے ہیں جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی ستر سال تک نیکیوں والے کام کرتا رہتا ہے۔ جب وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے ایک آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا رہتا ہے وہ وصیت میں عدل کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھے عمل پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 196، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 197 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 197

ہوتا ہے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے چاہو تو اسے پڑھ لو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف اور سعید بن منصور نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے معین کردہ حصہ کو قطع کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے حصہ کو ختم کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ماجہ نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی وارث کو میراث نہیں دیتا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جنت میں اس کا حصہ ختم کر دے گا(3)۔

امام بیہقی نے بعث میں ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حصہ مقرر فرمایا ہے جو اسے ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں جنت سے اس کا حصہ ختم کر دیتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوش نہیں ہوا جائے گا۔

وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾

”اور جو کوئی ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو (تہمت لگانے والے سے) ان پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو گھروں میں یہاں تک کہ پورا کر دے ان (کی زندگی) کو موت یا بنا دے اللہ تعالیٰ ان (کی رہائی) کے لئے کوئی راستہ“۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، بزار اور طبرانی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے گھر میں قید کر دیا جاتا اگر مرتی تو مر جاتی اور اگر زندہ رہ جاتی تو زندہ رہتی یہاں تک کہ سورۂ نور کی آیت اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ (النور:2) نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک راہ نکالی جس نے اس قسم کا عمل کیا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی

1۔سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 313 (2704)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 312 (2703)

3۔معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 87 (11134)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا (النور: 2) نازل فرمائی اگر وہ دونوں شادی شدہ ہوں گے تو انہیں رجم کیا جائے گا۔ یہ وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نکالا (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت، سورۂ طلاق کی پہلی آیت اور سورۂ النساء کی آیت 19 کے ارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ان آیات میں بدکارہ کی سزا سورۂ نور میں نازل ہونے والے حکم کوڑے اور سنگسار کرنے سے پہلے کی ہے۔ اگر آج کوئی عورت بدکاری کرے گی تو اسے گھر سے باہر نکالا جائے گا اور اسے رجم کیا جائے گا۔ ان تمام آیات کے حکم کو سورۂ نور کی دوسری آیت کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو راہ نکالی وہ کوڑے مارنا اور رجم کرنا ہے۔

امام ابوداؤد نے سنن اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں پہلے عورتوں کا ذکر کیا بعد میں مرد کا ذکر کیا پھر دونوں کو جمع کر دیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ پھر کوڑے مارنے والی آیت سے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ یہ حکم دیا گیا کہ اسے گھر میں قید کر دیا جائے پھر سورۂ نور کی آیت نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (3)۔

امام آدم اور ابوداؤد نے سنن میں اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل سے مراد حد ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بدکاری کی ابتدائی سزا تھی کہ عورت کو قید کر دیا جاتا اور دونوں کو اذیتیں دی جاتیں۔ انہیں باتوں اور گالیوں سے عار دلائی جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں حکم نازل فرما کر ان کے لئے راہ پیدا فرمائی پھر قاعدہ یہ بن گیا کہ جو محصن (شادی شدہ) ہوتا اسے پتھروں سے رجم کر دیا جاتا اور جو شادی شدہ نہ ہوتا اسے کوڑے مارے جاتے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جاتا (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور نحاس نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حدود نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کے بارے میں پہلی حد یہ تھی کہ انہیں انہی کے گھر میں قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ سورۂ نور والی آیت نازل ہوئی (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے اور نِسَآئِكُمْ سے مراد مسلمانوں کی ثیبہ عورتیں ہیں۔ چار گواہوں سے مراد مسلمان اور آزاد گواہ ہوں۔ اگر وہ بدکاری پر گواہی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 211، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 329 (13360) گجرات ہند
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیں تو عورتوں کو قید خانوں میں قید کر دو۔ یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب ایک عورت کے بارے میں چار عادل مسلمان یہ گواہی دے دیتے تو اسے قید خانہ میں قید کر دیا جاتا۔ اگر اس کا خاوند ہوتا تو وہ عورت سے مہر لے لیتا لیکن بغیر طلاق کے اس پر خرچہ کرتا۔ عورت پر کوئی حد نہ ہوتی اور وہ مرد عورت سے جماع بھی نہ کرتا بلکہ اسے قید خانہ میں قید کر دیتا یہاں تک کہ عورت اسی حالت میں مر جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راہ نکالتا ہے جو حد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے نکاح کیے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کئے گئے۔ جب کوئی عورت بدکاری کر لیتی تو اسے گھروں میں قید کر دیا جاتا۔ اس کا خاوند اس سے مہر لے لیتا۔ فاحشہ بینہ سے مراد بدکاری ہے یہاں تک کہ حد کا حکم نافذ ہو گیا جس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا تو اسے کوڑے مارے گئے اور اسے رجم کیا گیا اس کا مہر میراث تھی اور سبیل سے مراد حد ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، امام شافعی، طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، طحاوی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور ابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ ابن جریر کے الفاظ آپ وحی کا جو بوجھ پاتے تو یوں محسوس ہوتا کہ آپ پر غشی طاری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک روز آپ پر وحی کی، جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو فرمایا مجھ سے یہ لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راہ پیدا فرما دی ہے۔ شادی شدہ کو سو کوڑے اور پتھروں سے سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے(2)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن محبق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راہ پیدا کر دی ہے، غیر شادی جب غیر شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور جب شادی شدہ شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے(3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء میں میراث کے حصے نازل ہوئے فرمایا کہ سورۂ نساء کے بعد عورتوں کے قید کرنے کی اجازت نہیں(4)۔

وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾

"اور جو مرد عورت ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے تو خوب اذیت دو انہیں پھر اگر دونوں توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں تو چھوڑ دو انہیں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 231 (2555)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 476، دار صادر بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 162، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ جب کوئی آدمی بدکاری کرتا تو اسے شرمندہ کیا جاتا اور جوتے مارے جاتے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نازل فرمائی۔ اگر وہ شادی شدہ ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق انہیں رجم کر دیا جائے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ مرد جو یہ کام کریں(2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاٰذُوْهُمَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں قید کر دیا جائے گا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں غیر شادی شدہ جو یہ بدکاری کریں تو انہوں نے جو برا عمل کیا ہے۔ انہیں زبان سے شرمندہ کر کے اور سخت الفاظ کہہ کر اذیت دو لیکن انہیں قید نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں لیکن انہیں شرمندہ کیا جائے گا تا کہ وہ توبہ کریں اور شرمندہ ہوں۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنے عمل کو درست کر لیں تو توبہ کے بعد انہیں اذیت دینے والی بات نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ابتدائے اسلام میں غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کے ساتھ یہی کیا جاتا تھا پھر زنا کی حد کا حکم نازل ہوا تو پھر قید اور تکلیف دینے کا حکم منسوخ ہو گیا سورۂ نور والی آیت کے حکم نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذٰنِ سے مراد مرد اور عورت ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں اور مردوں کا ذکر کیا جنہوں نے شادی نہ کی ہو عورت یا مرد جب بدکاری کریں تو ان سے سختی کی جائے انہیں عار دلائی جائے یہاں تک کہ وہ یہ عمل چھوڑ دیں(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں عار دلانے سے اعراض کرو۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

"توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے ان کی توبہ ہے جو کر بیٹھتے ہیں گناہ بے سمجھی سے پھر توبہ کرتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 201، مصر
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 200
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 200، مصر
5۔ ایضاً

جلدی سے پس یہی لوگ ہیں (نظر رحمت سے) توجہ فرماتا ہے اللہ ان پر اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا اور نہیں یہ توبہ (جس کے قبول کرنے کا وعدہ ہے) ان لوگوں کے لئے جو کرتے رہتے ہیں برائیاں (ساری عمر) یہاں تک کہ جب آجائے کسی ایک کو ان میں سے موت (تو) کہے بے شک میں توبہ کرتا ہوں رب اور نہ ان لوگوں کی توبہ جو مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہیں انہیں کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے عذاب دردناک"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ کا مصداق مومن اور لَيْسَتِ التَّوْبَةُ کا مصداق منافق ہے اور وَهُمْ كُفَّارٌ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلا حکم مومنوں کے بارے میں درمیانہ حکم منافقوں کے بارے میں اور آخری حکم کفار کے بارے میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے ہر گناہ جو بندہ کر بیٹھے وہ جہالت ہے(2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اکٹھے ہوئے، انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ ہر امر جس میں نافرمانی ہو وہ جہالت ہے، وہ عمل جان بوجھ کر کیا گیا ہو یا اس کے بغیر(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جہالت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے(4)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کرتے ہیں جس نے برا عمل کیا تو وہ جاہل ہے برا عمل کرنا اس کی جہالت ہے پھر وہ توبہ کرتے ہیں یعنی زندگی اور صحت کی حالت میں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قریب کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس وقت سے لے کر موت کا فرشتہ دیکھنے تک کا عرصہ ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ توبہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ فرشتے دیکھ لے(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے القریب کی یہ تفسیر نقل کیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی یا موت نازل نہ ہو جائے(8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 202 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 400 (7073)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً (7074)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا ہے کہ ہر چیز جو موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے اسے توبہ کرنے کا حق ہے یا اس وقت اور فرشتے دیکھنے کے درمیان جو وقت ہے وہ بھی قریب ہے جب وہ فرشتہ دیکھ لے اس وقت توبہ کرے تو اب اس کی توبہ نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام دنیا قریب ہے اور تمام گناہ جہالت ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب اس کی سانس اکھڑ نہ جائے اس سے پہلے قریب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عامر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر مشرک اس وقت اسلام لاتا ہے جب اس کی سانس اکھڑ چکی ہو تو تب بھی میں اس کے حق میں خیر کثیر کی امید رکھتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ الہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کو اندر سے کھوکھلا پایا تو کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے پیٹ سے نہیں نکلوں گا جب تک روح اس میں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم میں اس کے اور توبہ کے درمیان حائل نہیں ہوں گا جب تک روح اس میں ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بعث میں روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں حضرت ابو قلابہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے مہلت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک مہلت دے دی۔ اس نے کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا جب تک اس میں روح رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک اس میں روح ہے میں اس سے توبہ کو ختم نہ کروں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں کسی بات کی خبر نہیں دوں گا مگر اسی کی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے دونوں کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا کہ ایک بندے نے ننانوے قتل کر لیے پھر اسے توبہ کرنے کو کہا گیا۔ اس نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا۔ قاتل اس آدمی کے پاس آیا کہا۔ میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت بنتی ہے؟ اس عالم نے کہا کیا ننانوے قتل کرنے کے بعد۔ اس قاتل نے تلوار سونتی، اسے قتل کیا اور سو پورا کر دیا۔ پھر اس کو توبہ کرنے کو کہا گیا تو اس آدمی نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ قاتل اس آدمی کے پاس آیا، کہا میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرے اور تیری توبہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 205 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 204

درمیان کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے بدکار بستی سے نیک بستی کی طرف نکل جا۔ وہ بستی فلاں فلاں ہے اور وہاں اپنے رب کی عبادت کر۔ وہ نیک بستی (جہاں نیک لوگ رہتے تھے) کی طرف نکل پڑا۔ اسے راستے میں ہی موت آگئی رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ ابلیس نے کہا میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس نے کسی لحہ بھی میری مخالفت نہیں کی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا وہ تائب ہو کر گھر سے نکلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا۔ دونوں قسم کے فرشتوں نے اس کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ اس نے کہا دیکھو کون سی بستی اس کے زیادہ قریب ہے جس کے یہ زیادہ قریب ہے، ان کے ساتھ اسے ملا دو۔ اللہ تعالیٰ نے صالح بستی کو اس کے قریب کر دیا۔ اور بدکار بستی کو اس سے دور کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے نیک بستی والوں کے ساتھ ملا دیا (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک اس کی سانس اکھڑ نہ جائے (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو انسان بھی سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ توبہ بندے کے لئے پھیلا دی گئی ہے جب تک اسے ہانکا نہ جائے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا موت کا وقت قریب آنا ہی سوق ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب موت کا وقت آ جائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

امام ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے الذین یعملون السیئات سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے مراد مشرک ہیں (5)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 63 (34220)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 286 (7659) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 399 (7059) دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 400 (7072)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206، مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

روایت نقل کی ہے کہ جو موت کے وقت توبہ کرلے اس کی توبہ نہیں اور جو کافر مریں ان کی توبہ ان لوگوں سے بھی بعید ہے (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر 38 (ان اللہ لا یغفران یشرك) نازل فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے مغفرت کو حرام کردیا اور اہل توحید کو بہشت کی طرف امید دلائی، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا (2)۔

.امام ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گناہ جو زمین و آسمان کے درمیان کیا جاتا ہے پھر موت سے پہلے بندہ اس سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ توبہ کی اس وقت تک گنجائش ہے جب تک اس کی سانس کی نالی بند نہیں کردی جاتی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے موت کی ہچکی سے پہلے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ ان سے عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا اور مذکورہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں وہ بات بتارہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (4)۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے یا اپنے بندے کو بخش دیتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو۔ عرض کی گئی حجاب واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس شرک کی حالت میں نکلے (5)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲

”اے ایمان والو! نہیں حلال تمہارے لئے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو انہیں تاکہ لے جائے کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انہیں بجز اس صورت کے کہ ارتکاب کریں کھلی بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے خیر کثیر“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 364 (3283)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، بیہقی نے سنن میں ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو مرد کے ورثاء اس کی عورت کے بارے فیصلہ کرنے کے مجاز ہوتے، اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، اگر وہ چاہتے تو اس کی شادی کسی اور مرد سے کر دیتے، چاہتے تو کسی سے بھی شادی نہ کرتے۔ تاہم عورت کے رشتہ داروں کی بنسبت مرد کے ورثاء اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز تھے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابوداؤد نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے قریبی رشتہ دار کی بیوی کا بھی وارث ہوتا وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی یا اس کا مہر اسی کے سپرد کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے منع کر دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا اور اپنے پیچھے بیوی چھوڑ جاتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس پر اپنی چادر ڈال دیتا اور لوگوں سے اسے روک دیتا اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی تو اس سے شادی کر لیتا۔ اگر بدصورت ہوتی تو اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی اور یہ مرد اس کا وارث بنتا۔ اس آیت کا بھی یہی معنی ہے کہ تم عورتوں پر ظلم نہ کرو کہ تم اس سے مہر لے لو۔ یعنی ایک مرد کی بیوی ہو اور وہ مرد اس عورت سے صحبت کرنا ناپسند کرتا ہو جب کہ مرد پر اس عورت کا مہر لازم ہو، وہ عورت کو اس لئے تکلیف دے تاکہ وہ عورت مہر اسے دے دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی مرد فوت ہوتا تو اس مرد کا باپ یا قریبی رشتہ دار میت کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا چاہتا تو اسے روک لیتا یہاں تک کہ مہر اسے دے دے یا وہ مر جائے اور اس عورت کے مال کو لے لے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا وہ بیوی چھوڑتا تو مرد کے گھر والے اس کو بچے کی وجہ سے روک لیتے تو وہ عورت انہیں میں رہنے پر مجبور ہوتی تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو قیس بن اسلت فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے ارادہ کیا کہ اس سے شادی کرے، دور جاہلیت میں یہ طریقہ ان کے لئے جائز تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کبشہ بنت معن بن عاصم ابی الدوسی کے حق میں نازل ہوئی یہ ابو قیس بن اسلت کے عقد میں تھی جو فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا، وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 209
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 207

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی نہ میں اپنے خاوند کی وارث بنی اور نہ ہی مجھے چھوڑا گیا کہ میں کسی سے نکاح کر لیتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہوتا تو وہ اس کی بیوی پر اپنا کپڑا ڈال دیتا اگر اس کا کوئی چھوٹا بیٹا ہوتا یا بھائی ہوتا تو اس کے جوان ہونے تک عورت کو روکا جاتا یا وہ مرجاتی تو وہ بچہ یا بھائی اس کا وارث بن جاتا۔ اگر وہ چھوڑ دی جاتی تو وہ اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جاتی اور مرد کے رشتہ داروں نے اس پر کپڑا نہ ڈالا ہوتا تو وہ عورت نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو اس خاوند کا ولی آتا اور اس عورت پر کپڑا پھینکتا۔ پس اگر وہ اس کا چھوٹا بیٹا یا بھائی ہوتا۔ تو وہ اس عورت کو روک لیتا یہاں تک جب وہ جوان ہو جاتا یا وہ عورت مرجاتی تو اس کا وارث بن جاتا اور اگر وہ عورت رہا ہو کر اپنے میکے آجاتی اور آپ پر کوئی کپڑا نہ ڈالا جاتا تو وہ نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب ان میں سے کوئی آدمی مرجاتا تو لوگ اس کی بیوی پر اس کے ولی کو وارث بنا دیتے۔ وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مرجاتی پھر وہ اس کے مال کا وارث بن جاتا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں اہل یثرب میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا تو جو آدمی اس کے مال کا وارث بنتا، اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا، وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ خود شادی کرتا یا جس سے شادی کرنا چاہتا شادی کر دیتا۔ اہل تہامہ عورت کے ساتھ برا سلوک کرتے یہاں تک کہ وہ اسے طلاق دے دیتا اور اس پر یہ شرط لگاتا کہ وہ عورت اس مرد سے شادی کرے گی جس کے ساتھ وہ چاہے گا یہاں تک کہ وہ اس کا کچھ مہر اسے واپس کر دے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمٰن بن سلمان رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں، ان میں سے ایک دور جاہلیت کے بارے میں اور دوسری دور اسلام کے بارے میں۔ ابن مبارک نے کہا اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا دور جاہلیت کے بارے میں اور وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اسلام کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو اپنی بیوی کو اس لیے تکلیف نہ دے کہ تو اس سے مہر واپس لے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کو اپنے خاوندوں سے شادی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 208
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 209
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 210

کرنے سے نہ روکو یہاں بھی عضل کا وہی معنی ہے جو سورۃ بقرہ میں گزرا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عضل مکہ مکرمہ میں قریش کے ہاں رواج تھا، ایک مرد شریف خاندان کی عورت سے شادی کرتا۔ شاید عورت اس سے موافقت نہ کرتی تو وہ مرد اس عورت سے اس بنا پر جدائی اختیار کر لیتا کہ آئندہ وہ اس کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کرے گا، وہ گواہ لاتا، اس کے خلاف تحریر لکھ لی جاتی اور گواہ بنا لیے جاتے جب کوئی نکاح کا پیغام بھیجتا۔ اگر وہ عورت پہلے خاوند کو مال عطا کرتی اور اسے راضی کرتی تو پہلا خاوند اسے اجازت دے دیتا ورنہ اسے روک دیتا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فاحشہ بینہ سے مراد بغض اور ناچاقی ہے۔ اگر یہ طرز عمل عورت کی جانب سے ہو تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس سے فدیہ لے لے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں الا ان یفحشن ہے۔ فرمایا اگر وہ عورت تجھے اذیت دے تو پھر تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو اس سے وہ لے لے جو اس نے تجھ سے لیا تھا(4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد نافرمانی اور ناچاقی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق الا ان یفحشن ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد نافرمانی ہے(5)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس کی عورت بدکاری کرتی تو مرد اس سے مہر واپس لیتا اور اسے گھر سے نکال دیتا حدود نے اس طریقہ کار کو منسوخ کر دیا(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فاحشہ سے مراد بدکاری ہے۔ جب کوئی عورت ایسا فعل کرے تو اس کے خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ عورت کو کہے کہ اس سے خلع لے لے(7)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خلع اس وقت تک جائز نہیں جب تک مرد عورت کے پیٹ پر کسی مرد کو نہ دیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے اللہ کی امانت میں انہیں لیا ہے اور اللہ کے حکم سے ان کی شرم گاہ کو اپنے اوپر حلال کیا تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے فرد کو نہ بٹھائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسا مارو کہ اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ معروف طریقہ سے انہیں رزق اور لباس دو(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 210 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 323، گجرات ہند 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 211، مصر 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس عورتیں تمہاری مددگار ہیں، تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے، اللہ کا واسطہ دے کر تم نے ان کی شرم گاہوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے تمہارے ان پر حقوق ہیں، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی مرد کے لئے مباح نہ کریں (بدکاری نہ کریں) نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں، اگر وہ ایسا کریں تو معروف طریقہ کے مطابق ان کے لئے رزق اور لباس ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ کا معنی ہے کہ ان سے میل جول رکھو(2)۔ ابن جریر نے کہا بعض راویوں نے اس میں تصحیف کی ہے انہوں نے کہا (خالقوھن)(3)

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کا حق یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، لباس عطا کرے اور معروف طریقہ سے رزق دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان سے اچھا سلوک کرو، اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور وہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے وہ عورت بعد میں کسی اور مرد سے شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اس عورت سے نئے خاوند کا بچہ پیدا فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے شادی میں خیر کثیر رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خیر کثیر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت پر مہربانی فرمائے اس آدمی کو اس عورت سے بچہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس بچے میں خیر کثیر رکھ دے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ممکن ہے اس ناپسندیدگی میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر رکھ دے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے خیر کثیر کا معنی بچہ نقل کیا ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب مرد اور عورت کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو وہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، آہستہ روی اختیار کرے اور صبر کرے، ممکن ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اسے ایسی چیز دکھا دے جو اسے خوش کرے۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ناپسندگی کے عالم میں وہ اسے روکے تو اللہ تعالیٰ اس میں اس کے لئے خیر کثیر رکھ دے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے ممکن ہے وہ اسے طلاق دے پھر وہ کسی اور عورت سے شادی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس عورت میں خیر کثیر رکھ دے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 212 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214 — 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213 — 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

تَأْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

''اور اگر تم ارادہ کرلو کہ بدلو ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ اور دے چکے ہو تم اسے ڈھیروں مال تو نہ لو اس مال سے کوئی چیز کیا تم لینا چاہتے ہو اپنا مال (زمانہ جاہلیت کی طرح) بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے اور کیونکر (واپس) لیتے ہو تم مال کو حالانکہ مل جل چکے ہو تم (تنہائی میں) ایک دوسرے سے اور وہ لے چکی ہیں تم سے پختہ وعدہ''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تو اپنی بیوی کو ناپسند کرتا ہے اور کوئی اور عورت تجھے پسند ہے تو اسے طلاق دے دے اور دوسری سے شادی کرلے۔ اسے مہر عطا کر اگرچہ بڑی رقم ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک عورت کو طلاق اور دوسری سے نکاح۔ مطلقہ بیوی کے مال میں سے مرد کے لئے کوئی شے حلال نہیں اگرچہ وہ مال (مہر) بہت زیادہ ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ قنطار سے مراد دو ہزار ہے(2)۔

امام سعید بن منصور اور ابو یعلی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر فرمایا اے لوگو کیا وجہ ہے تم عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر کرتے ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چار سو درہم یا اس سے کم مہر مقرر کرتے تھے، اگر مہر کی زیادتی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ ہوتی یا باعث عزت ہوتی تو تم ان سے آگے نہ نکلتے میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں آگاہ نہیں ہوں جو اپنی بیوی کا مہر چار سو درہم سے زائد رکھے پھر آپ منبر سے نیچے اترے تو قریش کی ایک عورت نے آپ کا راستہ روک لیا عرض کی اے امیر المومنین آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو چار سو سے زائد درہم نہ دیں۔ فرمایا ہاں تو اس عورت نے عرض کی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا جو فرماتا ہے وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا اور تم نے انہیں بہت بڑا مال دیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا اَللّٰهُمَّ غُفْرَانَكَ اے اللہ میں تیری بخشش کا امیدوار ہوں، تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فقیہ ہیں پھر آپ دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے فرمایا اے لوگو میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم چار سو درہم سے زائد مہر عورتوں کو نہ دینا جو آدمی اپنے مال میں سے جتنا مال بطور مہر دینا چاہے تو وہ مال دے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر نے حضرت ابو عبد عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا زیادہ مہر مقرر نہ کرو۔ ایک عورت نے کہا اے عمر تجھے یہ حق حاصل نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تم عورتوں کو سونے کا خزانہ دو۔ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اسی طرح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 214 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 873، زیر آیت ہذا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عمر سے جھگڑا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئی (1)۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار اوقیہ سے زیادہ عورتوں کے مہر مقرر نہ کرو، جس نے زیادہ مہر مقرر کیا اس کی زیادتی بیت المال میں جمع کر لی جائے گی، ایک عورت نے کہا آپ کو یہ حق حاصل نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ اس عورت نے عرض کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم انہیں خزانہ دو۔ حضرت عمر نے فرمایا عورت نے درست بات کی اور مرد نے غلطی کی۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گھر سے اس لیے نکلا تھا کہ تمہیں زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کروں مگر قرآن حکیم کی ایک آیت میرے معارض آ گئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُهْتَانًا کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بینا کا معنی ''واضح'' نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے افضاء کا معنی جماع نقل کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظ صریح ذکر کرنے کے بجائے کنایہ کا لفظ ذکر کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے افضاء کا معنی عورتوں سے جماع کرنا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی اچھے طریقے سے روکنا یا اچھی طرح آزاد کر دینا نقل کیا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے مردوں سے یہ وعدہ لیا کہ اچھے طریقہ سے انہیں اپنے پاس رکھیں گے یا اچھے انداز میں انہیں آزاد کر دیں گے۔ یہ عہد ان سے عقد نکاح کے وقت لیا جاتا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کا نکاح پڑھاتے تو فرماتے میں تیرا نکاح اس پر کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یعنی نیکی کے ساتھ اپنے پاس رکھنا یا اچھے طریقے سے انہیں چھوڑ دینا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب اپنی بیٹی کا عقد نکاح کرتے یا خاندان کی کسی عورت کا عقد نکاح کرتے تو اس کے خاوند کو کہتے میں تم سے اس کی شادی کر رہا ہوں یا اچھے طریقے سے اسے پاس رکھنا یا اچھے انداز میں اسے چھوڑ دینا (6)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 180 (10420) گجرات ہند — 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 464 (12029)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16022) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 463 (16020)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کسی کی شادی کرتے تو یہی شرط لگاتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا سے مراد امساک بمعروف اور تسریح باحسان ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا کا معنی عقد نکاح لیا کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا کا معنی یہ لیا ہے کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت میں لیا اور اللہ کے واسطہ سے ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی مرد کا یہ قول ہے ملکت میں نے تیری ملک میں دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا کا معنی نکاح کے الفاظ ہیں جن کے ساتھ ان کی شرم گاہیں مردوں پر حلال ہوتی ہیں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا کا معنی سخت وعدہ لیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا ہم خلع لینے والی عورت سے کوئی چیز لے سکتے ہیں فرمایا نہیں پھر یہ الفاظ پڑھے (7)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعد میں اس میں رخصت دے دی گئی فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ (البقرۃ:229) کہا اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا (8)۔

وَ لَا تَنۡکِحُوۡا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّ مَقۡتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِیۡلًا ﴿۲۲﴾

اور نہ نکاح کرو جن سے نکاح کر چکے تمہارے باپ دادا (عورتوں میں سے) مگر جو ہو چکا (اس سے پہلے سو وہ معاف ہے) بے شک یہ فعل بہت بے حیائی اور نفرت کا فعل تھا اور بہت برا طریقہ تھا''۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت عدی بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو قیس بن اسلت فوت ہوئے۔ وہ انصار کے لوگوں میں سے تھے۔ آپ کے بیٹے نے ان کی بیوی کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16021) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (16025) 3۔ ایضاً (16026)
4۔ ایضاً، (16027) 5۔ ایضاً (16028)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 216 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعوت نکاح دی۔ عورت نے کہا میں تجھے بیٹا شمار کرتی ہوں جب کہ تو اپنی قوم کا نیک آدمی ہے۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور آپ سے رائے لوں گی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، کہا ابوقیس فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے کلمہ خیر ارشاد فرمائے۔ اس نے عرض کی اس کے بیٹے قیس نے مجھے دعوت نکاح دی ہے جب کہ وہ اپنی قوم کا نیک آدمی ہے جب کہ میں اسے بیٹا شمار کرتی ہوں، اب آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بیہقی نے کہا یہ روایت مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں یہ روایت ابن ابی حاتم سے وہ عدی بن ثابت سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوقیس بن اسلت کے حق میں نازل ہوئی، اس نے ام عبید بن ضمرہ سے نکاح کیا جو اس کے باپ اسلت کی بیوی تھی اور یہ آیت اسود بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے بنت ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار سے نکاح کیا جب کہ پہلے وہ اس کے باپ خلف کے عقد میں تھی اور فاختہ بنت اسود بن مطلب بن اسود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو امیہ بن خلف کے عقد میں تھی اور اس سے صفوان بن امیہ نے نکاح کیا تھا اور منظور بن رباب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے ملیکہ بنت خارجہ سے عقد نکاح کیا جب کہ وہ اس کے باپ رباب بن یسار کے عقد میں تھی (2)۔

امام بیہقی نے سنن میں مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس کی بیوی کے پاس آتا اور اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا اور اس کے نکاح کا وارث بن جاتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کے بیٹے اپنے باپ کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے شادی کر لی اور ابھی حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ وہ عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی سب واقعہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قیس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا بیٹا اس کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا، اگر اس کی والدہ نہ ہوتی تو چاہتا تو خود نکاح کر لینا چاہتا تو کسی اور سے نکاح کر دیتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کا بیٹا محصن اٹھا اور اس کی بیوی کے نکاح کا مالک بن گیا، نہ اس پر کچھ خرچ کیا اور نہ ورثہ میں سے کوئی مال دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، سب بات عرض کی۔ فرمایا گھر واپس چلی جا، امید ہے اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے گا۔ تو یہ آیت اور آیت نمبر 19 نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ ان تمام عورتوں کو حرام ہی قرار دیتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر باپ کی بیوی کو حرام قرار نہ دیتے اور اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام قرار نہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور آیت نمبر 23 کو نازل فرمایا (4)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ عورت جس سے تیرے باپ یا بیٹے نے شادی کی ہو اس نے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو وہ تجھ پر حرام ہے (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اسے دیکھتا ہی نہیں یہاں تک کہ اسے طلاق دے دیتا ہے کیا وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔ میں نے پوچھا اِلَّا مَاقَدۡ سَلَفَ کا کیا مطلب ہے؟ کہا بیٹے اپنے آباء کی بیویوں سے عقد نکاح کر لیتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس قول کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے عقد نکاح کیا ہو ابھی حقوق زوجیت ادا نہ کئے ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو بکر بن ابو مریم رحمہ اللہ سے وہ ایک بزرگ عورت سے روایت کرتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے دادا کی بیوی یعنی والد کی ماں سے عقد نکاح نہ کرے کیونکہ دادا آباء میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اِلَّا مَاقَدۡ سَلَفَ کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو دور جاہلیت میں ہوا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں باپ کی بیوی سے نکاح کر لیتا تھا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے الا من قد سلف یعنی جو مر چکا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مقت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے برا راستہ ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہا میں اپنے خالو سے ملا جب کہ اس کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے شادی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی گردن اڑا دوں اور اس کا مال لے لوں (4)۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10805)، گجرات ہند
3۔ ایضاً، (10806)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 271 (10804)

WWW.NAFSEISLAM.COM

الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ٘ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ٘ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۳﴾

”حرام کردی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری بہنیں رضاعت سے اور مائیں تمہاری بیویوں کی اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں (پرورش پارہی ہیں) ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو ان بیویوں سے تو کوئی حرج نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) اور (حرام کی گئیں) بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشتوں سے ہیں اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے“۔

امام عبدالرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات نسبی اور سات سسرالی رشتے حرام کیے گئے ہیں پھر اس آیت کو پڑھا بَنٰتُ الْاُخْتِ تک نسبی اور باقی سسرالی ہیں اور سسرالی ساتواں رشتہ اس آیت وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ میں مذکور ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات سسرالی اور سات نسبی رشتے حرام ہیں اور رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جن رشتوں کو ولادت (نسب) حرام کر دیتی ہے (3)۔

امام مالک اور عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم نازل ہوا پھر پانچ کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو ان کی قرآن میں تلاوت کی جاتی تھی (4)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10808)، گجرات ہند 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (17045)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 549 (17043) 4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13912)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد الرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم تھا پھر اسے پانچ کی طرف پھیر دیا گیا لیکن کتاب اللہ میں سے کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی قبض کر لیا گیا (1)۔

امام ابن ماجہ اور ابن ضریس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نازل شدہ قرآن میں سے جو چیز ساقط ہوگئی وہ یہ ہے کہ دس دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کرتا ہے یا پانچ دفعہ چوسنا (2)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر (یعنی دس دفعہ چوسنے) کی آیت نازل ہوئی وہ میری چارپائی کے نیچے صحیفہ میں تھی ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے مصروف ہو گئے تو ایک پالتو بکری داخل ہوئی اس نے اسے کھا لیا (3)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ رضاعت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہے کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یہ ارشاد نہیں فرمایا رضعة رضعتين۔ (4)

امام عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی پھر یہ حکم پانچ کی طرف لوٹ آیا۔ انہوں نے کہا یہ پہلے ہوتا تھا، اس کے بعد ایک واقعہ ہوا تو حرمت کا حکم نازل ہوا۔ ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کرتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ کا دودھ پینا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کہا کرتے تھے، اس کا تھوڑا اور زیادہ حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دس دفعہ دودھ پینا شرط قرار دیا ہے پھر کہا ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (9)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13913)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 464 (1942)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (1944)
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13911) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 467 (13916)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (1707)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17036)
8۔ ایضاً (17032)
9۔ ایضاً (17035)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ دو سال میں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک رضاعت بھوک کی صورت میں ہے یعنی رضاعت سے احکام اس صورت میں مرتب ہوں گے جب بچہ بھوکا ہو (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں دو سندوں سے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کی ماں سے شادی کرے۔ اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے ہوں یا حقوق زوجیت ادا نہ کیے ہوں۔ جب وہ کسی عورت (ماں) کے ساتھ شادی کرتا ہے اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا پھر اس کو طلاق دے دیتا ہے، اگر چاہے تو اس کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے (4)۔

امام مالک نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی کیا اس عورت کی ماں اس مرد پر حلال ہے فرمایا نہیں ماں مبہم ہے، اس میں کوئی شرط نہیں، شرط صرف بچیوں میں ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ ایک مرد عورت سے نکاح کرتا ہے اور جماع سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے کیا اس مرد کے لئے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال ہے؟ فرمایا نہیں یہ حکم مشروط نہیں۔ میں نے کہا کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی یوں قرأت کرتے تھے (و امھات نساء کم اللاتی دخلتم بھن) کہا ایسا نہیں (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ مبہم ہے۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت سے پہلے اسے طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی ماں اس کے مرد پر حلال نہ ہوگی (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ مبہم ہے (8)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 550 (17052) 2۔ ایضاً (17051) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17024)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 398، مصر 5۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533 (22)

6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 274 (10816) گجرات ہند 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16273) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

8۔ ایضاً (16279)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوعمر شیبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو شمخ کے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی، اس سے حقوق زوجیت ادا نہ کیے پھر اس کی ماں کو دیکھا تو وہ اسے اچھی لگی۔ اس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فتوی طلب کیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس عورت سے جدائی اختیار کرے پھر اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس عورت سے اس مرد کے کئی بچے ہوئے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور حضرت عمر سے رضی اللہ عنہ پوچھا، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہ جائز نہیں۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے تو اس آدمی سے کہا وہ عورت تم پر حرام ہے، اس سے جدائی اختیار کر لے (1)۔

امام مالک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں آپ سے فتوی طلب کیا گیا کہ کیا بیٹی سے عقد نکاح کرنے کے بعد ماں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے جب کہ بیٹی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود نے اس کی اجازت دے دی پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے، اس کے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ حکم ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔ یہ شرط بیٹیوں کے بارے میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے، اپنے گھر جانے سے پہلے اس آدمی کے پاس آئے، اسے اس بات کا حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی سے جدائی اختیار کرے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے بیوی کی ماں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ مبہم ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے مطلق رکھا ہے اسی طرح تم بھی مطلق رکھو اور جو حکم بیان کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک مرد کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے یا اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے کیا اس کی ماں اس پر حلال ہے، کیا یہ بھی بچی کے حکم میں ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب عورت اس کے عقد میں فوت ہو جائے وہ مرد اس کی میراث لے لے تو یہ مکروہ ہے کہ وہ اس کے بعد اس کی ماں سے عقد نکاح کرے، اگر حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دونوں سے حقوق زوجیت ادا کرنے کی صورت میں یہ حکم ہے (6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)
2۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 273، (10813)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16271) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، (16266)
6۔ ایضاً، (16268)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مسلم بن عویمر اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ دخول نہ کیا گیا یہاں تک کہ میرا چچا فوت ہو گیا جس کی شادی اس عورت کی ماں سے ہوئی تھی۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ فرمایا اس سے شادی نہ کر، میرے والد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ انہوں نے نہ مجھے منع کیا اور نہ ہی مجھے اجازت دی (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا بچی اور ماں کا حکم ایک جیسا ہے اگر بیوی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ عقد نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس پر اس کی ماں اور بیٹی حلال نہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ پڑھا (وربائبکم الاتی دخلتم بامھا تھم)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے عقد میں ایک عورت تھی، وہ فوت ہو گئی، اس کے بطن سے میرا ایک بچہ بھی تھا، میں اس کی وفات پر سخت غمگین ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مجھے ملے، فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا میری بیوی فوت ہو گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کی کوئی بیٹی تھی؟ میں نے عرض کی ہاں وہ طائف میں ہے۔ پوچھا کیا اس نے تیری گود میں پرورش پائی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا پھر اس آیت کریمہ کے الفاظ کا کیا مطلب ہوگا۔ فرمایا وہ بچی تیری گود میں نہ تھی، یہ حکم اس وقت ہوتا جب وہ تیری گود میں ہوتی (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (5)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نواسی اور نواسی کی بیٹی سے عقد نکاح جائز نہیں اگرچہ ستر درجے نیچے چلی جائے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484، (16269)

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10833)، گجرات ہند

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 481 (16235)

4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10834)

5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 162، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 277 (10827) گجرات ہند

WWW.NAFSEISLAM.COM

تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ سے شادی کی مکہ مکرمہ میں مشرک یہ کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو، سورۂ احزاب کی آیت نمبر 4 اور چالیس کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن منذر ایک اور سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی مکرم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شادی کی تو قریش نے کہا آپ نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت محمد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے فرمایا یہ آیات حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ، (وما نكح آباء كم) اور وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ مبہم ہیں (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے، وہ اسے دیکھنے سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے، کیا وہ عورت اس مرد کے باپ کے لئے حلال ہے فرمایا یہ مشروط نہیں (3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت فیروز دیلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے عقد میں دو بہنیں تھیں، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا جس کو چاہو طلاق دے دو (4)۔

امام قیس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا ایک آدمی ماں اور بیٹی سے وطی کر سکتا ہے جب کہ دونوں اس کی لونڈیاں ہوں؟ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے جب کہ ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دو لونڈی بہنوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم آزاد عورتوں کے بارے میں ہے جہاں تک لونڈیوں کا تعلق ہے انہیں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے دو لونڈیوں کے بارے میں پوچھا کیا وہ ان دونوں کو جمع کر سکتا ہے، فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے اور دوسری آیت انہیں حرام کرتی ہے لیکن مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں وہ آدمی آپ کے پاس سے نکلا اور ایک صحابی سے ملا، میرا خیال ہے

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837) 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837)، گجرات ہند 4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 469 (1951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تھا۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگر میرا اختیار ہوتا پھر میں کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے نشان عبرت بنا دیتا(1)۔

امام ابن عبد البر نے استذکار میں حضرت ایاس بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دو بہنیں میری ملکیت میں ہیں جن میں سے ایک سے میں نے خواہش پوری کی، اس سے میری اولاد ہوئی پھر دوسری میں میری رغبت پیدا ہوئی اب میں کیا کروں؟ فرمایا جس سے تو وطی کرتا رہا ہے اس کو آزاد کر دے پھر دوسری سے وطی کر لے پھر فرمایا کتاب اللہ میں جو آزاد مراد ہیں وہ لونڈیاں بھی تم پر حرام ہیں مگر تعداد (یعنی آزاد میں تعداد معین ہے) لیکن بحیثیت لونڈی (ان کی تعداد معین نہیں) یا فرمایا مگر چار، کتاب اللہ میں جو نسبی رشتے حرام ہیں وہ رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا دو بہنیں جس کی لونڈیاں ہیں ان میں سے ایک کے ساتھ اس نے وطی کی پھر دوسری سے وطی کا ارادہ کیا۔ فرمایا نہیں یہاں تک کہ پہلی کو اپنے ملک سے نکالے۔ عرض کی گئی اگر وہ پہلی لونڈی کا عقد نکاح اپنے غلام سے کر دے؟ فرمایا نہیں یہاں تک کہ اسے اپنی ملک سے نکالے(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو دو لونڈی بہنوں کو جمع کرتا ہے تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا۔ آپ سے عرض کی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ آپ نے فرمایا تیرا اونٹ بھی تو تیری ملکیت میں ہے(3)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا لونڈیوں میں سے وہ حرام ہیں جو آزاد عورتوں میں سے حرام ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں میں سے جو حرام کی ہیں لونڈیوں میں سے بھی وہ حرام کی ہیں سوائے تعداد(5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دو لونڈی بہنوں کے بارے میں فرمایا کہ ایک آیت نے انہیں حلال کیا اور ایک آیت نے انہیں حرام کیا ہے نہ میں اجازت دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں، نہ حلال قرار دیتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں نہ میں ایسا کروں گا اور نہ ہی میرے گھر والے (اولاد) ایسا کریں گے(6)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16264)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 482 (16252)
3۔ ایضاً (16254) 4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 482 (16256) 6۔ ایضاً، (16253)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا قول دو لونڈیوں کے بارے میں ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آیت انہیں حلال کرتی ہے اور ایک آیت انہیں حرام کرتی ہے۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت دونوں کو حرام قرار دیتی ہے۔ آپ نے کہا میری ان سے رشتہ داری انہیں مجھ پر حرام کرتی ہے اور ان کی ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ داری مجھ پر انہیں حرام نہیں کرتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَّا لْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب آدمی کی دو بہنیں لونڈیاں ہوں وہ ایک سے وطی کرے تو وہ دوسری کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ اس لونڈی کو اپنی ملک سے نکال دے جس کے ساتھ اس نے وطی کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دو بہنوں کے بارے میں پوچھا جو ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں جن سے وہ وطی کرتا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی ہرج نہیں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں سنا پوچھا آپ نے یہ یہ فتویٰ دیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا آپ کی کیا رائے ہے اگر ایک آدمی کے بارے اس کی بہن لونڈی ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بہن سے وطی کرے۔ فرمایا خبردار اللہ کی قسم میں نے بارہا اس مسئلہ کو جاننا چاہا انہیں کہو اس سے اجتناب کرو کیونکہ ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں اصل سبب رحم ہے آزاد سے ہو یا کسی اور سے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد، عورت اور اس کی پھوپھی اور اس عورت کی خالہ کو ایک وقت جمع نہ کرے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا پھوپھی اور خالہ پر کسی عورت سے شادی نہ کی جائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آباء کی بیویوں کے بارے میں فرمایا اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب اپنے آباء کی بیویوں سے شادی کرتے تھے پھر نسبی اور سسرالی رشتوں کو حرام فرمایا تو اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ انہیں فرمایا کیونکہ عرب نسبی اور سسرالی ماؤں سے شادی نہیں کرتے تھے بہنوں کے بارے میں فرمایا: اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب دونوں کو عقد میں جمع کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کرنا حرام قرار دے دیا مگر حرام قرار دینے سے پہلے جو گزر چکا وہ معاف ہے (5)۔

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 164، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16257) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 9، صفحہ 163 (33) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 526 (16769)

5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دولونڈی بہنوں کے ساتھ وطی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں دو بہنوں کو جمع کرنے والا ملعون قرار دیا گیا(1)۔

امام مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ دونوں ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اسے پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں اور ایسا کرنے سے منع کیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کرتا ہے جب کہ وہ دونوں اس کی لونڈیاں ہیں۔ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے، ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مگر میں ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب ایک آیت تیرے لئے حلال کرے اور دوسری آیت تیرے لئے حرام کرے تو غالب حرمت والی آیت ہے ہمارے لئے دو آزاد عورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے دولونڈیوں کا حکم واضح نہیں کیا گیا(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا تورات میں اس آدمی کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھتا ہے جو حکم ہمارے لئے بیان کیا گیا ہے وہ آزاد عورت کا ہے لونڈی کا نہیں ہے(5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا جس نے عورت کی شرم گاہ اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا(6)۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16259)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 481 (16244)
3۔ ایضاً (16245)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 482 (16248)
5۔ ایضاً، (16249)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 480 (16234)

WWW.NAFSEISLAM.COM

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

''اور (حرام ہیں) خاوندوں والی عورتیں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جو تمہارے ملک میں آجائیں فرض کیا ہے اللہ نے (ان احکام کو) تم پر اور حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لئے ماسوا ان کے تاکہ تم طلب کرو (ان کو) اپنے مالوں کے ذریعہ پاک دامن بنتے ہوئے نہ زنا کار بنتے ہوئے پس جو تم نے لطف اٹھایا ہے ان سے تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے''۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا۔ لشکر کا دشمنوں سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان کے افراد قیدی بنا لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ان قیدی عورتوں کے ساتھ اس لئے وطی کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ان عورتوں کے مشرک خاوند موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تمہارے لئے شادی شدہ عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو اللہ تعالیٰ تمہیں مال غنیمت کے طور پر دے اس وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کے موقع پر نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو مسلمانوں نے ایسی عورتیں پکڑیں جن کے خاوند تھے۔ ایک آدمی جب اس عورت کے پاس خواہش پوری کرنے کے لئے آتا تو عورت کہتی میرا پہلے سے خاوند موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مشرک قیدیوں میں جس عورت کے ساتھ تم وطی کرنا چاہو اس میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی تو مسلمانوں نے قیدی پکڑے جب کوئی مردان میں سے کسی عورت کے پاس آنا چاہتا تو وہ عورت کہتی میرا ایک خاوند ہے۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب معاملہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قیدیوں میں سے خاوند والی عورتیں بھی حلال ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 116 (12637) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16908)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا فرمایا ہر خاوند والی عورت کے پاس آنا بدکاری ہے مگر وہ عورت جو قیدی ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس عورت کا خاوند ہو وہ تجھ پر حرام ہے مگر لونڈی جس کا تو مالک ہے اور اس کا خاوند دارالحرب میں ہو۔ جب تو نے اس کا استبراء رحم کر لیا تو وہ تجھ پر حلال ہے(2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک عورتیں جنگ میں جب قیدی بنا لی جائیں تو اس کے مالک کے لئے وہ حلال ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک اور مسلمان دونوں حلال ہیں جب جنگ میں قیدی بنالی جائیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے خاوند والی عورت تجھ پر حرام ہے مگر جسے تو اپنے مال سے خریدے وہ کہا کرتے تھے۔ لونڈی کو بیچنا اس کی طلاق ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لونڈی کی طلاق کی چھ صورتیں ہیں اس کو بیچنا اس کی طلاق ہے، اس کو آزاد کرنا اس کی طلاق ہے، اس کو ہبہ کرنا اس کی طلاق ہے، اس کی برأت اس کی طلاق ہے، اس کے خاوند کی طلاق اس کی طلاق ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لونڈی کو بیچ دیا جائے جب کہ اس کا خاوند بھی ہو تو اس کا آقا اس کے بضعہ (وطی کا محل) کا زیادہ حق دار ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوند والی عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد عورتیں جو خاوندوں والی ہوں وہ حرام ہیں مگر لونڈیاں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں(8)۔

امام مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زنا حرام ہے(9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16906)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 213 (9036)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8
6۔ ایضاً
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 537 (16891)
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 537 (14891)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16901)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت جنگ اوطاس کے موقع پر نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے شعبی سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ یوم اوطاس کے متعلق نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے عورتیں ہمارے پاس آئیں پھر ان کے خاوند ہجرت کرتے ہیں اس فرمان سے اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے سے روک دیا گیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں، ان کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں۔ آپ فرماتے عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ نہ دودھ دھوئے اور نہ ہی اسے چاہیے کہ حد سے تجاوز کرے وگرنہ وہ اپنے خاوند پر نشوز کرنے والی ہوگی۔ ہر وہ عورت جو گواہوں اور مہر کے ساتھ عقد نکاح کرے تو یہ ان محصنات میں سے ہے جن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے مگر جنہیں حلال قرار دیا گیا ہے وہ آزاد عورتوں میں سے دو، تین یا چار عورتیں ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کے لئے چار سے زائد عورتوں سے عقد نکاح کرنا حلال نہیں، اس سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں جس طرح اپنی ماں اور اپنی بہن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (النساء:3) پھر نسبی اور سسرالی رشتوں میں سے کچھ کو حرام قرار دیا، فرمایا وہ حرام ہیں مگر جن عورتوں کے ساتھ مہر، سنت طریقہ اور گواہوں کے ساتھ نکاح کیا جائے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں چار عورتوں کے ساتھ عقد نکاح کرنے کو حلال قرار دیا اور چار کے بعد کسی عورت سے نکاح کو حرام قرار دیا مگر لونڈیوں سے وہ خواہش پوری کرسکتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں میں سے چار سے زیادہ سے شادی کرنا حرام ہے (7)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد پاک دامن اور عقل مند عورت ہے، مسلمانوں میں سے ہو یا اہل کتاب میں سے (8)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ یعنی مگر چار عورتیں جن کے ساتھ گواہوں اور مہر کے ساتھ نکاح کیا جائے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16909) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16895)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 10 9۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ یعنی مرد کو اپنے غلام کی بیوی سے الگ رکھا جائے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مرد کے لئے حلال ہیں مگر جس لونڈی کا اس نے عقد نکاح کر دیا ہو وہ اس مرد کے لئے حلال نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دیکھا جب آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس کا علم نہیں رکھتے تھے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر میں جانتا کہ کون اس آیت کی تفسیر بیان کر سکتا ہے تو میں اس کو ملنے کے لئے اونٹوں کو کمزور کرتا؟ وہ آیت الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سوداء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابن مسیّب سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احصان کی دو قسمیں ہیں احصان نکاح، احصان عفاف۔ ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میرا خیال ہے اس آیت میں خاوندوں والی عورتوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ شادی کریں۔ محصنات سے مراد پاک دامن عورتیں ہیں جو نکاح یا ملک یمین کی وجہ سے حلال ہوتی ہے احصان کی دو قسمیں ہیں احصان تزویج، احصان عفاف یہ آزاد اور لونڈیوں میں ہوتا ہے، سب کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر نکاح اور ملک یمین کی وجہ سے(5)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تمام قرآن حکیم میں وَّالْمُحْصَنٰتُ صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے مگر سورۂ نساء میں اس لفظ کو صاد کی زبر کے ساتھ پڑھتے(6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی جسے معاذہ کہتے جو بنو دوس کے ایک آدمی کی بیوی تھی جسے شجاع بن حدث کہتے تھے۔ اس کی ایک سوکن بھی تھی جس سے شجاع کی کثیر اولاد تھی۔ شجاع گیا تا کہ وہ ہجر سے اپنے گھر والے لائے۔ معاذہ کے پاس سے اس کا چچازاد بھائی گزرا۔ اس نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16907) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16905) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 11

6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1221 (610)، دار الصمیعی بیروت

بھائی سے کہا مجھے میرے خاندان والوں کے پاس لے چلو کیونکہ اس شیخ کے پاس کوئی خیر نہیں۔ اس نے اسے سواری پر سوار کر لیا اور اسے وہاں لے گیا۔ اتفاق سے اسی وقت شیخ کی آمد ہوئی۔

وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

(۱) يَا رَسُولَ اللهِ وَأَفْضَلَ الْعَرَبِ إِنِّي خَرَجْتُ أَبْغِيهَا الطَّعَامَ فِي رَجَبِ

اے رسول اللہ اور اے تمام عرب سے افضل میں اس کے لئے رجب میں کھانے کی تلاش میں نکلا۔

(۲) فَتَوَلَّتْ وَالطَّتْ بِالذَّنْبِ وَهِيَ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبَ

اس نے روگردانی کی اور حق زوجیت ادا کرنے سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ جس کے لئے غالب آئی بری غالب آئی۔

(۳) رَأَتْ غُلَامًا وَارِكًا عَلَى قَتَبٍ لَهَا وَلَهُ أَرَبٌ

اس عورت نے ایک نوجوان کو کجاوے پر بیٹھے دیکھا اس عورت اور مرد کو حاجت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مجھ پر لازم ہے، یہ مجھ پر لازم ہے، اگر اس مرد نے اس کا کپڑا اٹھایا ہے تو اسے رجم کردو ورنہ شیخ پر اس کی بیوی لوٹا۔ مالک بن شجاع اور اس کا سوتیلا بیٹا گئے اور اس عورت کا مطالبہ کیا۔ وہ اسے لے آیا اور اپنے گھر میں رہائش اختیار کر لی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ سے مراد چار عورتیں ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے عبیدہ کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک سے لے کر چار تک سے نکاح کرنے کا حکم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جو تم پر حرام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے وَأُحِلَّ۔

حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَأَحَلَّ قرأت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ تمام قرآن میں وراء کا معنی سامنے ہے سوائے دو مقامات کے وہ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور فمن ابتغى وراء ذلك ہے یہاں وراء، سوٰی کے معنی میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 14 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 14

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چار سے کم تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ یہ نسب اللہ تعالیٰ نے تم پر لازم کیا ہے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور اس نسب کے علاوہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس قرابت کے علاوہ تمہارے لئے رشتے حلال ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو تمہاری لونڈیاں ہیں وہ تم پر حلال ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے علاوہ لونڈیاں تمہارے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُّحْصِنِيْنَ کی تفسیر نکاح کرتے ہوئے غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ کہ کسی بدکارہ کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے نقل کی ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سفاح کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا زنا۔

امام ابن جریر، امام ابن منذر، امام ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی عورت سے شادی کرے پھر صرف ایک دفعہ اس سے حقوق زوجیت ادا کرے تو اس پر تمام مہر واجب ہوگا اور الا ستمتاع سے مراد حقوق زوجیت ادا کرنا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ کی اجازت تھی ایک آدمی ایک شہر میں آتا، اس کے پاس کوئی ایسا آدمی نہ ہوتا جو اس کے معاملات کی نگہداشت کرتا اور اس کے سامان کی حفاظت کرتا وہ اتنے عرصہ کے لئے ایک عورت سے شادی کر لیتا جس میں وہ خیال کرتا کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو جائے گا۔ وہ عورت اس کی حفاظت کرتی اور اس کے معاملات کی نگہداشت کرتی۔ وہ اس آیت کی یوں قرأت کرتا فما استمتعم به منهن

1۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 15   3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

WWW.NAFSEISLAM.COM

الی اجل مسمی مگر اسے مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نے منسوخ کر دیا۔ احصان مرد کے ہاتھ میں ہوتا، جتنا عرصہ چاہتا اسے روکے رکھتا اور جب چاہتا اسے چھوڑ دیتا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ جائز تھا وہ اس آیت کو یوں پڑھتے (فما استمتعم به منهن الی اجل مسمی) ایک آدمی کسی شہر میں آتا جہاں اس کی جان پہچان والا نہ ہوتا وہ اتنے عرصہ کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتا جس میں اسے فارغ ہونے کا خیال ہوتا وہ شادی اس لئے کرتا تا کہ اس کے سامان کی حفاظت کرے اور اس کے معاملات کی نگہبانی کرے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور متعہ حرام ہو گیا(1)۔ اس کی تصدیق سورۂ مومنون کی آیت نمبر 6 سے ہوتی ہے یعنی اس کے علاوہ ہر عورت حرام ہے(2)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دار الفکر بیروت

نکاح متعہ کی شرعی حیثیت

2۔ شریعت مطہرہ کے احکام تدریجاً نازل ہوئے ہیں جو عمل پہلے مباح تھا پھر جب اسے منسوخ کر دیا گیا تو اس کے بعد پہلی روایات سے استدلال کرنا کسی طرح درست نہیں دین اسلام کا مزاج اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک انسان محض خواہش نفس کی غلامی اختیار کرے بلکہ انسان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا پیکر ہو اور ذمہ داریوں کے بارے میں احساس ہو۔

شریعت مطہرہ میں عقدہ نکاح ساری زندگی ساتھ نبھانے کا عہد ہے اس رشتہ پر نسل انسانی کی طہارت اور بقاء کا انحصار ہے یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسے امر کی اجازت دی جاتی جو اس رشتہ کے تقدس کو مجروح کریں جب نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا گیا تو پھر ان روایات کی طرف توجہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں جو اس کی اباحت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

عن علی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم نهی عن نکاح المتعة یوم خیبر و عن لحوم الحمر الاهلية

''حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ اور گھروں میں پالے جانے والے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا''۔

(مسلم شریف جلد 1، صفحہ 452 کتاب النکاح)

باب نکاح المتعة و بیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ و استقر تحریمه الی یوم القیامة

(صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 606 کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر)

عن علی قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لحوم الحمر الاهلية و نکاح المتعة

(الاستبصار، جلد 3، صفحہ 142، حدیث نمبر 511، دار الکتب الاسلامیہ تہران)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے مختلف طرق سے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ آیت پڑھی تو انہوں نے الی اجل مسمی کے الفاظ زائد پڑھے۔ میں نے کہا ہم تو اس طرح قرأت نہیں کرتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آیت اسی طرح نازل کی ہے(1)۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں اجل مسمی کے الفاظ ہیں(2)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں۔

امام عبد الرزاق نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو الی اجل کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی نکاح متعہ(4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ متعہ ہے۔ ایک مرد عورت سے معین مدت کیلئے شرط کے ساتھ نکاح کرتا تھا۔ جب مدت ختم ہو جاتی تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہ ہوتا۔ وہ عورت اس سے آزاد ہوتی۔ عورت پر لازم ہوتا کہ وہ اپنا رحم خالی کرتی۔ اس کے درمیان وراثت جاری نہ ہوتی کوئی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوتا(5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے جب کہ ہماری بیویاں ہمارے ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں۔ حضور ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور آپ نے ہمیں رخصت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض مخصوص مدت کے لئے عورت سے شادی کرلیں پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدہ: 87)(6)

امام عبد الرزاق، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میری قوم کا ایک آدمی نکلے، میں اس سے زیادہ خوبصورت تھا جب کہ وہ کچھ بدصورت تھا، ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی، میری چادر بوسیدہ جب کہ میرے چچازاد کی چادر نئی اور نرم و نازک تھی، جب ہم بالائی مکہ میں تھے تو ہمیں ایک نوجوان عورت ملی جو لمبی گردن والی خوبصورت تھی۔ ہم نے کہا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک تم سے نکاح متعہ کرے۔ اس نے پوچھا تم کیا دو گے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پیش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 19

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 498 (14522)، گجرات ہند 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18 5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17079) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

کر دی۔ وہ دونوں مردوں کو دیکھنے لگی تو اچانک میرے ساتھی نے اسے دیکھا کہا اس کی چادر بوسیدہ ہے اور میری چادر نئی اور عمدہ ہے پھر وہ کہتی ہے اس کی چادر میں کوئی حرج نہیں پھر میں نے اس سے نکاح متعہ کیا۔ وہ میرے پاس ہی رہی یہاں تک کہ رسول الله ﷺ نے نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول الله ﷺ کو رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ ارشاد فرمار ہے تھے اے لوگو میں نے تمہیں نکاح متعہ کی اجازت دی تھی خبردار الله تعالیٰ نے اسے تا قیامت حرام کر دیا ہے، جس کے پاس نکاح متعہ کی وجہ سے کوئی عورت ہو تو وہ اسے آزاد کر دے جو چیز تم انہیں دے چکے ہو وہ واپس نہ لو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ اوطاس کے موقع پر رسول الله ﷺ نے تین دن کے لئے نکاح متعہ کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع کر دیا(3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن منذر اور نحاس نے حضرت عطاء رحمہ الله کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق:1) وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ:228) اور وَالّٰٓـئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (الطلاق:4) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، نحاس اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ میراث والی آیت نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا(4)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے، اسے طلاق، صدقہ، عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا(5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت علی رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رمضان نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا، زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا اور طلاق، عدت اور میراث نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا اور قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا(6)۔

امام عبد الرزاق، ابوداؤد نے ناسخ اور ابن جریر نے حضرت حکم رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ منسوخ ہے۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی رضی الله عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی الله عنہ متعہ سے نہ روکتے تو صرف بدبخت ہی زنا کرتا(7)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد3، صفحہ 405، دار صادر بیروت　2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد9، صفحہ 159 (21)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد4، صفحہ 55　4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد7، صفحہ 505 (14044) گجرات ہند　6۔ ایضاً، (14046)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد5، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس میں رخصت دی۔ آپ کے غلام نے آپ سے کہا یہ اس وقت تھا جب عورتوں کی قلت تھی اور تنگ دستی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں بات ایسے ہی ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کیا ہے یہ اس کے لئے جائز تھا جو نکاح کی طاقت نہ پاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق، عدت اور مرد عورت میں میراث کے احکام جاری کر دیئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا (2)۔

امام نحاس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم سر پھرے ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لئے صرف تین دن عورتوں سے متعہ کو حلال کیا گیا بعد میں اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ جس آدمی کو میرے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس نے نکاح متعہ کیا ہو گا تو میں اسے رجم کر دوں گا (4)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کیا (5)۔

امام مالک اور عبد الرزاق نے عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا ہے جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے فرمایا یہ متعہ۔ اگر میں پہلے اس کا اعلان کر چکا ہوتا تو میں اس کو رجم کر دیتا (6)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت خالد بن مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو متعہ میں رخصت دی۔ حضرت ابن ابی عمرہ انصاری رحمہ اللہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اسے امام المتقین کی موجودگی میں کیا ہے۔ ابن ابی عمرہ نے کہا اے اللہ بخش دے، متعہ میں یہ رخصت تھی جس طرح انسان کو مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے کی مجبوری ہو پھر اللہ تعالیٰ نے دین محکم کر دیا (7)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 4826 (10967)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 206
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 9، صفحہ 161 (29)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 503 (14038) گجرات ہند
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 502 (14033)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم متعہ کی اجازت صرف تین دن کے لئے تھی جس کی رسول اللہ نے اجازت دی تھی، اس کی نہ پہلے اجازت تھی نہ اس کی بعد میں اجازت تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو متعوں سے منع کیا عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ سے اور حج متعہ سے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حرام ہے۔ آپ سے عرض کی گئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کی رخصت کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کیوں فتویٰ نہیں دیا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی عورت سے نکاح اسلام کے علاوہ نکاح کرے ساتھ مہر دے، مرد اس کا وارث بنے اور عورت مرد کی وارث بنائے، کسی وقت مقرر پر اس سے نکاح نہ کرے، وہ عورت اس کی بیوی ہوگی، اگر ان میں ایک مر گیا تو نکاح متعہ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے (4)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم نے کیا کیا؟ قافلے تیرے فتوی کو لئے پھرتے ہیں اور اس فتویٰ کے بارے میں شعراء نے شعر کہے ہیں پوچھا شعراء نے کیا کہا؟ میں نے کہا شعراء نے یہ کہا ہے۔

اَقُوْلُ لِلشَّیْخِ لَمَّا طَالَ مَجْلِسُهٗ　　یَا صَاحِ هَلْ لَكَ فِیْ فُتْیَا ابْنِ عَبَّاسٍ

جب شیخ کی مجلس طویل ہوئی تو میں نے شیخ سے کہا اے میرے مصاحب کیا تجھے ابن عباس کے فتویٰ میں دلچسپی ہے۔

هَلْ لَكَ فِیْ رُخْصَةِ الْاَطْرَافِ آنِسَةٌ　　تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰی مَصْدَرَ النَّاسِ

کیا تیری نظروں میں انس کرنے والی ہے جو لوگوں کے جانے پر تیرے لئے تیرا بستر ہے۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ نہیں اللہ کی قسم میں نے یہ فتوی نہیں دیا اور نہ ہی میں نے یہ ارادہ کیا، میں نے نکاح متعہ کی اجازت صرف مجبور آدمی کو دی تھی، میں نے اسے اسی صورت میں حلال قرار دیا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال قرار دیا (5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے نکاح متعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو اس نے امت محمدی پر کی۔ اگر حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17074)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 551 (17073)

3۔ ایضاً، جلد 3 صفحہ 551 (17072)　4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 205

WWW.NAFSEISLAM.COM

عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع نہ کرتے تو بدبخت ہی زنا کرتا۔ کہا یہ سورۂ نساء میں مذکور ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اتنی مدت کے لئے اور یہ معاوضہ ہوگا جب کہ ان کے درمیان وراثت نہ ہوگی۔ اگر مدت مقررہ کے بعد بھی راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر جدا ہونے پر راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے جب کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نکاح نہیں ہوگا۔ انہوں نے یہ خبر بھی دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اب بھی اس کو حلال سمجھتے ہیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عمار رحمہ اللہ کے واسطہ سے جو شرید کا غلام تھا روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا کیا یہ بدکاری ہے یا نکاح؟ تو انہوں نے جواب دیا نہ بدکاری ہے نہ نکاح ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو جواب دیا وہ متعہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا عورت پر عدت ہوگی تو انہوں نے جواب دیا ہاں، اس کی عدت ایک حیض ہوگی۔ میں نے پوچھا کیا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس تھوڑے یا زیادہ اجر پر تم راضی ہو جاؤ۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ممکن ہے لوگ مہر مقرر کرتے ہوں پھر کسی کو تنگ دستی آ پہنچتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ (2)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تراضی کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مکمل مہر دے پھر اسے اختیار دے (3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم نکاح کے بارے میں نازل ہوا جب مہر مقرر کر دیا گیا تو پھر دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ مہر میں تھوڑی بہت باہمی رضامندی سے کمی بیشی کر لیں۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر مہر مقرر کرنے کے بعد وہ اپنے خاوند کو مکمل مہر دے دے یا اس میں کمی کر دے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ عورت مہر میں تمہارے لئے کوئی کمی کر دے تو یہ جائز ہے (4)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے اگر چاہے تو بیوی کو راضی کر لے بعد اس کے کہ اس نے پہلے معاوضہ مقرر کیا تھا جس کے ساتھ اس نے اس عورت سے تمتع کیا تھا اور کہا میں تم سے فلاں فلاں چیز کے عوض متمتع ہوتا ہوں قبل اس کے کہ وہ اس کے رحم کا استبراء کرے (5)۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 497 (14021) گجرات ہند
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 19
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 20
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ
اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ
الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ
اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور جو نہ رکھتا ہو تم میں سے اس کی طاقت کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو وہ نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہیں تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تمہارے ایمان (کی کیفیت) کو بعض تمہارا بعض (کی جنس) سے ہے تو نکاح کرلو ان سے ان کے سرپرستوں کی اجازت سے اور دو ان کو مہر ان کے دستور کے موافق (تاکہ نکاح سے) وہ پاک دامن بن جائیں نہ (اعلانیہ) زناکار اور نہ بنانے والی ہوں پوشیدہ یار اور جب وہ نکاح سے محفوظ ہو جائیں پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لئے ہے یہ (لونڈیوں سے نکاح کی اجازت) اس کے لئے ہے جسے خطرہ ہو بدکاری میں مبتلا ہونے کا تم سے اور تمہارا صبر کرنا بہتر ہے تمہارے لئے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ جس میں یہ طاقت نہ ہو کہ وہ آزاد عورتوں سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈیوں سے شادی کرے۔ پاک دامن بنتے ہوئے نہ کہ اعلانیہ یا خفیہ طریقے سے بدکاری کرتے ہوئے اور نہ ہی خفیہ دوست بناتے ہوئے۔ جب وہ کنیز عورتیں کسی مرد سے شادی کرلیں پھر بدکاری کریں تو ان پر آزاد عورتوں کے مقابلہ میں نصف سزا ہوگی۔ یہ حکم اس آزاد مرد کے لئے ہے جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور اسے بدکاری کا بھی خوف ہے تو وہ لونڈی سے شادی کرلے۔ اگر لونڈیوں سے نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اس چیز سے منع کیا کہ پہلے آزاد عورت سے شادی کی ہو پھر لونڈی سے شادی کرے۔ تاہم لونڈی سے شادی کی ہو تو آزاد عورت سے شادی کرنا جائز ہے اور جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ لونڈی سے شادی نہ کرے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم میں سے غناء نہ پائے کہ آزاد عورت سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈی سے نکاح کرلے اور اگر تم لونڈیوں سے نکاح کرنے سے بھی صبر کرو تو یہ تمہارے لئے حلال بہتر ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 21

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آزاد آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو لونڈی سے شادی کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر طاقت رکھتا ہو تو پھر جائز نہیں۔ ان سے کہا گیا اگر اس کے دل میں لونڈی کی محبت رچی بسی ہو۔ فرمایا اگر بدکاری کا ڈر ہو تو اس سے شادی کرلے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دی ہے جب وہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اسے اپنے بارے میں بدکاری کا ڈر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جس امر کی سہولت عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لونڈی، یہودی اور نصرانی عورت سے بھی شادی کرسکتا ہے اگرچہ وہ خوشحال ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ کی تفسیر تمہاری لونڈیاں کی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح کرنا صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (4)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مسلمان لونڈی سے عقد نکاح کرسکتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی رخصت دی گئی ہے ان کی لونڈیوں سے نکاح کی رخصت نہیں دی گئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد آدمی صرف ایک لونڈی سے عقد نکاح کرسکتا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لونڈی سے اسے عقد نکاح کی اجازت دی ہے جسے زنا کا خوف ہو اور وہ آزاد عورت سے شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تقدیم کے بارے میں فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور انہیں ان کے مہر دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 22
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16064) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 23
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16184)
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 175، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16182)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16067)
8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16070)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ المسافحات سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والیاں اور مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ سے مراد دوست بنانے والیاں۔ دور جاہلیت میں جو اعلانیہ بدکاری کی جاتی اسے لوگ حرام کہتے اور جو خفیہ طریقہ سے بدکاری کی جاتی اسے لوگ حلال خیال کرتے وہ کہتے جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے اور جو مخفی طریقہ سے ہو اس میں کوئی حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام:151)(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احصان سے مراد ان کا اسلام قبول کرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں کوڑے مارو۔ ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے بدکاری کی اور اس کا خاوند نہ تھا تو آپ نے فرمایا اسے پچاس کوڑے مارو۔ سائل نے کہا اسے حیض نہیں آتا۔ فرمایا اس کا اسلام ہی اس کا احصان ہے(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کا خاوند نہیں تھا اس نے بدکاری کی تو اسے کوڑے مارے جائیں گے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَاِذَآ اُحْصِنَّ میں الف پر فتح ہے اور کہا اس کا احصان اس کا مسلمان ہونا ہے۔

امام ابن جریر نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاِذَآ اُحْصِنَّ کا معنی ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں(4)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی مسلمان ہونا کرتے اور مجاہد اس کا معنی شادی کرنا کرتے جب تک وہ شادی نہ کریں ان پر کوئی حد نہیں(5)۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے مجہول کا صیغہ پڑھا یعنی جب وہ شادی کر کے محصن ہو جائیں۔ وہ کہتے لونڈی کو اس وقت تک کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ وہ شادی کر لے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہیں کی جا سکتی جب تک وہ شادی نہ کر لے(6)۔

امام سعید بن منصور، ابن خزیمہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہ ہوگی جب تک کہ وہ کسی مرد سے شادی نہ کر لے۔ جب وہ کسی مرد سے شادی کر لے تو اس پر آزاد عورت کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 29
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 394 (13604) گجرات ہند
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 30
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 612 (1223) دار الصمیعی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 616 (1237)

مقابلہ میں نصف سزا ہوا گی۔ ابن خزیمہ نے کہا اسے مرفوع نقل کرنا غلط ہے صحیح، موقوف روایت ہے (1)۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی شادی کرنا کرتے (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لونڈی پر حد جاری کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اس کی شادی کسی آزاد مرد سے کردی جائے (3)۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ بدکاری کرتی ہے جب کہ محصن نہیں۔ تو فرمایا اسے کوڑے مارو پھر جب وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اگر بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے عوض (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اپنی لونڈیوں پر حد جاری کرتے اگر وہ بدکاری کرتیں، وہ شادی شدہ ہوتیں یا نہ ہوتیں (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَاِنْ اَتَوْا اَوْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے لونڈی کو پچاس کوڑے مارے جائیں انہیں جلا وطن کیا جائے گا نہ رجم کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے جو غلام آزاد پر تہمت لگاتا ہے اس کی حد چالیس کوڑے ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عنت سے مراد زنا ہے (7)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے عنت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا گناہ۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

رَاَيْتُكَ تَبْتَغِيْ عَنَتِيْ وَتَسْعَى عَلَى السَّاعِيْ عَلَىَّ بِغَيْرِ دَخَلِ

میں نے تجھے دیکھا کہ تو میرے گناہ کا خواہش مند ہے اور بغیر وجہ کے میری چغلی کھانے والے تک باتیں پہنچاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ بہتر ہے (8)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 615 (1226) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 31

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 397 (13619)، گجرات ہند

4۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 177 (33032) دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 614 (1224) 6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 437 (13790) گجرات ہند

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 32، داراحیاء التراث العربی بیروت 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 34

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے تمہارا صبر کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرنا بہتر ہے تاہم وہ تمہارے لئے حلال ہیں کیونکہ ان کی اولاد غلام ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تو صبر کرے اور لونڈی سے نکاح نہ کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ نکاح کی صورت میں تیری اولاد غلام ہوگی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے والا زنا کے قریب ہی ہوتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی غلام آزاد عورت سے نکاح کرے تو اس نے اپنے نصف کو آزاد کر لیا اور جب کوئی آزاد لونڈی سے نکاح کرتا ہے تو اس نے اپنے نصف کو غلام بنا دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنا مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کھانے کی طرح ہے یہ صرف مجبور آدمی کے لئے ہی جائز ہے (5)۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

"چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کھول کر بیان کردے (اپنے احکام) تمہارے لئے اور چلائے تم کو ان (کامیاب لوگوں) کی راہوں پر جو تم سے پہلے گزرے ہیں اور اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کررہے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16058)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 268 (13100)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16065)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 466 (16066)

WWW.NAFSEISLAM.COM

اپنی خواہشوں کی کہ تم (حق سے) بالکل منہ موڑ لو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہلکا کرے تم سے (پابندیوں کا بوجھ) اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی دنیا نے توبہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آٹھ آیات سورۂ نساء میں نازل ہوئیں۔ یہ اس امت کے لئے ان تمام چیزوں سے بہترین ہیں جن پر سورج طلوع اور غروب ہوا ان میں سے پہلی یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ وَ یَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ یَتُوْبَ عَلَیْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ دوسری وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْكُمْ ۫ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا تیسری یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا چوتھی اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا (النساء:31) پانچویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:40) چھٹی وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (النساء:110) ساتویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ (النساء:48) آٹھویں وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىِٕكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (النساء:152) (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے ماؤں اور بہنوں کی حرمت کو بیان کرے، تم سے پہلے لوگوں کا بھی یہی طریقہ تھا اور میل عظیم سے مراد یہ ہے کہ یہودی گمان کرتے تھے کہ ماں کی طرف سے بہن سے شادی کرنا اللہ کی جانب سے حلال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّهَوٰتِ سے مراد بدکاری ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی مثل ہو جاؤ تم بھی اسی طرح بدکاری کرو جس طرح وہ بدکاری کرتے ہیں (3)۔

امام ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ شہوات سے مراد بدکاری ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ سے مراد یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنے میں تم سے تخفیف کرتا ہے اور ہر اس چیز میں جس میں آسانی ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں اسے کمزور پیدا کیا گیا ہے، انسان عورتوں کے معاملہ سے بڑھ کر کسی اور معاملہ میں زیادہ کمزور نہیں ہوتا۔ وکیع نے کہا عورتوں کے پاس مرد کی عقل جاتی رہتی ہے (5)۔

امام خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرد عورت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 37 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 38 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 39

کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں تمہیں رخصت دی گئی ہے جب تم ان سے نکاح کرنے میں مجبور ہو جاتے ہو، اگر اسے رخصت نہ دی جاتی اور وہ شادی کے لئے آزاد عورت کو نہ پاتا تو پھر پہلے والا معاملہ ہوتا(1)۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

''اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے اور جو شخص کرے گا یوں، سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اسے آگ میں اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ آیت کریمہ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا محکم ہے نہ منسوخ کی گئی نہ قیامت تک منسوخ کی جائے گی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کا باہم باطل طریقہ سے مال کھانے کا مطلب یہ ہے بدکاری کرنا، جوا کھیلنا، کمی کرنا اور ظلم کرنا مگر تجارت کی صورت میں اگر طاقت رکھتے ہو تو ایک درہم کو ہزار بڑھا لو(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک آدمی کسی کے ہاں کھانا کھانے کو بھی گناہ سمجھتا تھا پھر اس آیت کو سورۃ نور کی آیت وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ (النور:61) کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارت میں باہم رضامندی سے مال لو یا کوئی ایک آدمی دوسرے کو عطیہ دے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ تجارت اللہ کی جانب سے رزق ہے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز ہے، اس کے لئے جو سچائی اور نیکی کے ساتھ اسے طلب کرے، ہم بات چیت کیا کرتے تھے کہ امین اور سچا تاجر قیامت کے روز عرش کے سائے میں سات قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوگا(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 | 2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 115 (10061) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 | 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 40 | 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 41 | 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ صادق اور امین تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (1)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ صادق، امین، مسلمان تاجر قیامت کے روز شہداء کے ساتھ ہوگا (2)۔

امام حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ کون سی کمائی پاکیزہ ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور یہ ایسی تجارت ہے جس میں دھوکہ وفریب نہ ہو (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی گئی کون سی کمائی پاکیزہ اور افضل ہے؟ فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ایسی تجارت جو دھوکہ وفریب سے پاک ہو (4)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نعیم بن عبدالرحمٰن ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رزق کے نو حصے تجارت میں اور ایک حصہ چوپاؤں میں ہے (5)۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان لو اللہ کی مدد صالح تاجروں کے ساتھ ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ بولنے والا تاجر، قیامت کے روز عرش کے سائے میں ہوگا۔

امام اصبہانی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین کمائی تاجروں کی کمائی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب وعدہ کریں تو خلاف ورزی نہ کریں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں جب چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو چیز کی تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب انہوں نے کسی سے قرض لینا ہو تو اسے تنگ نہ کریں۔

امام اصبہانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تاجر میں چار خصلتیں ہوں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوتی ہے جب وہ کسی چیز کو خریدے اس کی مذمت نہ کرے، جب بیچے تو تعریف نہ کرے، خرید وفروخت میں جہل سازی نہ کرے اور باہم معاملات میں قسم نہ اٹھائے۔

امام حاکم نے رفاعہ بن رافع سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجر قیامت کے روز فاجروں کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرتا ہو نیکی کرے اور سچ بولے (6)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 7 (14) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 7 (1227)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 13 (31)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 7، (13)
5۔ کنز العمال جلد 4، صفحہ 30 (9342)، بیروت
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8، (15)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرماتے ہوئے سنا کہ تاجر فاجر ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع حلال نہیں کی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن تاجر قسم اٹھاتے ہیں تو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں (1)۔

امام حاکم نے عمرو بن تغلب سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں مال عام ہو جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی، فتنے پھوٹ پڑیں گے اور تجارت درہم برہم ہو جائے گی (2)۔

امام ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سعید رحمہ اللہ سے عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرید و فروخت باہم رضامندی سے ضروری ہے (3)۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت باہم رضامندی سے ہوتی ہے اور خیار عقد ہونے کے بعد ہوتا ہے، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان سے خیانت کرے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنا گھوڑا بیچا اور خریدنے والے سے کہا اختیار لے لو پھر اسے تین دن کا اختیار دیا پھر اسے کہا مجھے اختیار دو تو اس نے اسے تین دن کا اختیار دیا پھر کہا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ باہم رضامندی کی بیع ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے ایک بدو نے پتوں کا بار خریدا جب بیع ہو چکی تو پھر حضور ﷺ نے اسے فرمایا اختیار لے لو۔ تو اس بدو نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی تجارت کو آباد رکھے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ بیع کی پھر اسے کہا اختیار لے لو۔ اس نے کہا میں نے اختیار لے لیا۔ کہا بیع اس طرح ہوتی ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ کسی کے ہاتھ میں بیع کرتے تو اسے کہتے مجھے اختیار دو۔ پھر فرماتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید فروخت کرنے والے جدا نہ ہوں مگر باہمی رضامندی کے ساتھ (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل بقیع! دو خرید و فروخت کرنے والے باہمی رضامندی سے ایک دوسرے سے جدا ہوں (8)۔

امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوگا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا ان میں سے ایک دوسرے کو کہے خیار لے لو (9)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8 (17) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 9 (18)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2185)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 41
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2184)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 43
7۔ ایضاً
8 ایضاً
9۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742 (2001) دار ابن کثیر دمشق

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں افراد کو ایک دوسرے کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اپنے دینی بھائیوں کو قتل نہ کرو (2)۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذات سلاسل کے سال مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا، مجھے سخت سردی والی رات میں بدخوابی کی تکلیف ہوگئی، مجھے خوف لاحق ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، تو میں نے تیمّم کرلیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جب کہ تو حالت جنابت میں تھا۔ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ مجھے سخت ٹھنڈی رات میں بدخوابی ہوئی۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آیا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ میں نے تیمّم کیا پھر میں نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور کچھ بھی نہ کہا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب کہ آپ حالت جنابت میں تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے آپ کو بلایا اور اس بارے میں پوچھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے ڈر رہا کہ سردی مجھے قتل کر ڈالے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعید اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسروق صفین آئے، صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ، بتاؤ اگر کوئی منادی کرنے والا آسمان سے تمہیں ندا کرے تو تم اس کو دیکھو گے اور اس کا کلام سنو گے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ان چیزوں سے منع کرتا ہے جس میں تم ہو، کیا تم اس سے رکنے والے ہو؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے کہا اللہ کی قسم اس حکم کو جبرئیل امین حضور ﷺ پر لائے تھے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ واضح کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یہ کہہ کر کوفہ واپس چلے گئے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ یعنی اموال اور جانوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ سنن ابو داؤد، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد　4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 234 (11593) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1232 (622)، دار الصمیعی الریاض

میں ایسا عمل حد سے تجاوز کرتے اور ظلم کرتے ہوئے کیا تو اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے، انہیں عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کیا جہنم میں داخل کرنے کا حکم آیت میں مذکور تمام چیزوں کے بارے میں ہے یا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے کہا بلکہ یہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے(1)۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

”اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے (نامہ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں“۔

امام ابو سعید اور سعید بن منصور نے فضائل میں عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء میں پانچ آیتیں ہیں اگر ان کے بدلے میں میرے لئے دنیا و مافیہا ہو تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ میں جانتا ہوں جب لوگ ان آیات کے پاس سے گزریں گے تو انہیں پہچان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ۱۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔ ۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:40)۔ ۳۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء:48)۔ ۴۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64)۔ ۵۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے رب کی جانب سے ہمیں جو پہنچا ہے ہم نے اس جیسا نہیں دیکھا پھر ہم اس کے لئے تمام اہل و مال سے نہیں نکلے، وہ یہ ہے کہ اس نے ہم سے کبائر کے علاوہ ہر گناہ سے تجاوز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جس امر کا مطالبہ کیا ہے وہ تمہارے لئے آسان ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا خبردار میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے پھر فرمایا قسم ہے مجھے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد5، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد5، صفحہ 56 3۔ ایضاً، جلد5، صفحہ 55

ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے، ساتوں قسم کے گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے تو قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا سے ہل رہے ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تمہیں گناہ کبیرہ سے کیا سروکار جب کہ تم سے گناہ صغیرہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ مصر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے انہوں نے کہا ہم کتاب اللہ میں ایسی اشیاء دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس بارے میں امیر المومنین سے ملیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور وہ لوگ بھی ساتھ آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، عرض کی اے امیر المومنین کچھ لوگ مصر میں مجھے ملے تھے انہوں نے کہا تھا ہم کتاب اللہ میں کچھ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ لوگوں نے یہ چاہا ہے کہ اس کے بارے میں آپ سے ملیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سب کو میرے لئے جمع کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کے لئے انہیں جمع کیا ان میں سے جو سب سے قریب بیٹھا تھا اسے پکڑا اور فرمایا میں تجھے اللہ اور اسلام کا جو تجھ پر حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تو نے تمام قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا تو نے اپنے دل میں محفوظ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، کیا تو نے اسے اپنی آنکھ میں محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے الفاظ میں اسے محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے اثر میں اسے محفوظ کیا ہے؟ پھر آپ یکے بعد دیگرے ان سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ آخری آدمی تک پہنچے، فرمایا عمر پر اس کی ماں روئے کیا تم عمر کو اس امر کا مکلف بناتے ہو کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا پابند بنائے جب کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہمارے گناہ ہوں گے اور یہ آیت پڑھی، کیا اہل مدینہ تمہارے اعمال کو جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر وہ جانتے ہوتے تو میں تمہیں نصیحت کرتا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی گناہ کبیرہ سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ کبیرہ سے بچو، درست اعمال کرو اور تمہیں بشارت ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امر سے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے ان میں ایک نظر کا بھی ذکر کیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گناہ کبیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 49
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 56
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 51

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہر وہ شے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دھمکی دی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف کی ہے وہ گناہ کبیرہ میں سے ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا فیصلہ کیا ہے، ہر وہ گناہ جس پر حد جاری ہوتی ہے وہ بھی گناہ کبیرہ ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا گناہ کبیرہ سات ہیں، فرمایا یہ تقریباً ستر ہیں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ کیا یہ سات ہیں؟ فرمایا یہ سات سو تک ہیں، بہت قریبی سات تک ہیں۔ تاہم استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار کرنے کی صورت میں صغیرہ نہیں ہوتا (6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر وہ گناہ جس پر بندہ اصرار کرے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ سے بندہ توبہ کرے وہ کبیرہ نہیں (7)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی کو قتل کرنا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت لگانا (8)۔

امام بزار، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ سات ہیں پہلا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے بڑا ہونے سے پہلے اس کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 53

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 52　6۔ ایضاً

7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (7149) دار الکتب العلمیہ بیروت

8۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 1، صفحہ 72 (145) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ہجرت کے بعد پھر بدوؤں کے پاس چلے جانا۔

امام علی بن جعد نے جعدیات میں حضرت طیسلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کرنا جو تمہارے مردوں اور زندوں کا قبلہ ہے۔

امام ابن راہویہ، بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت طیسلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جو کسی پر جادو کرائے، مسجد حرام میں گناہ کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا (1)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے عمیر لیثی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے اولیاء نمازی ہیں، جو پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر فرض کی ہیں، جو خوش دلی کے ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے، جو ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ فرمایا نو ہیں: ان میں سب سے بڑا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کا ارتکاب کرنا جو تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے (2)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے پانچ نمازیں پڑھیں، سات گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا اسے جنت کے دروازوں سے ندا کی جائے گی کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ عرض کی گئی کیا تم نے رسول اللہ کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ فرمایا ہاں والدین کی نافرمانی کرنا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور سود کھانا۔

امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوایوب سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے پوچھا گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان کو قتل کرنا اور میدان جنگ سے بھاگنا (3)۔

1۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 54 (8) السعودیہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 127 (197) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا ذکر تھا۔ ساتھ ہی حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس مکتوب میں یہ تھا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے روز میدان جنگ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی شہادت دینا(1)۔

امام شیخین، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے، فرمایا خبردار جھوٹی بات، خبردار جھوٹی شہادت، آپ لگاتار اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک ہم نے یہ کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور تمام فاحشات کی جڑ ہے، جو آدمی شراب پیتا ہے وہ نماز چھوڑ دیتا ہے اور پھر اپنی ماں، اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی پر جا پڑتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شراب نوشی کو ام الکبائر خیال کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے کتاب الایمان میں شعبہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے؟ فرمایا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ نے تو یہی فرمایا ہے جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، وہ بدکاری کرتا ہے اور نماز چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن جریر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ گناہ کبیرہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا کسی انسان کو قتل کرنا شعبہ کو شک ہے اور جھوٹی قسم اٹھانا(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 126 (2301) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی نے اوسط اور بیہقی نے عبد اللہ بن انیس جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم ہے، جس آدمی نے بھی مجبوری کی قسم اٹھائی اس میں وہ مچھر کے پر کے برابر کوئی چیز داخل کرے گا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے سیاہ نکتہ داخل کر دیا جاتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے والدین کو برا بھلا کہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی اپنے والدین کو کیسے برا بھلا کہتا ہے۔ فرمایا وہ کسی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (2)۔

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں سب سے بڑا گناہ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی انسان کسی مسلمان کی عزت ناحق پامال کرے اور بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک گالی کے بدلے دو گالیاں دے۔

امام ترمذی، امام حاکم اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازے پر آ گیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو قتادہ عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے اوپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا، اس میں تھا دو نمازوں کو عذر کے بغیر اکٹھے کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور چغل خوری کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی حاتم نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن ابی دنیا نے التوبہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، روح اللہ سے مایوس ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 113 (3020)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 73 (146) ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 409 (1020) ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 212 (8252) ایضاً
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 294 (391)، دار الفکر بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 156 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور رحمت سے نا امید ہونا (1)۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا جب کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا اور یتیم کا مال کھانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس عمل کو کیا حیثیت دیتے ہو؟ پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 77 پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا گناہ کبیرہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، ہجرت کر کے اپنے علاقوں میں بھاگ جانا، جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، جماعت سے الگ ہونا اور خرید و فروخت کرنے کے بعد عقد کو توڑنا۔

امام بزار اور ابن المنذر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، زائد پانی نہ دینا اور نر جفتی کے لئے نہ دینا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سیراب ہونے کے بعد زائد پانی روکنا جفتی کے لئے نر نہ دینا مگر پیسے لے کر۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے جو عہد لیا گیا تھا وہ گناہ کبیرہ ہیں یعنی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ (الممتحنہ:12)

امام بخاری نے ادب مفرد میں، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زانی، چور اور شراب خور کے بارے میں بتاؤ تم کیا کہتے ہو لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ سب فحش گناہ ہیں، ان میں سزا ہے، کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (النساء:48) والدین کی نافرمانی پھر یہ آیت پڑھی اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ (لقمان:14) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے فرمایا اور جھوٹی بات (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک کہے اللہ سے ڈرو تو دوسرا کہے مجھے یہ حکم دینے کے بجائے اپنا خیال کر۔

امام ابن منذر نے حضرت سالم بن عبد اللہ تمار رحمہ اللہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 50 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54 3۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 140 (293)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد سب سے بڑے گناہ کا ذکر کیا، ان میں سے کسی کے پاس حتمی بات نہ تھی جس پر وہ بات ختم کرتے۔ تو انہوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے اس بارے میں پوچھوں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے میں ان کے پاس آیا انہیں بتایا تو انہوں نے یہ بات تسلیم نہ کی۔ سب تیزی سے اس کی طرف آئے یہاں تک کہ اس کے گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ نے گفتگو کی تھی کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا۔ بادشاہ نے اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پی لے، کسی انسان کو قتل کردے، بدکاری کرے، خنزیر کا گوشت کھالے یا اگر انکار کرے تو اسے قتل کردیا جائے، اس آدمی نے شراب پینے کو پسند کیا کیونکہ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے جس چیز کا ارادہ کیا اب اس سے رکنے والا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا اور جو آدمی شراب پیتا ہے اس کے مثانہ میں شراب ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کردیتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں میں مر جائے تو وہ دور جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے ۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: 87)۔ ۲۔ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف 99)۔ ۳۔ والدین کی نافرمانی کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جابر نافرمان قرار دیا ہے۔ ۴۔ ناحق کسی انسان کو قتل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء: 93)۔ ۵۔ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور: 23)۔ ۶۔ یتیم کا مال کھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (نساء: 10)۔ ۷۔ میدان جنگ سے بھاگنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗٓ (الانفال: 16)۔ ۸۔ سود کھانا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ (البقرہ: 275)۔ ۹۔ جادو کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرہ: 102)۔ ۱۰۔ بدکاری کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَلْقَ اَثَامًا (الفرقان: 68)۔ ۱۱۔ جھوٹی قسم اٹھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ (آل عمران: 77)۔ ۱۲۔ خیانت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: 161)۔ ۱۳۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ (التوبہ: 35)۔ ۱۴۔ جھوٹی گواہی دینا، شہادت چھپانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (البقرہ: 283)۔ ۱۵۔ شراب پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو اس کے ہم پلہ رکھا ہے۔ ۱۶۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے بری ہوگیا۔ ۱۷۔ وعدہ توڑنا اور رشتہ داری

ختم کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (الرعد:25)(1)

امام عبد بن حمید، بزار، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا سورۂ نساء کے آغاز سے لے کر تیس نمبر آیت تک چھ چیزیں مذکور ہیں جو اس میں شامل ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سورۂ نساء کے آغاز سے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ تک مذکور ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا سورۂ نساء کو شروع کرو یہاں تک کہ تیسویں آیت تک پہنچو، ان میں جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں پھر اس آیت کو تلاوت کیا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ آیت نمبر تیس تک پہنچے پھر اس آیت کو تلاوت کیا کہا ان میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ گناہ کبیرہ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء کا خیال ہے کہ سورۂ نساء کے آغاز سے لے کر اس آیت تک گناہ کبیرہ کا ذکر ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے گناہ کبیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، ناحق یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، بہتان لگانا، ہجرت کے بعد دیہاتوں میں چلے جانا۔ ابن سیرین سے پوچھا گیا جادو۔ تو انہوں نے جواب دیا بہتان بہت ساری چیزوں کو جامع ہے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک آدمی برا عمل کرے پھر اسے حقیر جانے(6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ استغفار کی صورت میں گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور گناہ صغیرہ اصرار کرنے کی صورت میں گناہ صغیرہ نہیں رہتا(7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 252 (13023)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 47
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 48
6۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (1749) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 456 (7269)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تُکَفِّرُ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تمہارے گناہ صغیرہ بخش دیں گے اور کریم سے مراد جنت میں بہترین جگہ ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرأت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ لفظ مَدْخَلًا ہے۔

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

"اور نہ آرزو کرو اس چیز کی بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر مردوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام ترمذی، حاکم، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد جہاد کرتے ہیں ہم جہاد نہیں کرتیں اور نہ ہی جنگ کرتی ہیں کہ ہم شہید ہوں، ہمارے لئے نصف میراث ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر 35 نازل فرمائی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی ایک بیوی آئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد کو عورت سے دگنی میراث ملتی ہے، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، کیا ہم عمل میں بھی اسی طرح ہیں، کیا ایک عورت نیکی کرے تو اس کے لئے نصف نیکی لکھی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے جہاد کرنے کے بارے میں عرض کی انہوں نے کہا ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جہاد کرنے کا حکم دے تو ہم بھی وہ اجر حاصل کریں جو مرد پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 55,57، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 623 (1235) دارالصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دونوں نے کہا یہ آیت ام سلمہ بنت ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہمارا اجر بھی عورتوں کے مقابلہ میں دو گناہ ہونا چاہیے جس طرح وراثت میں ہمارا حصہ دوگنا ہوتا ہے، ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ اجر میں بھی ہمارے دو اجر ہونے چاہیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ہمارا اجر بھی مرد شہداء جیسا اجر ہونا چاہیے، ہم جنگ کی طاقت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو ہم بھی جہاد کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اعمال کی توفیق دے گا جو تمہارے حق میں بہترین ہوگا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی آرزو نہ کیا کرے کہ وہ کہے کاش میرے لئے فلاں کا مال اور اس کے اہل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو جو والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا مذکر کے لئے دو حصے اور مؤنث کے لئے ایک حصہ ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں کے مال کی آرزو نہ کرو تم کیا جانو کہ اس کی ہلاکت اسی مال میں ہو (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ نہ عورت کو ورثہ دیتے اور نہ ہی بچے کو ورثہ دیتے، وہ اسے ورثہ دیتے جو کام کاج کرتا نفع پہنچاتا اور اپنا دفاع کرتا تھا۔ جب عورت کو حصہ ملا اور بچے کو اس کا حصہ ملا اور مذکر کو عورت کے مقابلہ میں دوگنا ملا تو عورتوں نے کہا کاش ہمارے حصے مردوں کے حصے جیسے کر دیئے جاتے۔ مردوں نے کہا ہم امید رکھتے ہیں کہ آخرت میں اجر میں ہمیں عورتوں پر اسی طرح فضیلت دی جائے جس طرح وراثت میں ہمیں فضیلت دی گئی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عورت نیکی کرے تو اسے بھی دس گناہ اجر دیا جائے گا جس طرح مرد نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر دیا جائے گا (5)۔

امام ابن جریر نے ابو جریر سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 نازل ہوئی تو عورتوں نے کہا مردوں کے لئے گناہ کے بھی دو حصے ہوں گے جس طرح وراثت میں دو حصے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مردوں کے لئے گناہ میں سے وہی ہے جو اس نے عمل کیا اور عورتوں کے لئے گناہ میں سے وہی حصہ ہے جو اس نے کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن سیرین کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو دنیاوی آرزو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور اس آرزو سے بہتر چیز کی طرف راہنمائی کی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو نہ کہ دنیا کا سامان (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عبادت کی آرزو کرو دنیا کے مال کی آرزو نہ کرو (3)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک ایسے آدمی سے روایت نقل کی جس کا نام نہیں لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور بہترین عبادت خوشحالی کا انتظار ہے (5)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا تین دفعہ سوال کیا تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور کوئی مسلمان تین دفعہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم عرض کرتی ہے اے اللہ اسے پناہ دے دے (6)۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٣﴾

"اور ہر ایک کے لئے بنا دیئے ہیں ہم نے وراث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور وہ لوگ جن سے بندھ چکا ہے تمہارا عہد و پیمان تو دو انہیں ان کا حصہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے"۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موالی کا معنی وارث نقل کیا ہے مہاجر جب مدینہ طیبہ آئے تو مہاجر اور انصاری اس بھائی چارے کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قائم کیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ حکم منسوخ ہو گیا پھر فرمایا کہ انہیں ان کا حصہ دو یعنی مدد، تحفہ، نصیحت، میراث ختم ہو گئی ہاں وہ وصیت کر سکتا ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 61 3۔ ایضاً

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 68 (3571) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 61

6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 262، دار صادر بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ہر ایک کے وارث بنادیئے ہیں جو عصبہ ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عہد کرتے کہ ان میں سے جو فوت ہوگا تو دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 6 وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مگر وہ اولیاء جن کے لئے تم نے وصیت کی ہے یہ میت کے مال کے تیسرے حصہ تک جائز ہے۔ یہی معروف ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے موالی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک کے عصبہ بنائے ہیں یہ دور جاہلیت میں موالی تھے جب عجمی عربوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے لئے کوئی نام نہ پایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ (الاحزاب:5) تو ان کا نام موالی رکھا گیا (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسلام سے پہلے ایک آدمی دوسرے آدمی سے باہم معاہدہ کرتا وہ کہتا تو میرا وارث بنے گا اور میں تیرا وارث بنوں گا۔ قبیلے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح کے معاہدے کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر حلف اور معاہدہ جو دور جاہلیت میں تھا پھر اسلام نے اسے پالیا تو اسلام نے اس کی قوت میں اضافہ کیا۔ دور اسلام میں جو معاہدہ اور خلف تھا اس آیت وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (الاحزاب:6) نے اسے منسوخ کردیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا پھر وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے صحابہ کے ساتھ معاہدہ تھا آپ اس کے وارث بنے تھے (3)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے معاہدہ کرتا جن کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہوتی تو اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تو اس طریقہ کار کو سورۂ احزاب کی آیت نمبر 6 نے منسوخ کردیا (4)۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا وہ کہتا میرا خون تیرا خون ہے، میرا معاہدہ ختم کرنا تیرا معاہدہ ختم کرنا ہے، تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا، میری وجہ سے تجھ سے مطالبہ کیا جائے گا اور تیری وجہ سے مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اسلام میں اس کے لئے مال کا چھٹا حصہ مختص کیا گیا پھر وارثوں میں وراثت تقسیم ہوگی۔ بعد میں اس طریقہ کو سورۂ احزاب کی آیت سے منسوخ کردیا گیا، تو معاہدہ کی وجہ سے جو وہ باہم وارث بنے تھے اسے ختم کردیا اور وراثت صرف رشتہ داروں کے لئے مختص ہوگئی (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 64 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 63 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 64
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 65

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ جا ملتا تو یہ اس کا تابع ہوتا۔ جب وہ آدمی فوت ہوتا تو اس کی وراثت اس کے لئے اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے لئے ہوتی جب کہ تابع کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ آیت نازل فرمائی پھر اسے میراث میں سے حصہ دیا جاتا بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب والی آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرایا، جب کوئی ذی رحم رشتہ دار درمیان میں حائل نہ ہو تو پھر انہیں ان کا حصہ دو لیکن آج یہ حکم نہیں، وہ ایک جماعت تھی جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا، بعد میں وہ ختم ہو گیا۔ یہ مقام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا آج کسی کے درمیان یہ رشتہ موجود نہیں (2)۔

امام ابن جریر اور نحاس نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت باہمی حلیفوں اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دوسرے کی اولادوں کو جنتی بنا لیتے ہیں اور انہیں وارث بناتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وصیت میں اس کے لئے حصہ رکھا اور وراثت عصبہ اور ذی رحم رشتہ داروں کی طرف لوٹادی (3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک لئے عصبہ بنا دیئے ہیں اور وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ سے مراد حلیف ہیں فَاٰتُوْا نَصِیْبَهُمْ سے مراد دیت، مدد اور عطیہ ہے (4)۔

امام ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے حضرت داؤد بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ام سعد بنت ربیع کو قرآن سنایا کرتا تھا جب کہ وہ میرے والد کی گود میں یتیم کی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی۔ میں نے اسے سنایا وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ جب عبدالرحمٰن نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اسے وارث نہیں بنائیں گے۔ جب عبدالرحمٰن مسلمان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وراثت دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آیت کو یوں پڑھتے عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ (5)

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ عقدت کو الف کے بغیر مجرد سے پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں کسی قوم کے پاس آتا ان سے معاہدہ کر لیتا کہ وہ نقصان، نفع اور خون میں انہیں کا ایک فرد ہو گا تو وہ اس قوم میں انہیں کی طرح ہو جاتا۔ وہ اس کے لئے اپنے لوگوں سے وہی لیتے جو اس سے لیتے تھے۔ جب جنگ کا موقع ہوتا تو قوم کے افراد اسے کہتے اے فلاں تو ہم میں سے ہے ہماری مدد کر۔ اگر اسے کوئی نفع ہوتا تو کہتے ہمیں بھی دے تو ہم میں سے ہیں۔ اگر وہ مدد طلب کرتا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 66 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 67
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 62 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1243 (627)، دار الصمیعی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

جس طرح اپنے افراد کی مدد کرتے اسی طرح اس کی مدد نہ کرتے۔ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی تو بعض اسے کچھ دے دیتے اور بعض نہ دیتے لیکن اس طرح اسے نہ دیتے جس طرح اس سے لیتے تھے۔ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اس وجہ سے جو نہیں پریشانی تھی اس کا ذکر کیا۔ عرض کی ہم نے زمانہ جاہلیت میں ان سے معاہدہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی جس طرح تم ان سے لیتے ہو انہیں بھی اسی طرح دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ایک ایک واسطہ سے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قوم کا حلیف ہے حکم ہوتا ہے، اسے اپنے معاملہ اور مشورہ میں حاضر رکھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے بعد فرمایا دور جاہلیت کا معاہدہ پورا کرو کیونکہ اسلام تو اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے تاہم اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر اور نحاس نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں، دور جاہلیت میں جو باہم معاہدے تھے اسلام ان کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں تاہم دور جاہلیت کے معاہدہ کو پورا کرو (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے ہر وہ معاہدہ جو دور جاہلیت میں کیا گیا اسلام اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝۳۴

مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لئے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 306 (19199) گجرات ہند

تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور (پھر) الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اشعث بن عبدالملک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو اپنے خاوند کے خلاف زیادتی کا بدلہ چاہتی تھی کہ اس کے خاوند نے اسے طمانچہ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر قصاص لازم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو وہ عورت قصاص کے بغیر واپس چلی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے مرد سے قصاص لینے کا ارادہ کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس مرد کو بلایا، یہ آیت اس پر پڑھی، ارشاد فرمایا میں نے ایک ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا۔ وہ قصاص کے مطالبہ کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے دونوں میں قصاص کا فیصلہ کیا تو سورۂ طٰہٰ کی آیت وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (طٰہٰ:114) نازل ہوئی۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے ایک امر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ فرمایا(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری ایک عورت کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا خاوند فلاں بن فلاں انصاری ہے۔ اس نے اسے مارا ہے اور اس کے چہرے پر نشان چھوڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اس کا حق نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی مرد عورتوں کو ادب سکھانے کے ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک امر کا ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا حضور ﷺ نے قصاص کا ارادہ کیا۔ ابھی تک ان کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد عورتوں کو ادب اور تعلیم دینے کے ذمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 71، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 72 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

دار ہیں کیونکہ وہ مہر کی صورت میں ان پر مال خرچ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بیوی مرد سے قصاص نہیں لے سکتی مگر جان کا قصاص لے سکتی ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ ہم مرد سے قصاص لیں گے مگر جب وہ ادب سکھانے کے لئے کوئی تکلیف دے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مرد عورتوں پر امیر ہیں۔ عورتوں پر لازم ہے کہ جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں مرد کی اطاعت کریں عورت کی مرد کے لئے اطاعت یہ ہے کہ وہ خاوند کے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے نفقہ اور کمائی کے ذریعے اس پر احسان فرمایا ہے۔ قٰنِتٰتٌ کا معنی اطاعت کرنے والیاں اور عدم موجودگی میں مال کی حفاظت کرنے والیاں ہیں جب وہ عورتیں ایسی ہیں تو ان کے ساتھ احسان کرو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت پر امیر ہے۔ مرد عورت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دے۔ اگر عورت انکار کر دے تو اسے اتنا مارنے کا حق ہے جو اس پر نشان نہ چھوڑے۔ مرد کو عورت پر اس لئے فضیلت ہے کیونکہ مرد اس پر مال خرچ کرتا ہے اور کماتا ہے (3)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ہاتھ پکڑتے ہیں اور انہیں ادب سکھاتے ہیں (4)۔

سفیان سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے کیونکہ مرد عورتوں کو مہر دیتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال خرچ کرنے سے مراد مہر ہے جو مرد دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر مرد عورت پر تہمت لگائے تو مرد عورت سے لعان کرتا ہے اگر عورت مرد پر تہمت لگائے تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قٰنِتٰتٌ سے مراد اللہ تعالیٰ اور خاوندوں کی اطاعت کرنے والیاں اور حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ سے مراد کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرنے والیاں اور خاوندوں کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنے والیاں (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں حفاظت کرنے والیاں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خاوند کے مال اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا ہے یہاں تک کہ خاوند واپس آ جاتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خاوندوں کے لئے اپنے نفسوں کی اسی طرح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 72 | 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 70 | 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 73 | 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

حفاظت کرتی ہیں جن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں، اللہ کی حفاظت کے ساتھ حفاظت کرنے والی ہیں، وہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنے خاوندوں سے خیانت کرنے والی نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے باعث وہ اپنے خاوندوں کے لئے حفاظت کرنے والیاں ہیں، وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے وہ معاملات جو مردوں سے مخفی ہوتے ہیں وہ خاوندوں کے لئے ان کی حفاظت کرتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی یعنی انہیں اس قابل بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کر دے، جب تو اسے کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، جب تو غائب ہو تو تیرے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں یوں ہے فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ فَاصلحوا اِلَیهِنَّ واللّاتِی تَخَافُوْنَ یوں ہے (3)۔

ابن جریر نے سدی سے یوں روایت کیا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ما حسنوا الیهن (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمان کے لئے سب سے فائدہ مند خوبصورت عورت ہے [جب مرد اسے دیکھے تو مرد کو خوش کر دے] جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب مرد غائب ہو تو اس کے مال اور اپنی حفاظت کرے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت جو اچھے اخلاق والی ہو، محبت کرنے والی ہو اولاد جننے والی ہو، سے بڑھ کر خیر پانے والا نہیں اور کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے انکار کے بعد اس عورت سے بڑھ کر برائی پانے والا نہیں جو بد اخلاق اور زبان کی تیز ہو (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیک عورت جو صالح آدمی کے ہاں ہو اس تاج کی مانند ہے جو سونے کا بنا ہوا ہو اور بادشاہ کے سر پر ہو اور بری عورت کی مثال صالح آدمی کے ہاں ایسے ہے جیسے بوڑھے آدمی پر بھاری بوجھ ہو (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کیا میں تجھے تین کمر توڑ مصیبتوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 74 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17141)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ ایضاً (17142) 7۔ (17143)

بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی وہ کون سی ہیں؟ فرمایا (۱) ظالم امام اگر تو اچھا کام کرے تو شکریہ ادا نہ کرے، اگر تو غلط کام کرے تو معاف نہ کرے (۲) برا پڑوسی اگر اچھا دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے، اگر برائی دیکھے تو اس کو عام کرے (۳) بری عورت اگر تو اس کے پاس ہو تو تجھے غصہ دلائے، اگر تو اس سے غائب ہو تو وہ تجھ سے خیانت کرے (1)۔

امام حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں سعادت میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے اچھی لگے، تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین ہو (۲) سواری جو مطیع ہو جو تجھے تیرے ساتھیوں تک پہنچا دے (۳) گھر جو وسیع ہو، زیادہ سہولتوں والا ہو۔ تین چیزیں بدبختی میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے بری لگے، ہر وقت اپنی زبان تجھ پر چلاتی رہے، اگر تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین نہ ہو (۲) سواری جو اڑیل ہو، اگر تو اسے مارے تو تجھے تھکا دے، اگر تو اسے چھوڑ دے تو تجھے تیرے ساتھیوں تک نہ پہنچائے (۳) گھر جو تنگ ہو، اس میں سہولتیں کم ہوں (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حصین بن محصن کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک کام کے لئے آئی۔ آپ نے فرمایا اے عورت کیا تیرا خاوند ہے؟ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا تیرا اس کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ میں نے عرض کی میں اس کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی مگر جو کرنے سے عاجز ہوں۔ فرمایا خیال رکھنا کہ تو اس کے ہاں کیا حیثیت رکھتی ہے، بے شک وہ تیری جنت اور تیری جہنم ہے (3)

امام بزار، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے؟ فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے اگر اس کے ناک سے خون، پیپ اور زرد پانی بہ رہا ہو بیوی اس کو اپنی زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر کسی انسان کے لئے یہ جائز ہوتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو اس وقت سجدہ کرے جب وہ اس عورت کے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے (4)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کے گھر میں کسی مرد کو آنے کی اجازت دے جبکہ خاوند اسے ناپسند کرتا ہو، خاوند ناپسند کرے تو وہ گھر سے نہ نکلے، خاوند کے بارے میں کسی اور کی اطاعت نہ کرے، اس کے سینے کے ساتھ کھردری نہ ہو، اس کے بستر سے الگ نہ ہو، خاوند کو اذیت نہ دے، اگر خاوند ظالم ہو تو تب بھی اس کے پاس آئے یہاں تک کہ اسے راضی کرے، اگر خاوند اس کو قبول کرے تو بہت بہتر، اللہ تعالیٰ بھی اس کا عذر قبول فرمائے گا، اگر خاوند راضی نہ ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اپنا عذر پہنچا دیا ہے (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17145) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 175 (2684) بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 256 (2769) 4۔ ایضاً (2768) 5۔ ایضاً (2775)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں جب کہ وہ اپنے خاوند سے مستغنی بھی نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسق جہنمی ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ فاسق کون ہیں؟ فرمایا عورتیں۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ ہماری مائیں بہنیں اور بیویاں نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتی۔ جب انہیں آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر نہیں کرتیں (2)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو زیبا نہیں کہ وہ روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے روزہ رکھ سکتی ہے، خاوند کے گھر میں اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے (3)۔

امام عبد الرزاق، بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں جہاد اللہ تعالیٰ نے مردوں پر فرض کیا ہے، اگر وہ کسی کو قتل کریں تو انہیں اجر ملتا ہے، اگر انہیں قتل کیا جائے تو تب بھی وہ زندہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے، ہم عورتیں ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، ہمارا کیا اجر اور حق ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس عورت کو بھی ملے اسے یہ پیغام پہنچا دینا کہ خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کو پہچاننا اس عمل کے ہم پلہ ہے لیکن تم میں سے بہت ہی کم یہ کام کرتی ہیں (4)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہ کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے کیونکہ میں ایک بیوہ عورت ہوں، اگر میں طاقت رکھوں تو شادی کروں، بصورت دیگر بیوہ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر حق یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کی پشت پر بھی عورت سے اپنا آپ حوالے کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ اپنا آپ پیش کر دے، خاوند کا عورت پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر وہ نفلی روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا، وہ بھوکی پیاسی رہی تب بھی اللہ تعالیٰ اس کا یہ روزہ قبول نہیں فرمائے گا، وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2771) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 428، دار صادر بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 103 (84)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 560 (7631)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ گھر واپس آجائے (1)۔

امام بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ایک عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا خاوند کا۔ میں نے عرض کی ایک مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا اس کی ماں کا (2)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اے عورتوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوندوں کی رضا تلاش کرو۔ اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو جانتی ہو تو صبح و شام کھانے کے وقت اس کے سامنے کھڑی رہے۔

امام بزار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو پہچان لے تو اس کے صبح و شام کھانے کے وقت نہ بیٹھے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ ہی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جائے گی (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس واپس آجائے (۲) بیوی جس پر اس کا خاوند ناراض ہو (۳) مدہوش آدمی یہاں تک کہ وہ نشہ سے باہر آجائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں (۱) نبی جنت میں ہوگا (۲) صدیق جنت میں ہوگا (۳) شہید جنت میں ہوگا (۴) بچہ جنت میں ہوگا (۵) ایسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہر کی ایک طرف میں رہنے والے بھائی کی ملاقات کو جائے وہ بھی جنت میں ہوگا (۶) تمہاری وہ عورتیں جنت میں ہوں گی جو خاوند سے محبت کرنے والی ہوں، جب خاوند اس پر ناراض ہو تو وہ آئے اور اپنا ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دے دے پھر وہ کہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے (5)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: بے شک میں نفرت کرتا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کی شکایت کرنے والی ہو (6) امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا اے بیٹی کسی مرد کی کوئی بیوی نہیں جو خاوند کی خواہش کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17124)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 566 (7645) دارالفکر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17126)　4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 383 (8600)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 418 (8732)　6۔ ایضاً (8734)

پورا نہ کرے اور خاوند کے منہ پر اس کی مذمت کرے اگر چہ خاوند اسے حکم دے کہ وہ جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو یا جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہوا پنے خاوند کی رضا چاہا کرو(1)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عورت کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم برتن جیسی ہے جسے تو اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے (۲) ایک قسم خارش زدہ اونٹ جیسی ہے (۳) ایک قسم محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہے، وہ ایمان لانے میں خاوند کی مدد کرتی ہے یہ عورت مرد کے لئے خزانے سے بہتر ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں (۱) پاک دامن، مسلمان، نرم خو محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورت ہے جو حادثات زمانہ کے خلاف خاوند کی مدد کرتی ہے، وہ اپنے خاوند کے خلاف زمانے کی مدد نہیں کرتی (۲) عورت جو برتن کی طرح ہے، وہ بچہ جننے کے سوا کچھ نہیں کرتی (۳) خیانت کرنے والی جوں ہے؟ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے، جب اس سے دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے دور کر دیتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ جان لیں میری جان بھی آپ پر قربان ہے، کوئی عورت جو مشرق میں ہو یا مغرب میں اس نے میری حاضری کے بارے میں سنا تو اس کی رائے بھی میری رائے جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مردوں کی طرف حق کے ساتھ مبعوث کیا، ہم آپ پر ایمان لائے اور اس معبود برحق پر ایمان لائے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا، ہم عورتیں گھر میں بند ہیں، تمہارے گھروں کی ستون ہیں، تمہاری خواہشات کو پورا کرنے والی ہیں اور تمہاری اولادوں کو اپنے پیٹوں میں اٹھانے والی ہیں۔ اے مردوں کی جماعت تمہیں ہمارے اوپر جمعہ، جماعت، مریضوں کی مزاج پرسی، جنازوں میں حاضری اور حج کے بعد حج کرنے کی اجازت دی گئی ہے، سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے، تم میں سے کوئی جب حج، عمرہ یا جہاد کے لئے نکلتا ہے تو ہم تمہارے اموال کی حفاظت کرتی ہیں، تمہارے لئے کپڑے بنتی ہیں، تمہارے اموال کی نگہداشت کرتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اجر میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے، پھر فرمایا کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اپنے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کرنے والی پایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تو گمان بھی نہ کرتے تھے کہ ایک عورت اس قسم کی بات کر سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا اے عورت چلی جا اور دوسری عورتوں کو بتا دے کہ تم میں سے کسی ایک کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی رضا کو چاہنا اور اس کی موافقت کی اتباع کرنا ان سب کا ہم پلہ ہے وہ عورت واپس گئی وہ خوشی سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر کہہ رہی تھی (4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8736) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8726)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17147) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 425 (8743)

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے ہم پر فضیلت لے گئے ہیں کیا ہمارے لئے کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدوں کے مقام تک جا پہنچیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا گھر میں رہ کام کرنا تمہیں مجاہدوں کے مقام تک پہنچا دیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گی (2)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ہمیں سلام فرمایا، فرمایا احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ احسان کرنے والوں کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے والدین کے پاس زیادہ عرصہ تک بغیر شادی کے رہی ہو پھر اللہ تعالیٰ کسی خاوند کے مقدر میں کر دے اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو خاوند سے مال اور اولاد دے وہ عورت غصے ہو اور کہے میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی (3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ایسے حمام پر افسوس جس کا پردہ نہ ہو، ایسے پانی پر افسوس جو پاک نہ ہو، کسی مرد کو زیبا نہیں کہ اس میں بغیر رومال (کپڑے) کے داخل ہو، مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ عورتوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں، انہیں تعلیم دو اور انہیں تسبیح کرنے کا حکم دو (4)۔

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی جبکہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمل اٹھانے والیاں، بچے جننے والیاں اور رحم کرنے والیاں اگر وہ نہ ہو جو یہ اپنے خاوندوں کے ساتھ کرتی ہیں تو ان میں سے نماز پڑھنے والیاں جنت میں داخل ہو جائیں (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عورت کے غزوہ کا کیا بدلہ ہے فرمایا خاوند کی اطاعت اور خاوند کے حق کا اعتراف (6)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟ فرمایا جب مرد اسے دیکھے تو اسے خوش کرے، جب مرد اسے حکم

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 420 (8742) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 191 (7328) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 148، دار صادر بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 152 (7773)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 409 (8696)

6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8728)

WWW.NAFSEISLAM.COM

دے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے، عورت کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں خاوند جو ناپسند کرے عورت اس کی مخالفت نہ کرے(1)۔

امام حاکم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جبکہ اسے صحیح قرار دیا کہ وہ ملک شام میں آئے، دیکھا کہ نصرانی اپنے اسقفوں اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں، یہودیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے علماء اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پوچھا تم یہ کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا یہ انبیاء کا سلام ہے۔ میں نے کہا ہم اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا ہے جس طرح انہوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ عورت پر مرد کا بہت بڑا حق ہے۔ عورت ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتی یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا کرے اگرچہ خاوند اونٹ کی پشت پر عورت کو اپنا آپ حوالے کرنے کا حکم دے(2)۔

امام حاکم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کچھ تعلیم دیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس درخت کو بلاؤ۔ اس نے درخت کو بلایا وہ درخت آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو فرمایا واپس چلا جا۔ تو وہ واپس چلا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت دی تو اس نے آپ کے سر اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو آدمی ایسے ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے آگے نہیں بڑھتیں بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آجائے بیوی جو خاوند کی نافرمانی کرے یہاں تک کہ وہ تائب ہو(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی نمازیں کانوں سے آگے نہیں بڑھیں گی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے، عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو، قوم کا امام جبکہ لوگ اسے ناپسند کریں(5)۔

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یمن آئے تو ایک عورت نے آپ سے پوچھا مرد کا عورت پر کیا حق ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں ایک بوڑھا چھوڑ کر آئی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں معاذ کی جان ہے اگر تو اس کی طرف لوٹے تو پائے کہ جذام نے اس کے گوشت کو پھاڑ دیا ہے اور اس کے نتھنوں کو

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8737)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 190 (7328)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190 (7326)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 191 (7335)
5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (320) دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی پھاڑ دیا ہے اور تو اسے اس حال میں پائے کہ اس کے دونوں نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہے پھر تو اس کے دونوں نتھنوں کو اپنے منہ میں لے لے تا کہ اس کا حق ادا کرے تو پھر بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے گی (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لئے زیبا نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اگر کسی انسان کے لئے جائز ہوتا کہ وہ کسی انسان کے سامنے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ مرد کا اس پر بہت زیادہ حق ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مرد کے قدموں سے لے کر اس کے سر کی مانگ تک زخم ہو جس سے پیپ اور زرد پانی پھوٹ رہا ہو پھر وہ اسے چاٹ لے تب بھی عورت نے اس کا حق ادا نہیں کیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد جہاد کے لئے گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تم نیچے نہ اترنا۔ اس عورت کا والد نیچے رہتا تھا اس کا باپ بیمار ہو گیا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا آپ کو بتائے اور مشورہ لے۔ حضور ﷺ نے اس عورت کو پیغام بھیجا اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرو پھر اس کا باپ فوت ہو گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے اور مشورہ کے لئے پیغام بھیجا تب بھی رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی قسم کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری خاوند کی اطاعت کی وجہ سے تیرے باپ کو بخش دیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن حارث بن مصطلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے دو افراد کو سب سے زیادہ عذاب ہو گا وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو، قوم کا امام جس کی امامت کو لوگ ناپسند کریں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی حضور ﷺ کی خدمت میں لایا عرض کی میری اس بیٹی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی اطاعت کر۔ اس نے عرض کی میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی یہاں تک کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر یہ حق ہے کہ اگر خاوند کے جسم میں زخم ہو وہ عورت اس کو زبان سے صاف کرے یا اس کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو پھر عورت اس کو زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے حق ادا نہیں کیا۔ اس عورت نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں کبھی شادی نہ کروں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم عورتوں کی شادی ان کی مرضی کے بغیر نہ کیا کرو (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شے کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی دوسری شے کے سامنے سجدہ کرے اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 227، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 159 3۔ نوادر الاصول، صفحہ 176، بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17135) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 556 (17122) 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17132)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اگر مرد عورت کو حکم دے کہ وہ جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہو یا جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو تو اس پر ایسا کرنا لازم ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عورتو اگر اپنے اوپر خاوندوں کے حق کو جانو تو تم میں سے عورتیں خاوند کے چہرے سے غبار صاف کریں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر عورت جذام کے مرض میں مبتلا خاوند کی ناک صاف کرے یہاں تک کہ وہ عورت مر جائے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کے حق کو خفیف جانتی ہے اس کی اطاعت نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ نے مرد کو حکم دیا ہے کہ وہ عورت کو نصیحت کرے، اللہ کے واسطہ سے اسے یاد دلائے اور عورت پر مرد کے حق کی عظمت کو بیان کرے، اگر عورت قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے بستر سے الگ کر دے، اس سے گفتگو نہ کرے مگر نکاح کو ختم نہ کرے، یہ عورت کے لئے بڑا تکلیف دہ امر ہوگا، اگر عورت اس رویہ سے باز آ جائے تو بہتر ورنہ وہ مرد عورت کو مارے مگر اس مار کے نشانات عورت کے جسم پر ظاہر نہ ہوں، اس کی ہڈی توڑے اور نہ ہی خون نکلنے والا زخم لگائے۔ اگر وہ اطاعت کر لے تو تم ان پر بہانے تلاش نہ کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُشُوْزَهُنَّ سے مراد ان کا بغض ہے (5)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی اور مخالفت ہے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عورت خاوند کے بستر پر آنے سے انکار کرے تو مرد اسے کہے اللہ سے ڈر اور بستر کی طرف لوٹ آ۔ اگر وہ خاوند کی اطاعت کرے تو پھر مرد کو اس پر سختی کرنے کا کوئی حق نہیں (7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی ہے یعنی جن سے تم نافرمانی کا خوف رکھتے ہو تو زبان سے انہیں نصیحت کرو، انہیں بستروں سے الگ کرو اور خاوند اس سے گفتگو نہ کرے، انہیں مارو مگر ایسی مار جس کا زخم ظاہر نہ ہو، اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے بستر کی طرف آ جائیں تو ان پر سختی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو یعنی اس عورت پر اس وجہ سے ملامت نہ کرو کہ وہ عورت تم سے بغض رکھتی ہے کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17134) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 557 (17129)

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17136) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 76، بیروت 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے زبان سے نصیحت کرو۔

امام بیہقی نے حضرت لقیط بن صبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی ہے جس کی زبان میں بدگوئی کی خصلت ہے۔ فرمایا اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کی میرا اس سے ایک بیٹا بھی ہے اور اس کے ساتھ کافی عرصہ مصاحبت بھی رہی ہے۔ فرمایا اسے نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہو تو وہ قبول کرے گی، اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارو جس طرح تم لونڈیوں کو مارتے ہو(1)۔

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابوحرہ رقاشی رحمہ اللہ سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو انہیں بستروں سے الگ کر دو۔ حماد نے کہا نکاح سے الگ کر دو(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہجران کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک بستر پر ہوں مگر مرد عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت سے قربت نہ کرے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اسے اپنے بستر میں نہ لٹائے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے زبان سے سختی کرے مگر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے سے باز نہ آئے(6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے بات چیت کرنا چھوڑ دو، جماعت نہ چھوڑ دو(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت کے پاس سوئے، اس کی طرف پشت کرے، جماع کرے مگر بات چیت نہ کرے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے یہ سلوک کرے، اسے مارے یہاں تک کہ وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے، اگر وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے تو مرد کو اس پر زیادتی کا کوئی حق نہیں(9)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 303، دارالفکر بیروت 2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 292، باب ضرب النساء، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 78، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 77

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 44 (17619) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80، بیروت 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78

8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78 9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 82

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اس سے الگ تھلگ رہے اور مارے یہاں تک کہ وہ تیرے ساتھ ہم بستری کرے۔ جب وہ ایسا کردے تو اسے اس امر کا مکلف نہ بنا کہ وہ تجھ سے محبت کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے وَاضْرِبُوْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسا مارو کہ اس پر زخم ظاہر نہ ہوں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب وہ نیکی کے معاملات میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ جسم پر زخم ظاہر نہ ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بستروں سے الگ کردو جب وہ نیکی کے کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسا مارو کہ مار کے نشانات ظاہر نہ ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ضرب غیر مبرح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسواک یا اسی جیسی چیز کے ساتھ مارو (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی زباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی باندیوں کو نہ مارو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی عورتوں نے اپنے خاوندوں کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مارنے کی رخصت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی خدمت میں بے شمار عورتیں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ تم میں سے بہترین نہیں (4)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ عورتوں کو ماریں پھر مردوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی پھر فرمایا ان میں بہترین لوگ کبھی عورت کو نہیں ماریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کوئی اپنی بیوی کو مارتا ہے جس طرح غلام کو مارتا ہے پھر دن کے آخری حصہ (رات) میں اس کے ساتھ جماع کرتا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتی ہیں کیا تم میں کسی کو حیاء نہیں آتی کہ وہ اپنی بیوی کو یوں مارتا ہے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے، دن کے پہلے حصے میں اسے مارتا ہے پھر آخری پہر اس سے وطی کرتا ہے (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 45 (17623) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 82، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 84
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 258 (2774) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی جلد 7، صفحہ 304، دار الفکر بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 155 (49)
7۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 9، صفحہ 442 (17943) گجرات ہند

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اللہ کا ذکر اور وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج اکبر کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ خبردار ہر زیادتی کرنے والا اپنی ذات پر زیادتی کرتا ہے، خبردار کوئی والد اپنی اولاد پر زیادتی نہ کرے اور نہ اولاد اپنے والد پر زیادتی کرے، خبردار مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لئے بھائی کی چیز حلال نہیں مگر وہ جس کی وہ خود اجازت دے۔ خبردار دور جاہلیت کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو گے اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا مگر حضرت عباس بن مطلب کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ دور جاہلیت کے تمام خون (قصاص) ختم کیے جاتے ہیں۔ دور جاہلیت کے قصاصوں میں سے سب سے پہلے حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ وہ بنولیث میں دودھ پیتے تھے تو اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ خبردار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری خادمائیں ہیں۔ تم ان پر سختی کا کوئی حق نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بدکاری کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے الگ کر دو اور انہیں ایسا مارو کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نظر نہ آئے۔ خبردار تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستر ان کے لئے نہ بچھائیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ تمہارے گھروں میں انہیں اجازت نہ دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ انہیں اچھا لباس اور اچھا کھانا دو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مرد سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے بیوی کو کیوں مارا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تو عورت کو اس بنا پر ملامت نہ کر کہ وہ تجھ کو پسند نہیں کرتی کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر وہ بستر پر آ جائے جبکہ وہ خاوند سے بغض رکھتی تھی تو تب بھی اس پر کوئی راہ تلاش نہ کرو اور اسے اس امر کا مکلف نہ بناؤ کہ وہ خاوند سے محبت کرے کیونکہ اس کا دل اس کے قبضہ میں نہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مرد بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ آنے سے انکار کر دے۔ خاوند اس پر غصے کی حالت میں رات گزارے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 166 (3087) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 305، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 85، بیروت 4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 10، صفحہ 8 (122)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت طلق بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب خاوند بیوی کو کام کے لئے بلائے تو وہ اس کی بات مانے اگرچہ وہ عورت تنور پر ہو(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت طلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت خاوند کی بات نہیں ٹال سکتی اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو(2)۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾

”اور اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے ایک پنچ عورت کے کنبہ سے، اگر وہ دونوں (پنچ) ارادہ کریں گے صلح کرانے کا تو موافقت پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر بات سے خبردار ہے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب میاں اور بیوی کے درمیان کے تعلقات میں فساد برپا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خاوند کے خاندان کا ایک صالح آدمی اور عورت کے خاندان کا بھی ایک صالح متعین کریں وہ دونوں دیکھیں کہ غلطی کس کی ہے۔ اگر غلطی مرد کی ہو تو مرد کو عورت سے روک دیں اور خرچہ دینے کا پابند بنائیں۔ اگر غلطی عورت کی ہو اسے مرد کے پاس رہنے پر مجبور کریں اور اسے خرچہ بھی نہ دیں۔ اگر دونوں کی رائے ان کو الگ الگ کرنے یا جمع کرنے کی ہو تو جو وہ فیصلہ کریں وہ جائز ہوگا۔ اگر دونوں کی رائے ہو کہ دونوں اکٹھے رہیں۔ ایک راضی ہو جبکہ دوسرا اسے ناپسند کرے پھر ایک مر جائے تو جو راضی تھا وہ اس کا وارث بنے گا جو ناپسند کرتا تھا جبکہ جو ناپسند کرتا تھا وہ اس راضی ہونے والا کا وارث نہیں بنے گا۔ اگر دونوں ثالثوں نے اصلاح کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اصلاح کرنے والے کو حق اور صحیح کی توفیق دیتا ہے(3)۔

امام شافعی نے ام میں، عبدالرزاق نے مصنف میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد اور عورت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں میں سے ہر ایک کے پاس لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک عورت کے خاندان کا معین کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ثالثوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہاری کیا ذمہ داری ہے۔ دونوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر تم ان دونوں کو جمع کرنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17135)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ طبقات کبری از ابن سعد، جلد 5، صفحہ 552، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 90، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی رائے قائم کرو تو انہیں جمع رکھو۔ اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میں تفریق کرو تو ان میں تفریق کر دو۔ عورت نے کہا اللہ کی کتاب میں جو میرا فرض اور میرا حق ہے میں اس پر راضی ہوں۔ مرد نے کہا جہاں تک جدائی کا تعلق ہے وہ مجھے منظور نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے جیسا اقرار عورت نے کیا ہے تو بھی ایسا ہی اقرار کر (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اسے نصیحت کرے اگر وہ عورت اس حرکت سے رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اس کو بستر سے الگ کر دے۔ اگر رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے مارے۔ اگر رک جائے تو بہتر ورنہ اس کا معاملہ سلطان تک لے جائے۔ وہ ایک ثالث مرد کے خاندان سے ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کرے۔ عورت کے خاندان کا ثالث کہے گا تو عورت کے ساتھ یہ سلوک کرتا تھا۔ مرد کے خاندان کا ثالث کہے گا تو خاوند کے ساتھ یہ سلوک کرتی تھی ان میں سے جو ظالم ہو گا سلطان اس پر ظلم ختم کرے گا اور اس کے ہاتھ پکڑے گا۔ اگر عورت نافرمانی کرنے والی ہو گی تو سلطان مرد کو حکم دے گا کہ عورت سے خلع کر لے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان دو ثالثوں کے بارے میں پوچھا جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تو آپ نے فرمایا وہ ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک ثالث عورت کے خاندان کا مقرر کرے وہ میاں بیوی میں سے ایک کے ساتھ بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے توبہ کر لے تو بہتر ورنہ دوسرے سے بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے لوٹ آئے تو بہت بہتر ورنہ وہ دونوں ثالث فیصلہ کر دیں۔ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ جائز ہو گا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اور حضرت معاویہ کو ثالث معین کیا گیا۔ ہمیں کہا گیا اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میاں بیوی کو اکٹھے کرو تو ان کو اکٹھے کر دو۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ الگ کرنے میں فائدہ ہے تو دونوں کو الگ الگ کر دو۔ جس نے ان دونوں کو بطور ثالث معین کیا تھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثالث اس لیے معین کئے جائیں گے تا کہ وہ صلح کرائیں اور ظالم کے ظلم کی گواہی دیں۔ جہاں تک جدائی کا تعلق ہے یہ ان کا اختیار نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الّٰتِیۡ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 87، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 90
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 91 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 88

WWW.NAFSEISLAM.COM

28A

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہے خاوند کو حق حاصل ہے کہ جب دونوں ثالث خلع کا کہیں تو وہ اس عورت سے خلع کر لے تاہم خلع اس کے بعد ہوگا کہ عورت خاوند سے کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے کہے بغیر تیرے گھر کے معاملات میں تدبیر نہیں کروں گی۔ سلطان کہے گا ہم تجھے خلع کی اجازت نہیں دیں گے یہاں تک کہ عورت خاوند کے بارے میں یہ کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی، میں اللہ کے لئے نماز نہیں پڑھوں گی اس وقت سلطان اسے خلع کی اجازت دے گا (1)۔

امام ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دو ثالث مقرر فرمائے ایک خاوند کا رشتہ دار اور ایک عورت کا رشتہ دار۔ عورت کا رشتہ دار کہتا اے تو اپنی بیوی سے کیوں ناراض ہے؟ تو وہ بتائے گا میں اس اس وجہ سے ناراض ہوں۔ وہ ثالث کہے گا اگر وہ عورت ان چیزوں کو چھوڑ دے جو تو ناپسند کرتا ہے اور ایسی چیزیں اپنا لے جو تو پسند کرتا ہے کیا تو اس کے بارے میں اللہ سے ڈرے گا اور تو اس سے حسن سلوک کرے گا جو اس کے نفقہ اور لباس کے بارے میں تم پر لازم ہے۔ جب مرد کہہ دے ہاں ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا تو خاوند کے خاندان کا ثالث عورت سے کہے گا اے فلاں تو اپنے خاوند سے کیوں ناراض ہے تو وہ اپنی وجوہات بتائے گی۔ اگر وہ عورت بھی کہہ دے تو ثالث دونوں کو اکٹھا کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ جمع کرتا ہے اور دونوں کے ساتھ جدا کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک ثالث فیصلہ کرے اور دوسرا ثالث فیصلہ نہ کرے تو اس کا فیصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہاں تک کہ دونوں اتفاق کریں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد دونوں ثالث ہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد مرد اور عورت نہیں بلکہ دو ثالث ہیں تو اللہ تعالیٰ دونوں کو توفیق عطا فرمائے گا (5)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ثالث ہیں جب دونوں مرد اور عورت کو نصیحت کریں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کے مکان کو جانتا ہے۔

امام بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا خاوند کو اپنے آپ سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو، خاوند کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے۔ اگر عورت ایسا کرے گی تو مرد کے لئے اجر اور عورت کے لئے گناہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 89، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 306، دار الفکر بیروت

4۔ ایضاً 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 94، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 95

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرد کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اگر وہ روزہ رکھے گی تو گناہ گار ہوگی اور اسے کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔ مرد کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔ اگر وہ گھر سے نکلے گی تو فرشتوں، غضب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں کی لعنت ہوگی یہاں تک کہ عورت توبہ کرے اور گھر لوٹ آئے عرض کی گئی اگر چہ خاوند ظالم ہو۔ فرمایا اگر چہ خاوند ظالم ہو(1)۔

امام طبرانی، حاکم، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حروریہ الگ ہو گئے۔ وہ علیحدہ ایک وادی میں جمع تھے، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی یا امیر المومنین نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تا کہ میں قوم کے پاس آؤں اور ان سے گفتگو کرلوں۔ میں ان کے پاس آیا، میرے پاس جو بہترین لباس تھا وہ پہنا۔ حروریہ نے کہا اے ابن عباس خوش آمدید! یہ حلہ کیسا ہے؟ میں نے کہا تم مجھ پر کیسے عیب لگا سکتے ہو جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر پر بہترین حلہ دیکھا ہے اور یہ حکم نازل ہوا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (الاعراف:32) انہوں نے پوچھا کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ تم رسول اللہ ﷺ کے عم زاد، آپ کے داماد سب سے پہلے ایمان لانے والے سے کیوں ناراض ہو جبکہ اصحاب رسول آپ کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم تین وجوہات کی بنا پر ان پر ناراض ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ انہوں نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے دین میں لوگوں کو ثالث بنایا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (الانعام:57) میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے جنگ کی نہ انہوں نے لوگوں کو قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت اکٹھا کیا مگر مقابلہ کرنے والے کافر تھے تو ان کے مال حلال تھے۔ اگر وہ مومن تھے تو ان کے خون حرام تھے۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹا دیا۔ اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں پس وہ کافروں کے امیر بن گئے۔ میں نے کہا بتاؤ اگر میں تمہارے سامنے کتاب اللہ کی محکم آیات پڑھوں اور حضور ﷺ کی ایسی سنت پیش کروں جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو کیا تم واپس لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا جہاں تک تمہارے اس قول کا تعلق ہے کہ آپ نے دین کے معاملہ میں ثالث بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ:95) جبکہ مرد اور عورت میں اختلاف کی۔ عورت میں فرمایا ہے وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا مردوں کا خون اور جان کی حفاظت اور ان کے درمیان مصالحت زیادہ بہتر ہے یا خرگوش میں فیصلہ زیادہ ضروری ہے جس میں چوتھائی درہم لازم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ان کے خون محفوظ رکھنے اور ان میں مصالحت کرانا زیادہ ضروری ہے۔ پوچھا کیا میں اس آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ٹھیک ہے یعنی نہیں نکلے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے جنگ کی نہ لوگ قیدی بنائے اور نہ ان کا مال لیا بتاؤ کیا تم اپنی ماں کو گالی دیتے ہو یا اس سے وہ چیز حلال جانتے ہو جو غیر سے حلال جانتے ہو۔ اگر ایسا کرو تو کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ تمہاری

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 292

WWW.NAFSEISLAM.COM

ماں نہیں تو تم نے کفر کیا اور اسلام سے ہی نکل گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: 6) تم دو گمراہیوں میں بھٹک رہے ہو اس میں سے جو چاہو اپنا لو۔ کیا میں آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ایسے ہی ہے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹایا ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو دعوت دی کہ آپس میں معاہدہ لکھیں فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ تو قریش نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے بلکہ یہ لکھو محمد بن عبداللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاؤ اے علی لکھو محمد بن عبداللہ جبکہ رسول اللہ حضرت علی سے افضل تھے۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے انہوں نے کہا بات تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے کہی ہے تو ان میں سے بیس ہزار افراد واپس آگئے اور صرف چار ہزار رہ گئے جو مارے گئے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ (۳۶)

"اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے حسن سلوک کر) بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اس کو جو مغرور ہو فخر کرنے والا ہو"۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا (1)۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہاتھ پھیرتا ہے۔ اس کا ہاتھ جتنے بالوں پر سے گزرتا ہے، ہر بال کے بدلے میں اسے نیکی ملتی ہے۔ جو آدمی کسی یتیم لڑکی یا یتیم بچے پر احسان کرتا ہے میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا (2)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2032 (4998) دار ابن کثیر دمشق　2۔ مسند امام، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عمرو بن مالک قشیری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک مسلمان غلام آزاد کیا تو یہ اس کا جہنم کے بدلہ میں فدیہ ہوگا، غلام کی ہر ہڈی کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کی ہڈی آگ سے آزاد ہوگی۔ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر اسے بخشا نہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا، جس نے مسلمان آباء میں سے کسی کا یتیم اپنے کھانے پینے کے ساتھ شامل کیا یہاں تک کہ وہ بچہ خدمت سے مستغنی ہو گیا تو خدمت کرنے والے کے لئے جنت ثابت ہوگئی(1)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے دو انگلیوں کو ملایا(2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ام سعد بنت مرہ فہریہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا یتیم اس کے خاندان کا ہو یا کسی اور خاندان کا جبکہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے، جنت میں اس طرح ہوں گے یا فرمایا جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرا اور پڑوسی کے درمیان رشتہ داری ہو اور وَالْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری نہ ہو(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى سے مراد مسلمان اور الْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد یہودی اور نصرانی ہے(5)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین مجھے لگا تار پڑوسی کے بارے میں تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار بنا دے گا(7)۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فرمایا کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جو قیامت کے روز پڑوسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی عرض کر رہا ہوگا اے میرے رب اس نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کر دیا تھا اور اس نے میرے ساتھ حسن سلوک نہ کیا(8)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 150
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 145، دار صادر بیروت
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 82 (1918)، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 95، بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 96، بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 19 (77) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ ایضاً، صفحہ 19، (140)
8۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 210 (111)، السعودیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں گے (1)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے، دن کو روزے رکھتی ہے، اچھے کام کرتی ہے اور صدقہ دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ پڑوسیوں کو زبان سے اذیتیں پہنچاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت میں کوئی خیر نہیں، وہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے عرض کی فلاں عورت صرف فرض نماز ادا کرتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے اور معمولی شے کا صدقہ کرتی ہے اور کسی کو اذیت نہیں دیتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عورت جنتی ہے (2)۔

امام بخاری نے ادب میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری دو پڑوسنیں ہیں، کسے ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے (3)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے آپ قریبی سے پہلے بعیدی پڑوسی سے ہدیہ دینا شروع نہ کرتے بلکہ بعیدی سے پہلے قریبی سے ہدیہ شروع کرتے (4)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پڑوسی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا چالیس گھر سامنے چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں اور چالیس گھر بائیں (5)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے اذیتیں دیتا ہے۔ فرمایا جاؤ اپنا مال راستہ میں رکھ دو۔ وہ گیا۔ اس نے اپنا سامان (گھر سے) راستہ میں نکال دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس آدمی نے کہا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کیا۔ فرمایا جاؤ اور اپنا سامان راستہ میں نکال دو۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ اس پر لعنت کر، اے اللہ اسے ذلیل و رسوا کر اسے یہ خبر پہنچی وہ آدمی اس کے پاس آیا اور کہا اپنے مکان میں لوٹ چل، اللہ کی قسم میں تجھے کبھی اذیت نہ دوں گا (6)۔

امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی، فرمایا اپنا سامان (گھر سے) اٹھاؤ اور راستہ میں رکھ دو، جو بھی اس کے پاس سے گزرے وہ اذیت دینے پر لعن وطعن کرے گا۔ جو آدمی بھی اس کے پاس سے گزرتا اس پر لعن طعن کرتا۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 2، صفحہ 16 (83)   2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 184 (7305) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7309)   4۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 209 (110)

5۔ ایضاً، (109)   6۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 227 (124) السعودیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے لوگ کیوں لعن طعن کر رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی لعنت لوگوں کی لعنت سے بڑھ کر ہے۔ تو اس نے جا کر شکایت کرنے والے سے کہا اب کافی ہے(1)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی پڑوسی جب کسی پڑوسی پر ظلم کرے یہاں تک کہ اسے اس کے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دے تو ظلم کرنے والا ہلاک ہو گیا(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا ایسا پڑوسی جس کی بوائق سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی بوائق سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس کی زیادتی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو(4)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کی بھی ایسی تقسیم کی ہے جیسے اس نے تمہارے درمیان رزق کی تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے۔ ایمان اسے نہیں دیتا جسے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جسے ایمان دیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے ایک آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا دل مسلمان نہیں ہوتا اور اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں ہوتا(5)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا یہ مناسب نہیں کہ پڑوسی کو شامل کئے بغیر آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھائے(6)۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ پڑوسی کے بارے میں وصیت فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اسے وارث قرار دے دیں گے(7)۔

امام احمد نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے گھر سے نکلا۔ ارادہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا تھا کہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور ایک آدمی آپ ﷺ کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے خیال کیا کہ دونوں کو کوئی کام ہو گا۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی نے آپ کو کھڑے کیے رکھا یہاں تک کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے بارے میں پریشان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 228 (125)، السعودیہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 229، (127)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 182 (7299) دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ ایضاً (7300) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183 (7301)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7208) 7۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو جانتا ہے وہ کون تھا؟ میں نے عرض کی میں یہ تو نہیں جانتا۔ فرمایا وہ جبرئیل امین تھے، وہ لگاتار مجھے پڑوسی کے بارے میں تاکید کر رہے تھے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث قرار دیں گے پھر فرمایا اگر تو انہیں سلام کرتا تو وہ تجھے سلام کا جواب دیتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو اذیتیں نہ دے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل امین نے مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کی یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں بستی میں برے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ جنگل کا پڑوسی تو بدلتا رہتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابولبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی کی کوئی اذیت کم نہیں (5)۔

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا بدکاری کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ تا قیامت حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے تو عمل ہلکا ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پوچھا تم چوری کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے تو یہ حرام ہے۔ فرمایا ایک آدمی اگر دس گھروں سے چوری کرے تو یہ عمل خفیف ہوگا بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد سفر کا ساتھی ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (8)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد مجلس میں تیرا ساتھی، سفر میں تیرا رفیق اور تیری وہ بیوی ہے جو تیرے ساتھ بستر پر لیٹتی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن ابی فدیک رحمہ اللہ کے واسطہ سے فلاں بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے ہاں ثقہ آدمی سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک صحابی تھا جبکہ دونوں سواری پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ طرفاء (درخت)

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 133، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 220 (25418) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 220 (25420)
4۔ ایضاً، (25421)
5۔ ایضاً (25423)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 81 (9552)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 98، بیروت
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 100
9۔ نوادر الاصول، باب مشارکۃ الجلیس فی الھدیۃ، صفحہ 43، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے جنگل میں داخل ہوئے اور دو پیکان کاٹے۔ ایک ٹیڑھا تھا اور دوسرا سیدھا، دونوں پیکان لے کر آپ باہر تشریف لائے، اپنے ساتھی کو سیدھا پیکان عطا فرمایا اور خود ٹیڑھا لے لیا۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سیدھا پیکان لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں ہرگز نہیں ہر ساتھی جو کسی دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے سنگت کے بارے میں باز پرس ہوگی اگرچہ ایک لحظہ کی سنگت ہو(1)۔

امام بخاری ادب مفرد، امام ترمذی، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہترین ہو(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورت ہے(3)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو غلام عطا فرمایا ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق جو معین فرمائے ہیں وہ تم انہیں ادا کرو۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے جس کا کوئی بھائی اس کے زیر دست ہو تو جو خود کھاتا ہے اسے بھی کھلائے۔ جو خود پہنتا ہے اسے بھی پہنائے۔ انہیں ایسے کام کا حکم نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تم انہیں ایسے کام کا حکم دو جو ان کی طاقت سے باہر ہو تو تم ان کی مدد کرو(7)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلاموں کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو(8)۔

امام ابن سعد نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے جسم پر موٹی چادر اور سفید لباس دیکھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 100، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 101 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 99 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 102 7۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 30
8۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 290 (188)، السعودیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

گیا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی چادر اور سفید لباس دیکھا گیا ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ غلاموں کو وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان کو وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں ابو داؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو یہ تھی نماز، نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (1)۔

امام بزار نے ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے غلاموں کے بارے میں اور نماز کے بارے میں۔ یہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وفات کے وقت حضور ﷺ کی عمومی تاکید یہ تھی نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں کا خیال رکھنا یہاں تک کہ سینے میں یہ بات گردش کرتی تھی مگر زبان پر نہ آتی تھی (2)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے وصال کے وقت آپ کی عمومی وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی یہاں تک کہ سینے میں تو آپ اسے حرکت دیتے مگر زبان اس کا اظہار نہ کرتی (3)۔

امام عبد الرزاق، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غلام کا کھانا اور اس کا لباس اس کا حق ہے اسے ایسے کام کا مکلف نہ بنایا جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فقیر غنی کے ہاں آزمائش ہے، کمزور قوی کے ہاں آزمائش ہے اور مملوک مالک کے ہاں آزمائش ہے۔ پس چاہیے کہ مالک اللہ سے ڈرے اور غلام کو ایسا کام ہی کہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہو۔ اگر مالک غلام کو ایسے کام کا حکم دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو اس پر وہ لعنت نہ کرے۔ اگر وہ کام نہ کرے تو مالک اسے سزا نہ دے (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے خادموں میں سے جو تمہارے ساتھ نرمی کرے تو اسے وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو اور انہیں وہی لباس دو جو خود پہنتے ہو۔ جو تمہارے ساتھ موافقت نہ کرے تو انہیں بیچ دو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو (6)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت رافع بن مکیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بد اخلاقی نحوست ہے اور حسن خلق بڑھوتری ہے، نیکی عمر میں زیادتی کا باعث ہے اور صدقہ گناہ کے اثر کو زائل کر دیتا ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 370 (8555)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 369 (8552) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 112 (41)
5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 37 (8559)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 (8560)
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243 (8019)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بداخلاق جنت میں داخل نہیں ہوگا (1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم دن میں کتنی دفعہ غلام کو معاف کریں فرمایا ستر دفعہ (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو وہ اللہ کو یاد کرے پس چاہیے کہ مالک مارنے سے رک جائے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہسے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کو نہ مارو کیونکہ تم نہیں جانتے جو تمہارے موافق ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھا میری بیوی کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو اسے وہی کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے، اسے وہی لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ عرض کی میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری نیکی اسے وہاں مقیم رکھے اور تو اس سے اپنی اذیت روک لے۔ عرض کی میرے خادم کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ فرمایا قیامت کے روز تینوں میں سے یہ تم پر زیادہ سخت ہوگا (5)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، انہیں وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اگر وہ ایسا گناہ کریں جسے وہ معاف نہیں کرنا چاہتے تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ دو، انہیں تکلیفیں نہ دو۔ ابن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے بھی یہی کیا ہے۔ عبد الرزاق نے کہا راوی احمد بن عبدالرحمٰن بن یزید ہے (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت داؤد بن ابی عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خاموش رہو آسمان چرچرایا ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ چرچرائے آسمان میں ہتھیلی بھر یا فرمایا بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو، اللہ سے ڈرو، اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو، جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ، جس کی وہ طاقت نہ رکھیں انہیں ایسے کام کا مکلف نہ بناؤ، اگر وہ ایسا عمل کریں جو تمہارے اخلاق کے مخالف ہو تو ان کے شر کو غیر کی طرف پھیر دو اور اللہ کے بندوں کو عذاب نہ دو (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8579) 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 100 (1949)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8583) 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8585) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8584)
6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 35، دار صادر بیروت 7۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 440 (17934) گجرات ہند

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے خادم کو مار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس پر قدرت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع کیا کہ بندہ اپنے غلام کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ وہ کانا ہو جائے یا اس کا عضو کٹ جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں خوب سیر کر کے کھلایا کرو، انہیں بھوکا نہ رکھو، انہیں لباس پہناؤ، ننگا نہ رکھو، انہیں زیادہ نہ مارو کیونکہ ان کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی، کام کے ذریعے بھی انہیں اذیتیں نہ دو، جو آدمی اپنے غلام کو ناپسند کرے تو اسے بیچ دے، اللہ تعالیٰ کے رزق کو اس پر مشقت نہ بنا دے (1)۔

امام عبدالرزاق اور امام مسلم نے حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابوعمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے اپنے غلام کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے اس کی اجرت سے کیا غرض جو یہ وزن کرتا ہے (اپنے ہاتھ میں ایک چیز پکڑی)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اپنے غلام کو بطور حد مارے جو اس نے عمل نہ کیا ہو یا اسے طمانچہ مارا ہو تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت سوید بن حقرن سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بنومقرن حضور ﷺ کے زمانہ میں سات تھے۔ ہماری ایک ہی خادمہ تھی کوئی اور نہ تھا۔ اسے ہم میں سے ایک نے طمانچہ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی اور خادم نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری خدمت کرے گی یہاں تک کہ تم اس سے غنی ہو جاؤ گے پھر اسے آزاد کر دینا (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے ادب میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی اپنے غلام کو نہ مارے اس حال میں کہ وہ ظالم ہو ورنہ قیامت کے روز اس سے قصاص لیا جائے گا (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز بندہ پر سب سے شدید اس کا غلام ہوگا (5)۔

امام عبدالرزاق اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے غلام کو مارتا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی میں متوجہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، فرمایا اللہ کی قسم جتنا تو اس غلام پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تجھ پر قادر ہے۔ تو میں نے قسم اٹھا دی کہ میں کبھی بھی اپنے غلام کو نہیں ماروں گا (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی اپنے غلام کو مار رہا تھا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 439 (17933)
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 106 (30) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 107 (31)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 445 (17954) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 445 (17956)
6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 99 (1948)

WWW.NAFSEISLAM.COM

جبکہ غلام کہہ رہا تھا اعوذ باللہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جبکہ مالک مارے جا رہا تھا۔ تو غلام نے رسول اللہ کو دیکھا تو اس نے کہا اعوذ برسول اللہ۔ تو مالک کے ہاتھ میں جو تھا اس نے پھینک دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پناہ چاہی جائے بنسبت اس کے کہ اس کے مقابلہ میں میری پناہ چاہی جائے۔ آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو تو اپنے آپ کو آگ کی لپکوں کے حوالے کر دیتا(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قسم اٹھائی کہ میں اپنے غلام کو ضرور ماروں گا۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ روح بدن میں گھومتی رہتی ہے، کبھی تو اس کی قرارگاہ سر میں ہوتی ہے اور کبھی اس کی قرارگاہ فلاں فلاں جگہ ہوتی ہے یہاں تک کہ بہت ساری جگہیں گنیں۔ تو اس پر ضرب لگائے گا تو جان جاتی رہے گی اس لئے تو ایسا نہ کر۔

امام احمد نے زہد میں ابو موکل ناجی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لونڈی تھی ایک روز ان کے بیٹے نے اسے طمانچہ مارا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسے بٹھایا اور کہا اے لونڈی اس سے قصاص لے۔ تو لونڈی نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ وہاں سے رشتہ دار بلا لاؤ اور انہیں گواہ بناؤ کہ تو نے اسے معاف کر دیا ہے۔ وہ لونڈی گئی انہیں بلا لائی۔ اس لونڈی نے انہیں گواہ بنایا کہ اس نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ پھر فرمایا جا تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے، کاش ابو درداء کا خاندان پلٹ آئے اور کسی کو اذیت نہ دے۔

امام احمد نے حضرت ابو قلابہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سلمان کے پاس داخل ہوئے جبکہ وہ آٹا گوندر ہے تھے ہم نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے خادم ایک کام کے لئے بھیجا ہے تو ہم نے یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کر دیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مختال کا معنی متکبر اور فخور سے مراد ہے اسے عطا کیا جائے مگر وہ اللہ کا شکر ادا نہ کرے(2)۔

امام ابو یعلیٰ اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گا تو آگ آئے گی جس کا بعض بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی۔ میرے رب کی عزت کی قسم تم میرے گھر اور میرے ازواج کے درمیان راستہ خالی کر دو گے یا پھر میں تمام لوگوں پر ایک ہی طرح غالب آ جاؤں گی تو داروغے کہیں گے تیرے ازدرج کون ہوں گے تو جہنم کہے گی ہر متکبر اور جابر۔ جہنم اپنی زبان نکالے گی تمام لوگوں کے سامنے انہیں نگل لے گی اور اپنے پیٹ میں ڈال لے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی۔ پھر آئے گی اس کا بعض حصہ بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی میرے رب کی عزت کی قسم میرے اور میرے ازواج کے درمیان حائل نہ ہو ورنہ میں سب

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 46-445 (17957) گجرات ہند 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت

لوگوں پر ایک گردن کی طرح سوار ہو جاؤں گی۔ تو داروغے کہیں گے تیرے ازواج کون لوگ ہیں؟ تو جہنم کہے گی ہر متکبر فخر کرنے والا۔ تو جہنم انہیں تمام لوگوں کے سامنے اپنی زبان کے ذریعے منہ میں ڈالے گی اور اپنے پیٹ میں پھینک دے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ شک کے بارے میں غیرت ہے اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ شک کے علاوہ میں غیرت ہے، وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ جنگ اور صدقہ کے وقت انسان کا اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنا ہے۔ وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ فخر اور سرکشی میں اپنے آپ پر فخر کرنا ہے (2)۔

امام احمد اور حاکم نے جابر بن سلیم ہجیمی سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک راستہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا علیک السلام یہ مردے کا سلام ہے سلام علیکم، سلام علیکم، سلام علیکم۔ یعنی اس طرح سلام دیا کرو میں نے آپ ﷺ سے ازار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے تہ بند پشت کے بلند حصہ پر کیا اور پنڈلی کے موٹے حصہ کو پکڑا، فرمایا یہاں تہ بند باندھا کر، اگر ناپسند ہو تو یہاں نیچے، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو ٹخنوں سے اوپر، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو یاد رکھ اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا فرمایا کسی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اگرچہ تو اسے رسی تحفہ کے طور پر دے، اگرچہ تو اسے جوتے کا تسمہ دے، اگرچہ تو اپنے ڈول سے پانی پینے والے کے برتن میں پانی ڈالے، اگرچہ تو راستہ سے کوئی ایسی چیز ہٹائے جو لوگوں کو تکلیف دے، اگرچہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے اگرچہ تو اپنے بھائی سے ملے اور اسے سلام کہے، اگرچہ تو زمین میں بے آسرا لوگوں سے موافقت کرے، اگر کوئی آدمی تیری ایسی برائی کرتا ہے جو برائی تجھ میں جانتا ہے جبکہ تو بھی اس میں اس قسم کی برائی جانتا ہے تو تو اس کی برائی بیان نہ کر تو اس کا اجر تجھ پر ہوگا اور اس کا گناہ اس پر ہوگا جو بات تیرے کان کو اچھی لگے اس پر عمل کر اور جو بات تیرے کان کو بری لگے اس سے اجتناب کر (3)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین افراد کو پسند کرتا ہے اور تین افراد سے بغض رکھتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کون سی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے؟ فرمایا (۱) وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 484 (1145) دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 413 (10803)

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 63، دار صادر بیروت

جنگ کرے صبر کرتے ہوئے، اللہ سے بدلہ کا طالب ہوتے ہوئے اور جہاد کی نیت سے وہ دشمن سے ملا اس نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ تم اسے اپنے ہاں کتاب اللہ میں پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:4) (۲) وہ آدمی جس کا پڑوسی برا ہو جو اسے اذیت دیتا ہو وہ آدمی پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جائے زندگی میں ہی یا موت کی صورت میں (۳) وہ آدمی جو ایک جماعت کے ساتھ سفر کرے وہ رات کو چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری وقت ہو گیا ان پر نیند غالب ہو گئی تو وہ سو گئے پھر وہ آدمی اٹھا اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اللہ کے ہاں موجود نعمتوں میں رغبت کرتے ہوئے وضو کیا۔ میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں جن سے اللہ بغض رکھتا ہے فرمایا (۱) متکبر فخر کرنے والا تم اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا میں نے پوچھا اور کون فرمایا (۲) بخیل احسان جتلانے والا۔ میں نے پوچھا اور کون ہے؟ فرمایا (۳) ایسا آدمی جو کوئی چیز بیچے تو قسم اٹھائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو رجاء ہروی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے تو برے اخلاق والے کو نہیں پائے گا مگر متکبر فخر کرنے والا ہو گا اور یہ آیت تلاوت کی وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا اور کسی نافرمان بیٹے کو نہیں دیکھے گا وہ ظالم بد بخت ہو گا اور یہ آیت تلاوت کی وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (مریم:32) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، نسائی، بغوی، باوردی، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بلجیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا تہ بند ڈھیلی چھوڑنے سے بچو کیونکہ تہ بند کو نیچا رکھنا تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا (3)۔

امام بغوی، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمال کو پسند کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ چیز بھی مجھے خوش کرتی ہے کہ میرے جوتے کے تسمے اچھے ہوں۔ فرمایا تو جنتی ہے، یہ کبر نہیں کہ تو اپنی سواری اور کجاوا اچھا رکھے بلکہ تکبر یہ ہے جو حق کو بے وقوفی سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے (4)۔

امام احمد نے حضرت سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمرہ کتنا اچھا نوجوان ہے اگر وہ بالوں کو کاٹ لے اور اپنا تہ بند سمیٹ لے۔

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 98 (2446)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 2، صفحہ 208، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 200، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ
يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَ مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

”جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم) سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز قیامت پر اور وہ (بدقسمت) ہو جائے شیطان جس کا ساتھی پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور کیا نقصان ہوتا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور روز آخرت پر اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کردم بن یزید جو کعب بن اشرف کا حلیف تھا۔ اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعہ بن زید بن تابوت انصار کے کچھ لوگوں کے پاس آتے ہیں، ان کے لئے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں اپنے مال خرچ نہ کیا کرو، کیا ہمیں خدشہ ہے کہ مال ہاتھ سے نکل جانے کے ساتھ تم فقیر ہو جاؤ گے اور مال خرچ کرنے میں جلدی بھی نہ کیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کل کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، وہ خود بھی اللہ کا فضل چھپاتے اور لوگوں کو بھی یہی کہتے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں ان کے پاس جو علم تھا اس میں بخل کیا اور اسے چھپایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی یہ یہودی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں بخل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب کا جو علم دیا ہے اس کو اس وقت چھپاتے ہیں جب ان سے کوئی سوال کیا جاتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اپنے علم کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 105، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 104 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 105

بخل کرتے اور علماء کو اس بات سے منع کرتے کہ لوگوں کو کوئی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے میں عار دلائی۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے یہ ایسے علم کے بارے میں ہے جس سے کسی کو کچھ نہ سکھایا جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان پر جو حق تھا اس میں انہوں نے بخل کیا، اسلام اور حضور ﷺ کے اوصاف کو چھپایا جبکہ وہ حضور ﷺ کے اوصاف کو تورات وانجیل میں پاتے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بخل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے اور شح کا مطلب ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے، وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کا مال حلال وحرام کے طریقہ سے اس کا ہو جائے، وہ قناعت نہیں کرتا (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمرو بن عبید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ پڑھتے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابن زبیر کی بھی یہی قرأت تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

"بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی سرخ چیونٹی نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے یوں قرأت کی إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ نَمْلَةٍ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی کا وزن ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی ایک آدمی نے کہا مہاجرین کا پھر کیا حکم ہے تو یہ آیت پڑھی اور کہا جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو عظیم کہے تو وہ عظیم ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 104 2۔ ایضاً 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1251 (635) دار الصمیعی الریاض

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 111

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ میری برائیوں پر میری نیکیوں کی فضیلت اگر ذرہ برابر بھی ہو جائے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب ہے(1)۔

امام طیالسی، امام احمد، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن پر نیکی میں کوئی ظلم نہیں کرے گا، دنیا میں نیکی پر رزق دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے دنیا میں اس کے بدلے رزق دیا جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہوگی(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس کے دل میں ذرہ کے وزن کے برابر ایمان ہوگا، اسے بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جسے شک ہو وہ یہ آیت پڑھ لے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک بندے کو لایا جائے گا تو ایک منادی کرنے والا اگلوں پچھلوں کے سروں پر اعلان کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے، جس کسی کا حق ہو وہ اپنا حق لے لے، اللہ کی قسم بندہ خوش ہوگا کہ اس کا اپنے والد یا بچے یا بیوی پر حق ہے وہ ان سے اپنا حق لے گا اگرچہ وہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، اس کا مصداق اللہ کی کتاب میں ہے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ (المومنون: 101) تو اسے کہا جائے گا انہیں ان کے حقوق دو۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب حق کی ادائیگی کہاں سے ہو جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا اس کے اعمال صالحہ دیکھو اور انہیں اس کے اعمال صالحہ دے دو۔ اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے ہر حق دار کو حق دے دیا ہے اور اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے بندے کے لئے اس نیکی کو کئی گناہ کر دو اور میرے فضل سے اسے جنت میں داخل کر دو اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور برائیاں باقی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے اللہ اس کی نیکیاں فنا ہو گئیں اور بہت سارے مطالبہ کرنے والے رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے گناہ اس پر رکھ دو اور اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھ دو(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس کی ذرہ کے وزن کے برابر نیکی برائیوں پر بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گناہ بڑھا دے گا۔ جہاں تک مشرک کا تعلق ہے نیکیوں کی وجہ سے اس کے عذاب میں تو تخفیف ہوگی جہنم سے اسے کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ يُضٰعِفْهَا کو يُضَعِّفْهَا پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108، بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 17، صفحہ 123 (56)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 109، بیروت
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک نیکی کے بدلہ میں دس لاکھ نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔ فرمایا ہاں ایک نیکی کے بدلہ میں بیس لاکھ نیکیاں قرآن حکیم میں ہیں، یہ آیت پڑھی اور فرمایا کون جانے کہ اس اضعاف سے کیا مراد ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے اسے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نیکی کو دس لاکھ گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کس چیز نے تجھے تعجب میں ڈالا ہے اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا پھر یہ آیت پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اَجْرًا عَظِیْمًا کی وضاحت جنت نقل کی ہے (3)۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ﴿۴۱﴾

”تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ“۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔ فرمایا ہاں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۂ نساء سنائی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے (4)۔

امام حاکم نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کی میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن نازل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے سے قرآن حکیم سنوں۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کے آغاز سے پڑھنا شروع کیا۔ جب اس پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو حضرت عبداللہ پڑھنے سے رک گئے (5)۔

امام ابن ابی حاتم، بغوی نے معجم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 110، بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703)

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 118 (3025) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 361 (5349) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نقل کی ہے جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ بطوظفر کے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ تھے آپ ﷺ نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے قرآن کی تلاوت کی۔ جب قاری اس آیت پر پہنچا تو حضور ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے جبڑے اور دونوں پہلو کانپنے لگے اور عرض کی اے میرے رب میں جن کے درمیان ہوں ان کا تو شاہد ہوں، میں ان پر کیسے شاہد ہوں گا جن کو میں نے دیکھا ہی نہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تو روتے اور یوں دعا کرتے اے میرے رب جن کے درمیان میں رہتا ہوں انہیں میں تو دیکھتا ہوں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے گواہی دوں گا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس پیغام کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تھا وہ اس نے انہیں پہنچا دیا ہے نبی کریم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے تو رونے لگتے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میں ان کے درمیان ہوں میں گواہ ہوں اور جب تو مجھے موت عطا کر دے تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

''اس روز تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کہ کاش! (انہیں دبا کر) ہموار کر دی جاتی ان پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین اور پہاڑ ان پر برابر کر دیے جائیں گے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ چاہیں گے کہ ان کے لئے زمین پھٹ جائے تو وہ اس میں پھنس جائیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زمین پھٹ جائے گی وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور زمین اس پر برابر کر دی جائے گی۔

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 10، صفحہ 244 (546)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 221، (492)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 112، بیروت　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا آپ قرآن میں ایسی اشیاء سے باخبر ہیں جو باہم مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا قرآن حکیم میں شک ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی شک تو نہیں لیکن اختلاف ضرور ہے۔ فرمایا قرآن حکیم میں سے جو چیزیں تجھ پر مختلف ظاہر ہوئیں وہ بیان کرو تو اس نے کہا سنو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام: 23) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا جبکہ انہوں نے چھپایا سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون 101) پھر فرمایا وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات: 27) اور فرمایا: اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت: 9) اس آیت میں آسمان کی تخلیق سے قبل زمین کی تخلیق کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں فرمایا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا (النازعات: 27) پھر اس کے بعد فرمایا: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النازعات: 30) اس کریت کریمہ میں آسمان کی تخلیق کا زمین کی تخلیق سے پہلے ذکر ہے سنو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (وکان اللہ عزیز احکیما) (وکان اللہ غفور رحیما) (وکان اللہ سمیعا بصیرا) گویا پہلے تھا اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ (وکان اللہ) فرماتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام: 23) کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے یوم قیامت کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور ان کے گناہوں کو بخش رہا ہے اور شرک کو نہیں بخش رہا۔ جبکہ کوئی گناہ بخشنا اس کے لئے مسئلہ نہیں تو مشرکوں نے شرک سے انکار کر دیا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پر مہر لگا دی، ان کے ہاتھوں اور پاؤں نے ان کے اعمال کے بارے میں گواہی دی۔ اس موقع پر کافر خواہش کریں گے کہ کاش ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون: 101) کا تعلق ہے یہ نفحہ اولی میں ہوگا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (الزمر: 68) تو اس وقت ان میں کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں سوال کریں گے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (الزمر: 68) وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت: 9) زمین آسمان سے پہلے تخلیق کی گئی جبکہ آسمان دھواں تھا زمین کی تخلیق کے بعد انہیں سات آسمان بنا دیا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ (النازعات) کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس زمین میں پہاڑ بنائے، اس میں نہریں بنائیں، اس میں درخت بنائے اور اس میں سمندر بنائے جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان (وکان اللہ) کا تعلق ہے تو وہ تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ اسی طرح عزیز حکیم، علیم قدیر تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ قرآن میں سے جو چیز تم کو

مختلف نظر آئی وہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے تیرے سامنے ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی مگر اس نے جو ارادہ کیا اس کو پا لیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (1)۔

امام ابن جریر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَوْمَىِٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام:23)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا میرا خیال ہے تم اپنے ساتھیوں کے پاس سے اٹھ کر آئے ہو میں نے عرض کیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر متشابہات القرآن پیش کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے تو انہیں بتانا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ مشرک کہیں گے اللہ تعالیٰ صرف موحد کا عمل قبول کرے گا۔ تو وہ کہیں گے آؤ ہم بھی توحید کی بات کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام:23) اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء کو بولنے کا حکم دے گا۔ وہ اعضاء ان لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ شرک کیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش زمین ان پر برابر کر دی جاتی اور وہ اس وقت اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کام کیا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں نے کچھ عمل نہیں کیا، تو نے مجھے مال دیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ میرا طریقہ تھا کہ میں تنگ دست کو مہلت دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تیری بنسبت اس شان کا زیادہ حامل ہوں، اے فرشتو میرے بندے سے درگزر کرو۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اسی طرح سنا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اپنے اعضاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 113، بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 335 (3197) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

"اے ایمان والو! نہ قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو (زبان سے) کہتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے (اپنی) عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو (اس صورت میں) تیمم کر لو پاک مٹی سے اور (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ہاتھ پھیرو اپنے چہروں پر اور اپنے بازوؤں پر، بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بڑا بخشنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کیا۔ ہمیں دعوت دی اور ہمیں شراب پلائی، ہمیں نشہ ہو گیا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے پڑھا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی نے شراب پی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور یہ سورت پڑھی اور آیات کے الفاظ کو خلط ملط کر دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے کھانا اور شراب تیار کرائی۔ ان صحابہ نے کھانہ کھایا اور شراب پی۔ پھر حضرت علی نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ سورۃ الکافرون تلاوت کی اور یہ الفاظ کہے لیس لی دین و لیس لکم دین تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ (المائدہ: 6) نے منسوخ کر دیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم حرمت شراب سے پہلے تھا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں صرف نماز پڑھنے سے منع کیا گیا پھر تحریم خمر کے حکم نے اس کو بھی منسوخ کر دیا (5)۔

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 2۔ ایضا 3۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 5۔ ایضا

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اسے اس ارشاد باری تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم جان لو جو تم نماز میں پڑھتے ہو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں شراب مراد نہیں لی بلکہ نیند کی بے ہوشی مراد لی ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سکاری سے مراد نیند ہے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں نیند آجائے تو نماز چھوڑ دے اور سو جائے یہاں تک کہ ایسی حالت میں نماز پڑھے کہ جو وہ کہہ رہا ہے اسے اس کا علم ہو (2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مسافر کے بارے میں نازل ہوا۔ مسافر کو جنابت ہو جائے وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی ایسا آدمی جسے جنابت لاحق ہو نماز کے قریب نہ جائے مگر مسافر جو پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے یہاں تک کہ پانی پائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم جنبی ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پانی پاؤ۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو میں نے تمہارے لئے حلال کیا کہ تم مٹی سے تیمم کر لو (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مسافر ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی اور حائضہ مسجد سے نہ گزرے۔ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی جو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسے مسافر ہیں جو پانی نہیں پاتے (6)۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، قاضی اسماعیل نے احکام میں، طحاوی نے مشکل الآثار میں، بارودی نے صحابہ میں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 116
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 87 (210) وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 117
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبد الرزاق جلد 1، صفحہ 222 (863)، گجرات ہند

WWW.NAFSEISLAM.COM

دار قطنی ،طبرانی اور ابونعیم نے معرفت میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں، ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت اسلع بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی تیار کرتا تھا مجھے ٹھنڈی رات میں جنابت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ جنابت کی حالت میں حضور ﷺ کی سواری کو تیار کروں۔ مجھے یہ بھی خوف لاحق تھا کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مر جاؤں گا یا مریض ہو جاؤں گا۔ میں نے انصاری کو کہا تو اس نے حضور ﷺ کی اونٹنی کو تیار کیا۔ پھر میں نے پتھروں کو گرم کیا اور اس کے ذریعے پانی کو گرم کیا تو اس پانی کے ساتھ میں نے غسل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی نے سنن میں ایک اور سند سے حضرت اسلع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور آپ ﷺ کے لئے اونٹ تیار کیا کرتا تھا۔ ایک رات حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اے اسلع اٹھو اور میرے لئے اونٹنی تیار کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو حالت جنابت لاحق ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل امین تیمم والی آیت لے آئے۔ فرمایا اے اسلع اٹھو اور تیمم کرو۔ پھر حضرت اسلع نے مجھے دکھایا کہ کیسے رسول اللہ ﷺ نے اسے تیمم سکھایا تھا۔ کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور چہرے پر مسح کیا پھر ہاتھ زمین پر مارے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ رگڑا پھر انہیں جھاڑا پھر اپنے بازوؤں کے ظاہر اور باطن پر مسح کیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہاں صلوۃ سے مراد مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم مسجد میں داخل نہ ہو اس حال میں کہ تم جنبی ہو مگر صرف اس سے گزرنا جائز ہے۔ فرمایا وہ مسجد سے گزر جائے بیٹھے نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصار کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ انہیں جنابت کی حالت لاحق ہوتی اور ان کے پاس پانی بھی نہ ہوتا وہ پانی لانا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ راستہ بھی نہ پاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی مگر وہ مسجد سے گزر سکتا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حائضہ اور جنبی کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ مسجد سے گزریں جبکہ وہ مسجد میں نہ بیٹھیں (6)۔

1۔ معجم طبرانی، جلد 1، صفحہ 299 (877)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 120 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 119 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے ابوعبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزرے اور اس میں نہ بیٹھے پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزر سکتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی کے لئے رخصت ہے کہ وہ مسجد میں سے گزر جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس سے گزرے بیٹھے نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک مسجد میں سے گزرتا جبکہ وہ جنبی ہوتا (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ مریض تھا اٹھ نہیں سکتا تھا وضو نہیں کرتا تھا۔ اس کا ہم میں سے کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ ذکر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مریض سے مراد چیچک کا مریض ہے یا وہ آدمی ہے جس کا زخم ہو یا پھوڑا ہو۔ اسے حالت جنابت لاحق ہو، اسے خوف ہوتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو مر جائے گا تو وہ تیمم کرتا ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع قرار دیا جب کسی آدمی کو اللہ کی راہ میں زخم لگا ہو یا اسے پھوڑا ہو یا چیچک کا مرض ہو وہ جنبی ہو جائے اسے خوف ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو مر جائے گا تو تیمم کرلے (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم اس مریض کے لئے ہے جسے جنابت لاحق ہو جب اسے اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم میں رخصت ہے جس طرح ایک مسافر ہو اور وہ پانی نہ پائے (8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا چیچک کے مرض میں مبتلا اور اس جیسے مریضوں کو رخصت ہے کہ وہ وضو نہ کرے اور یہ آیت تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ قرآن حکیم کا مخفی معنی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو زخم لگا پھر وہ پھیل گیا پھر انہیں جنابت لاحق ہوئی تو ان صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تو یہ آیت نازل ہوئی (10)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 135 (1552) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 136 (1558)
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 443، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 224
7۔ ایضاً
8۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 222، (863) گجرات ہند
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 222 (862)
10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 128، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مریض جسے تیمم کی رخصت دی گئی ہے وہ ہے جس کا عضو ٹوٹا ہوا ہو یا وہ زخمی ہو، جب اسے جنابت کی کیفیت لاحق ہو تو وہ زخم کو نہ کھولے مگر جس کے بارے میں کوئی ڈر نہ ہو (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا یہ اس مریض کے بارے میں ہے جو کوئی ایسا آدمی نہیں پاتا جو اسے پانی لا دے، اسے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہے، وہ اس مسافر کی مانند ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمم کرلے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا مریض جو ایسا آدمی نہیں پاتا جو اس کے پاس پانی لائے وہ خود پانی لانے پر قادر نہیں، اس کا کوئی خادم اور مددگار نہیں تو وہ تیمم کرلے اور نماز پڑھے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ غائط سے مراد وادی ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، مسدد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللمس سے مراد جماع سے کم عمل ہے، بوسہ لینا بھی اس میں داخل ہے اور اس میں وضو ہے (5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ملامسہ کا معنی ہاتھ سے ٹٹولنا کرتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ عورت کو بوسہ لینے کی وجہ سے وضو کرتے اور کہتے یہ لماس ہے (7)۔

امام شافعی نے ام میں، عبد الرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کا عورت کا بوسہ لینا اور ہاتھ سے اسے ٹٹولنا یہ ملامسہ میں سے ہے، جس نے عورت کا بوسہ لیا اور اسے ہاتھ سے ٹٹولا تو اس پر وضو ہوگا (8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بوسہ لمس میں سے ہے اور اس سے وضو کیا (9)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لمس سے مراد جماع ☆ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو کنایۃ ذکر کیا (10)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے (11)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 121، بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 184 (2117) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 126 6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 249 (9226)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126 8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دار الفکر بیروت
9۔ ایضاً 10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 125 11۔ ایضاً

☆ ملامسہ کی تعبیر میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:
(۱) اس سے مراد جماع ہے اس صورت میں غسل لازم ہوگا۔
(۲) ہاتھ سے چھونا وغیرہ ائمہ احناف کے نزدیک اس صورت میں اگر کوئی مادہ خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حجرہ میں تھے جبکہ ہمارے پاس عطاء بن ابی رباح، عجمیوں کی ایک جماعت، عبید بن عمیر اور عربوں کی ایک جماعت تھی۔ ہم نے لماس کا ذکر کیا عطاء، عجمیوں اور میں نے کہا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ عبید بن عمیر اور عربوں نے کہا اس سے مراد جماع ہے۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے انہیں بتایا انہوں نے فرمایا موالی (عجمی) مغلوب ہوگئے اور عربوں نے صحیح کہا۔ پھر فرمایا لمس، مس اور مباشرہ کا معنی جماع ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اسے کنایہ کے ساتھ بیان کرتا ہے (1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے بارے میں بتاؤ۔ فرمایا تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور ہذیل کہتا ہے ہاتھ سے چھونا۔ نافع نے کہا کیا عرب اسے پہچانتے تھے۔ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا شعر نہیں سنا وہ کہتا ہے

يَلْمَسُ الْاَحْلَاسَ فِي مَنْزِلِهٖ   بِيَدَيْهِ كَالْيَهُوْدِيِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں کملی سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعشیٰ نے کہا۔

وَدَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّيْبِ عِنْدَنَا   لِلَمْسِ النَّدَامٰى مِنْ يَدِ الدِّرْعِ مُفْتَقِ

وہ ہمارے ہاں اپنے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تا کہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوئے جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ پڑھتے یعنی اس سے مراد جماع سے کم عمل ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے معنی کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور انگلیاں ملا دیں، گویا وہ چیز قبضہ کرنے کے لئے پکڑتے ہیں، محمد نے کہا مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا گیا۔ جب وہ اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگاتے تو وضو کرتے۔ تو میں نے گمان کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کا قول ایک ہی چیز ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کیا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122، بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1265 (642)، دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1756)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 154 (1769)

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک صرف عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا مذی وغیرہ کا نکلنا شرط نہیں۔ (مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا** سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی کا قصد کرو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ **صَعِيْدًا طَيِّبًا** سے مراد ایسی زمین ہے جس میں درخت اور نباتات نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صعید سے مراد مٹی ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طیب سے مراد وہ زمین ہے جس پر بارش ہوئی ہو اور اسے پاک کر دیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے رویت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جو تمہارے لئے حلال ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے عمدہ زمین کھیتی باڑی والی زمین ہے (6)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ شے جس پر تو اپنا ہاتھ رکھے تو وہ صعید ہے یہاں تک کہ تیرے بدن پر جو غبار ہے پس تو اس کے ساتھ تیمم کرے (7)۔

امام شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کون سی زمین سب سے پاکیزہ وعمدہ ہے، فرمایا کھیتی باڑی والی زمین۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت تیمم نازل ہوئی تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیا کروں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے باہر نکل پڑا تو میں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو جس ارادہ سے میں آیا تھا اسے پہچان لیا۔ آپ نے قضائے حاجت کی پھر زمین پر ہاتھ مارے اور اس کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا (8)۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب تیمم والی آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور ان کے ساتھ چہرے پر مسح کیا۔ دوسری دفعہ زمین پر پھر ہاتھ مارے اور ان کے ساتھ ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1767) 2۔ ایضاً (1766) 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 131
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 148 (1702)
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 148 (1705) 8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 147 (1689)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں تھا۔ مجھے حالت جنابت لاحق ہوگئی، میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس چیز کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے اتنا کرنا ہی کافی تھا پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور دونوں کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا(1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تیمم دو ضربیں ہیں۔ ایک ضرب چہرہ کے لئے اور ایک ضرب کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیمّم کیا ہم نے اپنے ہاتھ پاکیزہ زمین پر مارے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کو جھاڑا پھر ان کے ساتھ اپنے چہروں پر مسح کیا۔ پھر ہم نے ایک اور ضرب لگائی پھر ہم نے ہاتھ جھاڑے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کہنیوں سے ہتھیلیوں تک ظاہر اور باطن پر جہاں بال ہوتے ہیں مسح کیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیمم کیا اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا بازوؤں پر مسح نہ کیا(4)۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تیمّم چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے کلائی تک ایک ضرب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وضو کے بارے میں فرماتا ہے وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ (المائدہ:6) اور تیمم میں فرمایا وَ اَیْدِیَكُمْ تیمّم میں استثناء نہیں کی جس طرح وضو میں مرافق تک کی استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا (المائدہ:38) کیونکہ چور کا ہاتھ کلائی کے جوڑ سے کاٹا جاتا ہے (ائمہ احناف کے نزدیک بازوؤں پر مسح کہنیوں تک اس طرح کرنا ہے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیمّم بغلوں تک ہے(5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ رکے رہے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصے ہوئے تو اس وقت تیمّم کا حکم نازل ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ تو بڑی بابرکت ہے، تیری وجہ سے رخصت کا حکم نازل ہوا ہے۔ ہم نے اپنے چہروں کے لئے ایک ضرب زمین پر لگائی اور ایک ضرب ہاتھوں کے لئے کندھوں اور بغلوں تک لگائی۔ امام شافعی نے کہا یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ پہلا تیمّم وہ تھا جب تیمّم والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد جو تیمّم ہوا اس کے خلاف ہوا، وہ پہلے کے لئے ناسخ ہے(6)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی جلد 4، صفحہ 53 (111) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 287 (234) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 133، بیروت 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 136 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے جانور جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر انہیں جنگل میں لے جاؤ۔ میں انہیں ربذہ لے گیا۔ مجھے جنابت کی حالت لاحق ہو جاتی۔ میں پانچ چھ دن اسی حالت میں رہتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا پاکیزہ مٹی مسلمان کو طہارت عطا کرنے والی ہے اگرچہ دس سال گزر جائیں۔ جب تو پانی پائے تو غسل کرلے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی کو ہمارے لئے پاکیزگی عطا کرنے والا بنا دیا گیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مٹی کے ساتھ تیمم کرو کیونکہ یہ زمین تمہارے ساتھ نیکی کرنے والی ہے(3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تیمم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھے پھر دوسری کے لئے دوبارہ تیمم کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا(6)۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُونَ الضَّلٰلَةَ وَ
يُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ
رَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا
وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 284 (628)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 144 (1662) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 149 (1707)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 221، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 147 (1691)

6۔ ایضاً (1690)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(یہ بھی) چاہتے ہیں کہ بہک جاؤ تم بھی راہ راست سے؟ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ حمایتی اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ مددگار۔ کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں، ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں) ''رَاعِنَا'' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنیے اور نگاہ (کرم) فرمایئے ہم پر تو ہوتا بہت بہتر ان کے لئے اور بہت درست۔ لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت یہودیوں کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو اپنی زبان کو دہرا کیا اور کہا اے محمد ہماری بات توجہ سے سنیے تا کہ ہم آپ کو بات سمجھائیں پھر اسلام میں طعن کیا اور عیب جوئی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات رفاعہ بن زید بن تابوت یہودی کے بارے میں نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم جب تو غصے میں ہو تو مجھے یاد کیا کر جب میں غصے ہوں گا تو تجھے یاد کروں گا۔ میں تجھے نیست و نابود نہیں کروں گا ان لوگوں کے ساتھ جنہیں میں نیست و نابود کرتا ہوں۔ جب تجھ پر ظلم ہو صبر کر اور میری مدد پر راضی ہو کیونکہ تیرے لئے میری مدد تیری اپنے لئے مدد سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ سے مراد یہ ہے کہ وہ تورات میں اللہ کی حدود کو بدل دیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودیوں کا تورات کو بدل دینا ہے اور وہ کہتے ہیں جو تو کہتا ہے ہم اس کو سنتے ہیں اور تیری اطاعت نہیں کرتے اور جو آپ کہتے ہیں وہ قبول نہیں کیا جاتا اور وہ بات کرتے وقت زبان کو دہرا کرتے ہیں اس کے لئے موزوں تھا کہ یوں کہتے سنیے اور ہماری رعایت کیجئے۔ آپ ہمیں بات سمجھائیں، ہم پر جلدی نہ کیجئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس معنی میں اسے نازل کیا ہے وہ اس معنی میں اسے نہیں رکھتے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں سنئے نہ سنا

WWW.NAFSEISLAM.COM

جائے وہ نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں ہماری سماعت کی رعایت کیجئے رَاعِنَا تیرے قول عاطفا کی طرح ہے اور لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ سے مراد جھوٹ بولنا ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ کہتے اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ جس طرح تیرا قول اسمع غیر صاغر ہے لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ کا مطلب ہے ایسی گفتگو کرتے جو استہزاء کے مشابہ ہوتی اور الدِّيْنِ سے مراد حضور ﷺ کا دین ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لی سے مراد ان کا اپنی زبانوں کو حرکت دینا ہے (3)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

”اے وہ لوگو جنہیں دی گئی کتاب! ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تا کہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے پھر پھیر دیں انہیں پشتوں کی طرف یا لعنت کریں ان پر جس طرح ہم نے لعنت کی سبت والوں پر اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے علماء سے گفتگو کی جن میں عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرو، اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ جو پیغام حق میں تمہارے ساتھ لایا ہوں وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا اے محمد ہم تو نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مالک بن صیف اور رفاعہ بن زید بن تابوت کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو قینقاع سے تعلق رکھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چہروں کے طمس سے مراد ان کا اندھا ہونا ہے یعنی ہم ان کے چہرے ان کی گدیوں کی طرف کر دیں گے، وہ پچھلے پاؤں چلیں گے اور ان میں سے کسی ایک کی آنکھیں ان کی گدی کی طرف کر دیں گے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس کو کسی اور مخلوق کی صورت میں مسخ

کر دیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے تھے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے۔

مَنْ يَطْمِسِ اللّٰهُ عَيْنَيْهِ فَلَيْسَ لَهُ نُوْرٌ يَبِيْنُ بِهٖ شَمْسًا وَ لَا قَمَرًا

اللہ تعالیٰ جس کی آنکھوں کو اندھا کر دے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں ہوتا جس کی مدد سے وہ سورج اور چاند دیکھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوادریس خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ ابومسلم خلیلی کعب کا معلم تھا جب حضرت کعب کو ملامت کرتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاتے۔ ابومسلم خلیلی نے اسے بھیجا تا کہ دیکھے کہ کیا وہ انہیں صفات کا حامل ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ کعب نے کہا میں مدینہ طیبہ آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وہ قرآن حکیم اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں پانی کی طرف جلدی گیا تا کہ غسل کروں۔ میں اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا اس خوف سے کہ کہیں میرا چہرہ بھی مسخ نہ کر دیا جائے پھر میں اسلام لے آیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ابراہیم کے نزدیک کعب کے اسلام کا ذکر کیا اس نے کہا کعب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان ہوئے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے جبکہ بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ مدینہ طیبہ میں سے گزرے۔ حضرت عمر کا گزر اس کے پاس سے ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا اے کعب اسلام قبول کر لو تو کعب نے کہا کیا تم اپنی کتاب میں نہیں پڑھتے مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعۃ: 5) کہا میں تو حامل تورات ہو۔ حضرت عمر نے اسے جانے دیا پھر کعب چلا گیا یہاں تک کہ حمص پہنچا۔ وہاں ایک آدمی کو قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ کعب نے کہا اے میرے رب میں ایمان لے آیا۔ اے میرے رب میں مسلمان ہو گیا اس خوف سے کہ کہیں اس آیت میں مذکور عذاب اس پر نہ آ پڑے پھر واپس لوٹے اور یمن میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئے پھر انہیں مسلمان کی حیثیت سے مدینہ طیبہ لے آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے قبل اس کے کہ ہم تمہیں حق کے راستہ سے اندھا کر دیں اور انہیں گمراہی کے راستہ کی طرف لوٹا دیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ طمس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوبارہ کافر بن جائیں اور کبھی ہدایت نہ پائیں یا انہیں بندر اور خنزیر بنا دیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ابی کہا کرتے تھے کہ وہ شام کی طرف لوٹ گئے جہاں سے آئے تھے۔ یہاں شام کی طرف انہیں لوٹانا مراد ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم انہیں حق سے اندھا کر دیں، انہیں گمراہی کی طرف لوٹا دیں یا انہیں بندر بنا دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ

WWW.NAFSEISLAM.COM

مَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ﴿۴۸﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ وہ ارتکاب کرتا ہے گناہ عظیم کا''۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا میرا بھتیجا ہے جو حرام سے نہیں رکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا دین کیا ہے؟ اس نے عرض کی نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے۔ فرمایا جاؤ اس سے اس کا دین ہبہ کے طور پر لے لو، اگر انکار کرے تو اس سے دین خرید لو۔ آدمی نے جا کر اس سے مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا میں نے اسے اپنے دین پر حریص پایا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بزار نے مختلف طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے کہ ہم قاتل، یتیم کا مال کھانے والے، جھوٹی گواہی دینے والے اور قطع رحمی کرنے والے کے بارے میں جہنمی ہونے کا کوئی شک نہ کرتے تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جن کے حق میں جہنم کا فیصلہ کیا ہے ہمیں اس کے بارے میں کوئی شک نہ تھا یہاں تک کہ ہم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب ہم نے اس آیت کو سنا تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے اور ہم نے معاملات اللہ کے سپرد کر دیئے۔

امام ابن ضریس، ابویعلی، ابن منذر اور ابن عدی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کے لئے دعائے استغفار نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیت سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا اپنی امت کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے مختص کر رکھی ہے۔ ہمارے دلوں میں جو باتیں تھیں ان سے ہم رک گئے۔ بعد میں ہم بات کرنے لگے اور ہم نے امید رکھی (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سلیمان بن عتبہ بارقی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اسماعیل بن ثوبان نے حدیث بیان کی کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے سنا مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا (المائدہ:32) مہاجرین اور انصار نے کہا اس کے لئے جہنم ثابت ہوگئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ان کے ساتھ سلوک کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ (الزمر:53) نازل ہوئی تو ایک آدمی اٹھا۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! شرک۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 177، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 152، بیروت

3۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 181 (5787) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے سوال ناپسند کیا پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابومجلز سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (الزمر:53) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اسے لوگوں پر پڑھا۔ ایک آدمی اٹھا، عرض کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا کیا حکم ہے؟ تو حضور ﷺ دو یا تین دفعہ خاموش رہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وہ آیت زمر اور یہ آیت سورۂ نساء میں ثابت ہوگئی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں کہا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے مغفرت کو حرام کیا ہے جو کفر کی حالت میں مرا ہو مسلمانوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے سپرد کر دیا، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قرآن حکیم میں مذکور مغفرت سے مستثنیٰ ہے۔

امام فریابی اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قرآن میں سے سب سے محبوب آیت یہ ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تیرہ سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ میں نے قرآن حکیم کی ہر چیز کے بارے میں ان سے سوال کیا جبکہ میرا قاصد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ نہ میں نے حضرت عباس سے سنا اور نہ ہی کسی اور عالم سے سنا جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں کسی گناہ کو معاف نہیں کروں گا۔

امام ابو یعلی اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی فوت ہوتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اس کے لئے مغفرت حلال ہے، چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی استثناء فرمائی اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس عمل پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے تو اسے پورا کرے گا اور جس عمل پر اس نے سزا کی وعید سنائی ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہوگا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا، ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے اور ایک ایسا گناہ ہے جسے بخش دیا جاتا ہے۔ جس گناہ کو نہیں بخشا جاتا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ جس گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے وہ بندے اور اللہ کے درمیان گناہ ہے۔ وہ گناہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا وہ بندوں کا آپس میں ظلم ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 151، بیروت 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 126 (3037)

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 180 (3303) دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 252 (6133)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں تین دفتر ہیں ایک دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ دوسرا، وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔ تیسرا، وہ دیوان جس سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں بخشے گا۔ وہ شرک والا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ:72) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ۔

۲۔ وہ دیوان جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پراہ نہیں کرے گا وہ بندے کا اپنی ذات پر ظلم ہے۔ یہ وہ معاملات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہیں جیسے روزہ، نماز کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشش دیتا ہے اور اسی سے تجاوز فرماتا ہے اگر چاہے۔

۳۔ وہ دیوان جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز ترک نہیں فرماتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے اس میں قصاص ضروری ہے (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس بندے نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا پھر اسی حالت میں مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے عرض کی اگر چہ وہ بدکاری کرے اور چوری کرے؟ فرمایا اگر چہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگر چہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ فرمایا اگر چہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ چوتھی دفعہ فرمایا ابوذر کی ناک خاک آلود ہو (2)۔

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ نے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے جو تو نے میری عبادت کی ہے اور مجھ سے امید رکھی ہے اس کی وجہ سے جو غلطیاں بھی تم میں ہیں انہیں معاف کرنے والا ہوں اے میرے بندے جب تک تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو مجھے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا پھر اس پر ریت کے ذرات کے برابر گناہ ہوں تو وہ بخش دیے جائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا (3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 619 (8717) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 66، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 79، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو یہ جانتا ہو کہ میں گناہ معاف کرنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جب تک وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے (1)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن نعیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اگر چہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک کہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی اگر چہ وہ بدکاری کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگر چہ وہ بدکاری کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگر چہ وہ زنا کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگر چہ وہ زنا کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے میں نے عرض کی اگر چہ وہ بدکاری کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگر چہ وہ بدکاری کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے۔ خواہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو۔ میں نکلا تا کہ لوگوں میں اس کا اعلان کردوں تو مجھے حضرت عمر ملے، فرمایا لوٹ جا اگر لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو وہ اسی پر بھروسہ کریں گے۔ میں واپس لوٹ آیا۔ میں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے بات کی تو حضور ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں چار آیتیں ایسی ہیں جو مجھے سرخ اور سیاہ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں (۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (۳) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64) (۴) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝49 اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝50

"کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جو پاکباز بتلاتے ہیں اپنے آپ کو بلکہ (یہ تو) اللہ (کی شان ہے کہ) پاکباز بنادے جسے چاہے اور وہ نہیں ظلم کیے جائیں گے کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر۔ دیکھئے کیسے گھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور کافی ہے (انہیں رسوا کرنے کے لئے) یہ کھلا گناہ"۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے بیٹے فوت ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قربت کا ذریعہ ہیں۔ وہ ہماری شفاعت کریں گے اور ہمارا تزکیہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا (3)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 241 (11615)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 260، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 154، بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی بچوں کو آگے رکھتے ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور اپنی قربانیوں کے قریب رکھتے اور یہ گمان رکھتے کہ ان کی کوئی خطا اور گناہ نہیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی گناہ گار کو کسی ایسے دوسرے شخص کی وجہ سے پاک نہیں کروں گا جس کا گناہ نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو بچوں کو آگے کھڑا کرتے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔ وہ گمان کرتے کہ ان کا کوئی گناہ نہیں۔ یہی تزکیہ ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی، وہ بچوں کو امام بناتے، کہتے ان کے گناہ نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ان بچوں کو امام بناتے جو ابھی بالغ نہ ہوتے، ان کے پیچھے نماز پڑھتے اور کہتے ان کے گناہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں وہ کہتے ہیں، ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں اور کہتے جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر جو یہودی یا نصرانی ہوگا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں کی چھوٹی عمر میں تورات سکھاتے ہیں تو ان کے کوئی گناہ نہیں ہوتے جبکہ ہمارے گناہ ہمارے آباء کے گناہوں جیسے ہیں جو ہم دن کے وقت عمل کرتے ہیں رات کے وقت انہیں ہم سے بخش دیا جاتا ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے دین کے ساتھ دھوکہ کرتا پھر رجوع کرتا تو اس کے ساتھ دین میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ کسی آدمی سے ملتا جو اس کے لئے نفع ونقصان کا مالک نہ ہوتا۔ وہ کہتا اللہ کی قسم تو اس شان کا حامل ہے، شاید وہ لوٹے جبکہ وہ اسے اس کی ضرورت میں کچھ بھی فائدہ نہ دے حال یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کرلیا پھر پڑھا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ (6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہے جو دو انگلیوں کے درمیان سے نکل جائے(7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل یہ ہے کہ تو اپنی دو انگلیوں کو رگڑے تو جو چیز ان دونوں سے نکلے تو وہ فتیل ہے(8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 153، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 152
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 155 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کھجور کی گٹھلی پر جو گڑھا ہوتا ہے جس سے کھجور کا درخت اگتا ہے اور فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو کھجور کی گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے اور قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہوتا ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے بطن کی جانب شق میں ہوتی ہے (2)۔

امام طستی اور ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ فتیل کی مثل بھی خیر وشر میں کمی نہیں کر سکتے، فتیل وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ زبیانی کا یہ شعر نہیں سنا۔

یَجْمَعُ الجَیْشَ ذَاالَالُوف وَیَغْزُوْ ثُمَّ لَا یَرْزَأُ الاَعَادِیَ فَتِیلًا

وہ لاکھوں کا لشکر جمع کرتا ہے اور جنگ کرتا ہے پھر دشمنوں کو فتیلہ برابر نقصان بھی نہیں دیتا۔

أُعَاذِلُ بَعْضَ لومك لَاتلحی فَاِنَّ اللُّوْمَ لَا یُغْنِیْ فَتِیلًا

میں تیری بعض ملامتوں سے الگ تھلگ ہو جاتا ہوں جو قابل ملامت کاموں پر نہیں ہوتی کیونکہ ملامت فتیلہ برابر فائدہ نہیں دیتی۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ نقیر سے مراد وہ گڑھا ہوتا ہے جو گٹھلی کی پشت پر اس کے وسط میں ہوتا ہے اور فتیل گٹھلی کے شق میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں گٹھلی کو رگڑا جاتا ہے تو اس کی میل سے جو چیز نکلتی ہے اسے فتیل کہتے ہیں۔ قطمیر سے مراد گٹھلی کا لفافہ انڈے کی جھلی اور قصبہ (سرکنڈہ) کی جھلی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ جدلی سے روایت نقل کی ہے یہ تینوں چیزیں گٹھلی میں ہوتی ہیں قطمیر گٹھلی کے چھلکے کو کہتے ہیں۔ نقیر اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے وسط میں گڑھا ہوتا ہے اور فتیل اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے درمیان (شق میں) ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا ہمارے گناہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے ہماری اولادوں کے گناہ ہوتے ہیں جس روز ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ اگر ان کے گناہ ہیں تو ہمارے بھی گناہ ہیں تو ہم ان کی مثل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا آیت پڑھی (3)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1285، دار الصمیعی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 156 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153

WWW.NAFSEISLAM.COM

نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾

''کیانہیں دیکھاتم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب ہیں) جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔ کیا ان کے لئے کوئی حصہ ہے، حکومت میں اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تل برابر''۔

امام طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کا ان سے وعدہ کیا۔ تو قریش نے ان یہودیوں سے کہا تم پرانے علماء اور اہل کتاب ہو، ہمیں ہمارے بارے میں اور محمد کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ یہودیوں نے کہا بتاؤ تمہارے کیا اوصاف ہیں اور محمد کے کیا کام ہیں؟ تو قریش نے کہا بلند کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا محمد کیا کرتے ہیں؟ تو قریش نے کہا وہ لاوراث ہے، ہماری رشتہ داریوں کو ختم کر دیا ہے، حاجیوں کے چور بنو غفار اس کے پیروکار ہیں، تو یہودیوں نے کہا تم اس سے بہت بہتر ہو اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

یہ امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مرسل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام احمد، ان جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کعب بن اشرف مکہ مکرمہ آیا تو قریش نے اس سے کہا تو مدینہ کا بہترین آدمی ہے اور ان کا سردار ہے۔ اس نے کہا بات ایسے ہی ہے۔ تو قریش نے کہا کیا تم اس لاوارث اور اپنی قوم سے کٹے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہو جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے جبکہ ہم حاجیوں کی خدمت کرنے والے، بیت اللہ کے خادم اور حاجیوں کو پانی پلانے والے ہیں۔ تو کعب نے کہا تم اس سے بہتر ہو تو سورۂ کوثر نازل ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اشرف مشرکین مکہ کے پاس گیا اور نبی کریم ﷺ کے خلاف سرکشی پر ابھارا اور انہیں کہا کہ وہ حملہ کریں، ہم جنگ میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تو قریش نے کہا تم اہل کتاب ہو اور وہ بھی صاحب کتاب ہے، ہمیں اطمینان نہیں کہ یہ تمہاری طرف سے کوئی چال ہو۔ اگر تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ مل کر جنگ کریں تو ان بتوں کو سجدہ کرو اور ان دونوں پر ایمان لاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر قریش نے

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 251 (11645)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1280، دار الصمیعی بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

پوچھا بتاؤ ہم ہدایت پر ہیں یا محمد۔ ہم اونچی کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمان کی خدمت کرتے ہیں، اس بیت کا طواف کرتے ہیں جبکہ محمد نے رشتہ داری توڑ دی ہے اور اپنے شہر سے نکل گیا ہے تو کعب بن اشرف نے کہا تم اس سے بہتر اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں نازل ہوئی اس نے کہا قریش کے کفار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سدی سے وہ ابو مالک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنونضیر کے یہودیوں کا معاملہ ہوا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامریوں کی دیت ادا کرنے میں ان کی مدد کے لئے تشریف لائے تو بنونضیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ارادہ سے آگاہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ کعب بن اشرف وہاں سے بھاگا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا۔ اس نے قریش سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوسعید تم کتاب پڑھتے ہو اور علم رکھتے ہو جبکہ ہم علم نہیں رکھتے ہمیں بتاؤ کہ کیا ہمارا دین بہتر ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا اپنا دین مجھ پر پیش کرو۔ ابوسفیان نے کہا ہم ایسی قوم ہیں جو اونچی کوہان والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، اپنے رب کے گھر کی نگہداشت کرتے ہیں اور ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی ہمارے آباء پوجا کرتے تھے جبکہ محمد ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ چھوڑ دیں اور ان کی پیروی کریں۔ تو کعب نے کہا تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے، اس دین پر ثابت قدم رہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد گمان کرتے ہیں کہ انہیں تواضع کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے جبکہ وہ جس عورت سے چاہتا ہے شادی کر لیتا ہے، ہم کوئی ایسا بادشاہ نہیں جانتے جو عورتوں کے بادشاہ سے بڑھ کر ہو، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب میں قریش، عظفان، بنوقریظہ کو جن لوگوں نے شریک کیا۔ وہ حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابورافع، ربیع بن ابی الحقیق، عمارہ، وحوح بن عامر اور ہودہ بن قیس تھا۔ وحوح بن عامر اور ہودہ بنو وائل میں سے تھے جبکہ باقی سب بونضیر میں سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو قریش نے کہا یہ یہودی علماء اور پہلی کتابوں کے عالم ہیں ان سے پوچھو کیا تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین بہتر ہے؟ تو قریش نے ان سے پوچھا تو ان یہودیوں نے کہا بلکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے اور ان کے پیروکاروں سے بہتر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی (4)۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنونضیر کا معاملہ ہوا جو ہوا تو کعب بن اشرف الگ تھلگ ہو گیا اور مکہ چلا گیا اور وہاں ہی رہنے لگا۔ اس نے کہا نہ میں اس کے خلاف کسی کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے خود جنگ کروں گا۔ اسے مکہ مکرمہ میں کہا گیا اے کعب کیا ہمارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161، 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

دین بہتر ہے یا محمد اور اس کے ساتھیوں کا دین بہتر ہے؟ تو اس نے کہا تمہارا دین بہتر اور پرانا ہے جبکہ محمد کا دین نیا ہے تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف، حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو نضیر کے دو یہودی تھے جو حج کے موقع پر مکہ آئے تو مشرکوں نے کہا کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یا محمد اور ان کے ساتھی۔ ہم بیت اللہ کے خادم، پانی پلانے والے اور حرم والے ہیں دونوں نے کہا بلکہ تم محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جبکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ وہ دونوں جھوٹے ہیں اس جھوٹ پر انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے حسد نے ابھارا تھا (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبت اور طاغوت دو پتھر تھے (3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور رستہ نے ایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد جادوگر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حیی بن اخطب اور طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد بت ہیں اور طاغوت سے مراد جو بتوں کے سامنے ہوتا ہے وہ جھوٹ کو اسی سے تعبیر کرتے تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں (8)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کا نام ہے اور طاغوت سے مراد عرب کے کاہن ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کاہن کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حبشہ کی زبان میں جادوگر کو کہتے ہیں اور طاغوت سے مراد کاہن ہے۔

حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد جادوگر اور جبت سے مراد کاہن ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 194، بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 163　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1283، دار الصمیعی بیروت　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 160　6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160　8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جبت سے مراد شیطان اور طاغوت سے مراد کاہن ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت لیث رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبت سے مراد کعب بن اشرف اور طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان کی شکل میں ہوتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت قبیصہ بن مخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جانوروں کو اڑا کر فال لینا، بدشگونی لینا اور زمین پر کنکریاں مار کر فال لینا یہ سب جبت میں سے ہے (3)۔

امام رستہ نے ایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات یہودیوں نے کی تھی وہ کہتے کہ قریش محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا کچھ حصہ نہیں، اگر ان کا کچھ حصہ ہوتا تو وہ لوگوں کو کچھ بھی عطا نہ کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ذرہ برابر چیز نہ دیتے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے پانچ سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے (5)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے نقیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا گٹھلی کی پشت پر جو گڑھا ہوتا ہے اور جس سے کھجور اگتی ہے تو نافع نے پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَلَيْسَ النَّاسُ بَعْدَكَ فِيْ نَقِيْرٍ وَلَيْسُوْا غَيْرَ اَصْدَاءٍ وَهَامِ

تیرے بعد لوگ کچھ بھی نہیں اور صدائے بازگشت اور کھوپڑی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

امام ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا کے بارے میں بتاؤ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا گٹھلی کی پشت پر جو نشان ہوتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں۔ اس بارے میں شاعر نے کہا:

لَقَدْ رَزَحَتْ كِلَابُ بَنِيْ زُبَيْرٍ فَمَا يُعْطُوْنَ سَائِلَهُمْ نَقِيْرًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 159 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 477، دار صادر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 164 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

بنوزبیر کے کتے کمزوری کی وجہ سے زمین پر گرے پڑے ہیں، وہ اپنے سائل کو نقیر (کچھ) بھی نہیں دیتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نقیر ہے اور انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کے باطن پر رکھا پھر اسے بجایا (1)۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٥﴾

”کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (وہ حسد کی آگ میں جلا کریں) ہم نے تو مرحمت فرما دی ہے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرما دی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت۔ تو ان سے کوئی ایمان لایا اس کے ساتھ اور کسی نے منہ پھیر لیا اس سے اور کافی ہے (انہیں جلانے کے لئے) جہنم کی دہکتی ہوئی آگ“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے کہا (حضرت) محمد ﷺ کا گمان ہے کہ انہیں تواضع کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ان کی نو عورتیں ہیں، ان کا مقصد ہی نکاح کرنا ہے، ان سے کون بادشاہ بڑھ کر ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ آیت میں مُّلْكًا عَظِيمًا سے مراد حضرت سلیمان علیہ اسلام کا ملک ہے (2)۔

امام ابن منذر نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ حضور ﷺ کو تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ ان کی نو بیویاں ہیں کون ان سے بڑا بادشاہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آیت میں الناس سے مراد ہم لوگ ہیں نہ کہ کوئی اور (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس جگہ الناس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 165 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 168 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 146 (11313) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 166

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ النّاس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور ﷺ سے حسد کرتے جب نبی آخر الزمان کا ظہور ان میں سے نہ ہوا اور انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو ستر سے اوپر نوجوان عطا کیے گئے تو یہودیوں نے حضور ﷺ سے حسد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد یہودی ہیں جنہوں نے عربوں سے حسد کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نبی کو مبعوث فرمایا تو یہودیوں نے ان سے حسد کیا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فضل سے مراد نبوت ہے(3)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے(4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندے کے پیٹ میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل ابراہیم سے یہاں سلیمان اور داؤد علیہما السلام ہیں، حکمت سے مراد نبوت ہے اور ملک عظیم سے مراد عورتوں میں بادشاہت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے یہ حلال ہوا کہ وہ ننانوے عورتوں سے شادی کریں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے حلال تھا کہ وہ سو عورتوں سے شادی کریں۔ حضور ﷺ کے لئے اتنی عورتوں سے شادی کرنا حلال نہ ہوا جتنی عورتوں سے شادی کرنا ان کے لئے حلال تھا(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پشت میں سو مردوں کی قوت تھی۔ آپ کی تین سو بیویاں تھیں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ہمام بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ ان انبیاء کو فرشتوں اور لشکروں کی تائید حاصل تھی(7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد نبوت ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 167 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 266 (6608)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 267 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 169 7۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ قرآن حکیم پر ایمان لائے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ حضور ﷺ پر ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور اتباع نہ کی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فصل کاشت کی اور اسی سال لوگوں نے بھی فصل کاشت کی۔ لوگوں کی کھیتی ضائع ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھیتی خوب پھلی پھولی۔ لوگ آپ کے محتاج ہوگئے۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ سے غلہ کا سوال کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو ایمان لے آئے گا میں اسے غلہ دوں گا اور جو ایمان نہیں لائے گا میں اسے غلہ نہیں دوں گا۔ ان میں سے جو ایمان لے آیا نہیں آپ نے غلہ عطا فرمادیا اور جنہوں نے انکار کیا وہ کچھ نہ لے سکے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مصداق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ بھی آل ابراہیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنی ہاشم تم یہ ارادہ کرتے ہو کہ جس طرح تم نبوت کے مستحق بنے ہو اسی طرح خلافت کے بھی مستحق بن جاؤ جبکہ یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ بادشاہت تمہارے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ ہم نبوت کی وجہ سے خلافت کے مستحق ہیں اگر ہم نبوت کی وجہ سے اس کے مستحق نہ بنیں تو کس وجہ سے مستحق بنیں؟ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ نبوت اور خلافت ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوگا تو آپ نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔ کتاب سے مراد نبوت، حکمت سے مراد سنت اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ کا حکم ہمارے بارے میں ایک ہے۔ سنت ہمارے اور ان کے لئے جاری ہے۔ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ ہمارا گمان ہے کہ ہمارے لئے حکومت ہے، کتاب اللہ میں گمان کرنا شک ہے ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ حکومت ہمارے لئے ہے۔ تم لوگ ایک دن مالک نہیں بنتے مگر ہم دو دن مالک ہوتے ہیں اور تم ایک ماہ مالک نہیں بنتے مگر ہم دو ماہ مالک ہوتے ہیں، تم ایک سال مالک نہیں ہوتے مگر ہم دو سال مالک ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ﴿۵۷﴾

''بے شک جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا ہم ڈال دیں گے انہیں آگ میں۔ جب کبھی پک جائیں گے ان کی کھالیں تو بدل کر دے دیں گے ہم انہیں کھالیں دوسری تا کہ وہ (مسلسل) چکھتے رہیں عذاب کو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے عنقریب ہم داخل کریں گے انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں تا ابد۔ ان کے لئے ان باغوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم داخل کریں گے انہیں گھنے سایہ میں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثویر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم ان کی جلدیں بدل دیں گے جو کاغذ کی طرح سفید ہوں گی (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت نافع رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت معاذ نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے، فرمایا ایک ساعت میں سو دفعہ اس کی جلد بدلی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کے پاس یہ آیت تلاوت کی تو کعب الاحبار نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے جو میں نے اسلام لانے سے پہلے پڑھی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب بیان کرو، اگر تم نے اس کی تفسیر اسی طرح کی جس طرح ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو ہم تیری تصدیق کریں گے۔ تو کعب الاحبار نے کہا میں نے اسلام سے قبل یوں پڑھا تھا کہ ایک ساعت میں ایک سو بیس دفعہ اسے تبدیل کیا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان آدمیوں کو دن میں ستر ہزار بار جلایا جائے گا۔ جب بھی ان کی جلدیں پک جائے گی اور ان کا گوشت کھا لیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا لوٹ جاؤ تو لوٹ آئیں گے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آگ انہیں پکڑ لے گی اور ان کی جلدیں کھا جائے گی یہاں تک کہ ان جلدوں کو گوشت سے ہٹا دیا جائے گا اور آگ ہڈیوں تک پہنچ جائے گی اور ان کی جلدیں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب کا مزا چکھائے گا۔ یہ ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 62 (10933) دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یزید حضرمی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کی سو جلدیں بنائی جائیں گی اور ہر جلد کے درمیان عذاب کی ایک قسم ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے سنا کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے اس میں سے کہ ہر ایک کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی، اس کا دانت ستر ہاتھ، اس کا پیٹ اتنا بڑا کہ اس میں پہاڑ سما جائے جب آگ ان کی جلدیں کھا جائے گی تو ان کی جلدیں بدل جائیں گی (1)۔

امام ابن ابی دنیا نے صفۃ النار میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے راز کی بات کی فرمایا اے حذیفہ جہنم میں آگ کے درندے، آگ کے کتے، آگ کے آنکڑے اور آگ کی تلواریں ہوں گی۔ فرشتوں کو بھیجا جائے گا جو جہنمیوں کو ان آنکڑوں سے تالوؤں کے ساتھ لٹکائیں گے اور وہ انہیں ان تلواروں کے ساتھ ایک ایک عضو کر کے کاٹیں گے اور ان کے جسم کے ٹکڑے ان درندوں اور کتوں کے سامنے پھینک دیں گے۔ جب بھی وہ اس کا عضو کاٹیں گے تو اس کی جگہ نیا عضو پیدا ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ کافر کی جلد کتنی موٹی ہوگی؟ فرمایا نہیں۔ کہا کافر کی جلد بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کافر کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنمی جہنم میں بہت بڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک اتنی اتنی مسافت تک پھیل جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کی داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ظِلًّا ظَلِيلًا سے مراد عرش کا سایہ ہے جو ختم نہیں ہوگا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ (ان کے) سپرد کرو امانتوں کو جو ان کے اہل ہیں اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے تمہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے“۔

امام ابن مردویہ نے کلبی کے واسطہ سے ابوصالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171 　2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 53 (34155) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً 　4۔ ایضاً (34153)

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے عثمان بن ابی طلحہ کو بلایا جو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا چابی مجھے دو وہ چابی لے آیا جب اس نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس آگے ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان حاجیوں کو پانی پلانے کے ساتھ یہ شرف بھی مجھے عطا کیجئے عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان چابی مجھے دو۔ عثمان نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس نے پہلے والی بات کی۔ حضرت عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو مجھے چابی دے دو۔ تو اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لو۔ حضور ﷺ اٹھے اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا تو کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی جس کے پاس جوئے کے تیر تھے جن کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام جوا کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ہلاک کرے شرک کہاں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں اور ان تیروں کی کیا حیثیت۔ پھر حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا پہلے ان تیروں کو صاف کیا پھر اس پانی کے ساتھ اس تصویر کو صاف کیا بعد ازاں آپ مقام ابراہیم کی طرف نکلے جو کعبہ کی حدود میں تھا پھر فرمایا اے لوگو یہ قبلہ ہے پھر آپ نکلے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر جبرئیل امین چابی کے بارے میں جو ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے اس کا حکم لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور چابی اسے عطا کر دی پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نمبر 58 پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن طلحہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے کعبہ کی چابی ان سے لی اور اس کے ساتھ فتح مکہ کے روز بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ باہر نکلے تو اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ جو آپ ﷺ تلاوت کر رہے ہیں۔ اس سے قبل آپ ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے نہیں سنا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنو طلحہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لو، دربانی تم سے کوئی نہیں چھینے گا مگر ظالم ہی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امور مملکت چلانے والوں کے بارے میں اور جنہیں وہ لوگوں کے معاملات سپرد کرتے ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امراء کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے، وہ امانت ادا کرے۔ جب وہ ایسا کرے تو لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 175
2۔ معجم کبیر، جلد 11 صفحہ 120 (11235) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 174
4۔ ایضاً

پر لازم ہے کہ وہ اس کی بات سنیں، اس کی اطاعت کریں اور جب انہیں بلایا جائے تو وہ اس کی دعوت پر لبیک کہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امانت سے مراد حکومت ہے جو تم لوگوں کے سپرد کرتے ہو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان امانات سے مراد تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان معاملات ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے مگر امانت، قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا اگر چہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہو گا تو اسے کہا جائے گا امانت ادا کرو۔ تو وہ آدمی کہے گا امانت کہاں سے دوں جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے۔ تو کہا جائے گا اسے ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ اسے لے جایا جائے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کی امانت کی شکل بنائی جائے گی جو بالکل اس جیسی ہو گی جس دن اسے امانت دی گئی۔ وہ اس امانت کو اٹھائے گا اور اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ وہ گمان کرے گا کہ وہ اس سے نکلنے والا ہے تو امانت اس کے کندھے سے سرک جائے گی اور جہنم میں گر پڑے گی تو وہ بھی اس میں گر پڑے گا۔ یہی سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ ذاذان نے کہا میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے کہا کیا تو نے نہیں سنا جو تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ انہوں نے کہا ابن مسعود نے سچ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی نماز میں امانت ہے، جنابت میں غسل امانت ہے، بات چیت میں امانت ہے، ناپنے اور وزن کرنے میں امانت ہے، قرض میں امانت ہے اور سب سے شدید ودیعت میں امانت ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خوشحال اور تنگ دست کسی کو اس میں رخصت نہیں (4)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے جو آدمی تیرے پاس امانت رکھتا ہے اس کو امانت ادا کرو اور جو آدمی تجھ سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرو (5)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت کی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 173 | 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 174 | 3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 323 (5266)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 175 | 5۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 176 | 6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 319 (5252)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں جس میں ہوں خالص منافق ہے اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان یہ کرے کہ وہ مسلمان ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب چار چیزیں تجھ میں ہیں تو دنیا میں سے جو چیز فوت ہوگئی اس کی وجہ سے تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ امانت کی حفاظت، سچی گفتگو، حسن اخلاق اور پاکیزہ لقمہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے لوگوں سے امانت اٹھالے جائے گی اور جو چیز سب سے آخر تک باقی رہے گی وہ نماز ہے۔ بعض نمازیوں میں کوئی خیر نہیں (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت سے سب سے پہلے حیاء اور امانت اٹھالی جائے گی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان دونوں کا سوال کرو (5)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی کی نماز اور روزے کو نہ دیکھو بلکہ جب وہ بات کرے تو اس کے قول کی سچائی کو دیکھو، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کی امانت کو دیکھو اور اس کی پرہیز گاری کو دیکھو جب اسے شفا نصیب ہو (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام میمون بن مہران سے مروی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک اور گناہ گار کو دی جائیں صلہ رحمی کی جائے خواہ رشتہ دار نیک ہوں یا گناہ گار ہو، امانت ادا کی جائے گی خواہ نیک کی ہو یا فاجر کی اور وعدہ کو پورا کیا جائے وہ نیک کے لئے ہو یا گناہ گار کے لئے۔

امام سفیان بن عیینہ سے منقول ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو وہ امانت کو راس المال بنالے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس گھر میں خیانت ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

امام ابوداؤد، ابن حبان، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو یونس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اور وہ اپنے انگوٹھے اپنے دونوں کانوں پر اور ساتھ والی انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھتے اور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 147 (207)، بیروت　2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 320 (5254)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 321 (58-5257)　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 325 (5274)　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 326 (5276)

6۔ ایضاً (5278)　7۔ ایضاً (5279)

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا اور انگلیاں رکھتے ہوئے (دیکھا)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہ تلاوت کر رہے تھے یعنی وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۧ﴿۵۹﴾

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر۔ یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کتاب وسنت کی اتباع ہے اور اولی الامر سے مراد صاحب فقہ اور صاحب علم ہے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن حذافہ کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سریہ (لشکر) میں بھیجا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک سریہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لشکر اس قوم کی طرف چلا جس کا یہ قصد کر رہے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو رات کو آرام کیا ذوالعیینتین قوم کے پاس آیا، ان کو لشکر کے بارے میں بتایا۔ قوم کے لوگ بھاگ گئے۔ صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس نے گھر والوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنا سامان جمع کیا پھر رات کی تاریکی میں آیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پہنچا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا اے ابو یقظان میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ، میری قوم کے لوگوں نے جب تمہارے بارے میں سنا تو بھاگ گئے، صرف میں رہ گیا ہوں، کیا میرا اسلام کل مجھے نفع دے گا ورنہ میں بھی بھاگ جاؤں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تیرا اسلام تجھے نفع دے گا، تو اپنے گھر ٹھہرا رہ۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو اس آدمی کے سوا کوئی آدمی نہ پایا، اسے پکڑ لیا اور اس کا مال بھی چھین لیا، خبر حضرت عمار رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، کہا اس آدمی کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

آزاد کردو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اور میری امان میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم اسے کس طرح امان دے سکتے ہو۔ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کیا اور معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی امان کو جائز قرار دیا اور انہیں آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان دینے سے منع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بھی دونوں صحابہ نے ایک دوسرے سے جھگڑا کیا۔ حضرت خالد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس بے نسل غلام کو اجازت دیں گے کہ مجھے گالی دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد عمار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ جو آدمی بھی عمار کو برا بھلا کہے گا اللہ تعالیٰ اسے برا بھلا کہے گا اور جو عمار سے ناراض ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا جو عمار پر لعنت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے گا حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور اٹھ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اٹھے اور آپ کا کپڑا پکڑ لیا، معذرت کی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن عساکر نے سدی کی سند سے ابو صالح سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر سے مراد حضور ﷺ کے دور میں سرایا کے امیر ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد تمہارے امیر ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ سرایا کے امیر ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد سابقہ آیت کا مصداق لوگ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابی نے کہا اس سے مراد سلاطین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے، تم پر اطاعت لازم ہے اطاعت میں آزمائش ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ حکومت انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا، کیا تم نہیں دیکھتے جب انہوں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے قتل کا حکم دیا (5)۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی حاکم بنا دیا جائے گویا اس کا سر کشمش کے دانے جتنا ہو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 177,79 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 176 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178

6۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 314 (6997) دار ابن کثیر دمشق

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے سنا فرمایا اپنے رب کی امامت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ دو، اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور دین دار لوگ، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار جو دین کے معانی کو جانتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت لوگوں پر لازم کی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور نیک لوگ ہیں (3)۔

امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اولی الامر کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور علماء ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ، فقہاء اور دین دار لوگ ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء: 83) (6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں جو داعی بھی ہیں اور راوی بھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے امہات الاولاد کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا وہ آزاد ہیں پوچھا گیا تم کس دلیل سے یہ کہتے ہو۔ فرمایا قرآن حکیم سے۔ لوگوں نے پوچھا کس آیت سے؟ فرمایا اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 15 (7348) دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 179

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 418 (32533) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　　4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80-179　　6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 169

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعالیٰ کا فرمان ہے اور یہ آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولی الامر میں سے تھے، انہوں نے فرمایا تھا وہ لونڈی آزاد ہے اس لونڈی کا حمل گر گیا تھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان آدمی پر امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ وہ بات پسند کرے یا ناپسند کرے مگر اس صورت میں کہ اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے نہ اس پر حکم سننا لازم ہے اور نہ اس کی اطاعت کرنا لازم ہے (2)۔

ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر حکمران ہوں گے نیک نیکی کے ذریعے اور برے برائی کے ذریعے والی ہوں گے ان کی بات سنو ان کا جو حکم حق کے موافق ہو اس کی اطاعت کرو، ان کے پیچھے نماز پڑھو اگر وہ اچھے اعمال کریں تو انہیں اور تمہیں فائدہ ہے۔ اگر برے اعمال کریں تو تمہیں فائدہ ہوگا اور ان پر وبال جان ہوگا (3)۔

امام احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ارشاد فرمائیں، اگر ہم پر حکمران ہوں جو آپ کے طریقہ پر نہ چلیں اور آپ کے حکم کو نہ اپنائیں تو آپ ان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت لازم نہیں (4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو یعلی، ابن حذیفہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علقمہ بن بجز کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ اس لشکر میں، میں بھی تھا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو انہوں نے لشکر کے ایک طائفہ کو اجازت دی ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر بنایا یہ بدری صحابی تھے۔ ان میں دعابہ بھی تھے ہم راستہ میں اترے لشکر نے آگ جلائی تا کہ اپنے لئے کھانا بنائیں تو حضرت عبد اللہ نے کہا کیا تم پر میرا حکم سننا اور میری اطاعت لازم نہیں تو لشکر کے افراد نے کہا کیوں نہیں تو کہا میں تمہیں جو حکم دوں تم نے وہ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، ہم ضرور کریں گے۔ تو حضرت عبد اللہ نے کہا میں اپنے حق اور اطاعت کی تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ۔ لوگ اٹھے اپنی کمریں کسیں یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ نے گمان کیا کہ وہ اس میں کود جائیں گے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا اپنے آپ کو روک لو میں تو تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو واقعہ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تمہیں نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرنا (5)۔

امام ابن ضریس نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں دیکھا جبکہ اس پر دیکھنے والے کی اطاعت لازم تھی تو دیکھنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا جب تک وہ اسی حالت

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1292، دار الصمیعی الریاض 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 44-543 (33707)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 180 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33708)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس حالت میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو عامل مقرر کرتے تو اس کے عہد نامہ پر لکھتے اس کی بات سنو اور جب تک تم میں یہ عدل کرے اس کی اطاعت کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں امیر بنادیا جائے۔ اگر وہ تجھے تکلیف دے تو صبر کر۔ اگر تجھے محروم رکھے تو صبر کر۔ اگر وہ ایسے امر کا ارادہ کرے جو تیرے دین میں نقص پیدا کرے تو کہہ دے میرا خون میرے دین سے کم مرتبہ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر نے خطبہ ارشاد فرمایا جس طرح تم دیکھ رہے ہو ہم آزمائش میں ڈال دیے گئے، ہیں ہم تمہیں جو حکم دیں اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو تو تم پر ہماری بات سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے۔ اگر ہم لوگ ایسا حکم دیں جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ ہو تو تم پر ہماری اطاعت لازم نہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام ترمذی نے حضرت ام الحسین الاحمسیہ رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ پر چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے۔ وہ ارشاد فرمارہے تھے اگر تم پر ایسا حبشی غلام امیر بنادیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اس وقت تک اس کی بات سنو اور اطاعت کرو جب تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکم سنیں اور اس کی اطاعت کریں جب انہیں دعوت دی جائے تو وہ لبیک کہیں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717) کتاب السید
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33715)
3۔ ایضاً (33716)
4۔ ایضاً (33711)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33707)
6۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 19-418 (32538)
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 418 (32532)
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33710)

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں کسی بشر کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ایک انصاری کو اس پر امیر بنایا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں، لشکریوں نے امیر کو کسی بات پر ناراض کر دیا تو اس نے انہیں حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں، حکم دیا آگ جلاؤ۔ سپاہیوں نے آگ جلائی۔ کہا کیا تمہیں حکم نہیں دیا گیا کہ تم امیر کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں۔ تو حکم دیا آگ میں داخل ہو جاؤ۔ صحابہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا ہم آگ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگے تھے۔ تو امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکل سکتے بے شک امیر کی اطاعت نیکی میں ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو ایک لشکر پر امیر بنایا تو اسے حضرت عمران بن حصین ملے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں تیرے پاس آیا ہوں؟ کیا تجھے یاد نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ امیر نے حکم دیا اٹھو اور آگ میں کود جاؤ تو ایک آدمی اس میں چھلانگ لگانے کے لئے اٹھا پھر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو وہ رک گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس میں گر پڑتا تو جہنم میں داخل ہو جاتا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں جانتا ہوں تو عمران نے کہا میں نے تجھے یہی حدیث یاد دلانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، امام نسائی، امام بیہقی نے شعب میں حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا جماعت کے ساتھ رہو، امیر کی بات سنو، اس کی اطاعت کرو، (دین بچانے کے لئے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو آدمی بالشت بھر جماعت سے الگ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا مگر یہ کہ وہ لوٹ آئے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے امراء کی اطاعت کرو۔ اگر وہ تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو انہیں بھی اجر ملے گا اور تمہیں بھی ان کی اطاعت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ اگر وہ تمہیں اس بات کا حکم دیں جو میں تمہارے لئے نہیں لایا تو اس کا وبال ان پر ہو گا اور تم اس سے بری ہو گے۔ جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو کہنا اے ہمارے رب آج کوئی ظلم نہیں تو وہ ارشاد فرمائے گا آج کوئی ظلم نہیں، تم کہو گے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول بھیجا۔ ہم نے تیرے حکم سے اس کی اطاعت کی، تو نے ہم پر خلیفے بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی، تو نے ہم پر امیر بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم نے سچی بات کہی، اس کا وبال انہیں پر ہے جبکہ تم اس سے بری ہو (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33709) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33706) 3۔ معجم کبیر، جلد 18 صفحہ 150 (324)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 59 (7494) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 61 (7499)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل مطمئن ہوں گے اور ان کے لئے جلدیں نرم ہوں گی۔ پھر تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل نفرت کریں گے اور جن سے جلدیں کانپیں گی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان سے جنگ کریں؟ فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم میرے بعد ایسی چیزیں دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو تم پر فرض ہے اسے ادا کرو اور جو تمہارا حق ہے اللہ سے اس کا سوال کرو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا میرے بعد سلطان ہوگا۔ تم اسے ذلیل نہ کرنا، جس نے اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا اس نے اپنی گردن سے اسلام کے پٹے کو اتار دیا، اس کی طرف سے کوئی عمل قبول نہ ہوگا یہاں تک کہ اس رخنہ کو بند کردے جو اس نے کیا ہے اور وہ ایسا کرنے والے نہیں پھر وہ اپنے رویہ سے پلٹ آئے اور ان میں سے ہوجائے جو اس سلطان کی عزت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم تین چیزوں کے بارے میں مغلوب نہ ہوں، ہم نیکی کا حکم دیتے رہیں، برائی سے روکتے رہیں اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیتے رہیں۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو جماعت سے الگ ہوا اور امارت کو ذلیل کرنا چاہا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سلطان کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں اس کا ظل ہے (3)۔

امام ابوسعید اور امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اکابر صحابہ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے امراء کو گالیاں نہ دیں، انہیں دھوکہ نہ دیں اور نہ ہی ان کی نافرمانی کریں ہم اللہ سے ڈریں اور صبر کریں کیونکہ امر قریب ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کو نیک امیر یا برا امیر ہی درست کرسکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی نیک تو ٹھیک ہے، فاجر کس طرح اصلاح کرے گا۔ فرمایا فاجر کے ذریعے اللہ تعالیٰ امتوں کو پرامن بناتا ہے، اس کے ذریعے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے مال غنیمت لایا جاتا ہے، اس کے ذریعے حدود قائم کی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 69 (7522)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 17 (7372)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64 (7507)

WWW.NAFSEISLAM.COM

جاتی ہے، بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے اس کی حکومت میں مسلمان امن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی اجل آجاتی ہے(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ کی یہ تفسیر کی ہے کہ اگر علماء میں تنازع ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کی طرف پھیرو پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رد کا مطلب اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رد کا مطلب جب تک حضور ﷺ ظاہری زندگی میں رہے تو آپ کی طرف لوٹانا اور جب پردے میں چلے گئے تو پھر آپ ﷺ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور حضرت سدی رحمہما اللہ سے اس کی مثل قول نقل کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ ثواب اور طاقت کے اعتبار سے بہترین ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزاء کے اعتبار سے بہترین ہے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تاویل کا معنی عاقبت نقل کیا ہے(7)۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۚ﴿۶۱﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّتَوۡفِيۡقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿۶۳﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 181 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 182
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (اس کے باوجود) چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکا دے انہیں بہت دور تک۔ اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور (آؤ) رسولؐ (پاک) کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔ پس کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں مصیبت بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے پھر حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی (کہتے ہیں بخدا) نہیں قصد کیا تھا ہم نے مگر بھلائی اور باہمی مصالحت کا۔ یہ لوگ ہیں خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے (اے حبیب) چشم پوشی فرمایئے ان سے اور نصیحت کرتے رہیے انہیں اور کہیے انہیں تنہائی میں ایسی بات جو موثر ہو“۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابو برزہ اسلمی کاہن تھا۔ جن معاملات میں ان کا باہم اختلاف ہوتا وہ ان میں فیصلہ کرتا۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اس کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت توبہ سے پہلے، معتب بن قشیر، رافع بن زید اور بشیر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے۔ ان کی قوم کے مسلمانوں نے ایک جھگڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے کہا جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو کاہنوں کے پاس جانے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان میں جھگڑا تھا، ایک روایت میں ہے ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہونے کا گمان کرتا تھا۔ یہودی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلانے لگا کیونکہ اسے علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ میں رشوت نہیں لیتے۔ پھر ان دونوں کا اتفاق ہوا کہ وہ جہینہ کے ایک کاہن کے پاس جائیں گے تو یہ آیات نازل ہوئیں(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سلیمان تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرمی نے گمان کیا ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ اس مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا تھا۔ یہودی نے اسے کہا چلو اللہ کے نبی کے پاس چلیں۔ تو مسلمان کو علم ہو گیا کہ نبی مکرم اس کے خلاف فیصلہ کریں گے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ دونوں ایک کاہن کے پاس چلے گئے۔ دونوں نے اس کے سامنے فیصلہ کے لئے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

1۔ معجم کبیر جلد 11، صفحہ 343 (12045) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 183　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 184

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت ایک انصاری اور ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جن کا کسی معاملہ میں جھگڑا تھا تو انہوں نے اپنا معاملہ مدینہ میں ایک کاہن کے پاس پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں ان پر عیب لگایا۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا کہ یہودی انصاری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی دعوت دیتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فیصلہ اس کے خلاف نہیں ہوگا جبکہ انصاری ایسا کرنے سے انکار کرتا جو گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا جو تم سنتے ہو۔ اس میں اس پر عیب بھی لگایا جو یہ گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور صاحب کتاب پر بھی عیب لگایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور ان میں سے کچھ نے نفاق کیا۔ بنوقریظہ اور بنونضیر کے درمیان دور جاہلیت میں یہ طریقہ مروج تھا کہ جب بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنوقریظہ کے کسی آدمی نے قتل کیا ہوتا تو بنونضیر مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرتے۔ جب بنو قریظہ کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنونضیر نے قتل کیا ہوتا تو وہ ساٹھ وسق کھجوروں کے دیت کے طور پر دیتے۔ جب بنوقریظہ اور بنو نضیر کے لوگ مسلمان ہو گئے تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو دونوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ تو نضیری نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دور جاہلیت میں انہیں دیت دیتے تھے، آج بھی ہم انہیں دیت دیں گے۔ بنوقریظہ نے کہا نہیں بلکہ ہم نسب اور دین میں تمہارے بھائی ہیں اور ہمارے خون تمہارے خونوں جیسے ہیں لیکن تم دور جاہلیت میں ہم پر غالب رہتے تھے، اب اسلام آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شرمندہ کرنے کے لئے یہ حکم جاری فرمایا وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45) پھر نضیری کا قول ذکر کیا کہ ہم دور جاہلیت میں انہیں ساٹھ وسق دیتے تھے، ہم ان کے افراد کو قصاص میں قتل کرتے، وہ ہمارے افراد کو قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے۔ تو ارشاد فرمایا اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) تو بنوقریظہ نے بنونضیر کے آدمی کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھی کے بدلے میں اسے قتل کر دیا۔

بنونضیر اور بنوقریظہ کے آدمیوں نے باہم فخر کیا تو بنونضیر کے ایک آدمی نے کہا ہم تم سے زیادہ قریبی ہیں بنوقریظہ نے کہا ہم تم سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ مدینہ میں ابو برزہ اسلمی کے پاس داخل ہوئے جو کاہن تھا۔ بنوقریظہ اور بنونضیر کے منافق نے کہا ہمیں ابو برزہ اسلمی کے پاس لے چلو جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ انہوں نے اس کے پاس جانے کے لئے ایک دوسرے کو بلایا۔ منافقوں نے انکار کیا۔ وہ ابو برزہ کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا۔ اس نے کہا لقمہ بڑا کرو۔ وہ کہتا اعظمو الخطر۔ انہوں نے کہا تیرے لئے دس وسق ہیں۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری دیت سو وسق ہے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں بنونضیر کے حق میں فیصلہ کروں تو بنوقریظہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر بنوقریظہ کے حق میں فیصلہ کروں تو بنونضیر مجھے قتل کر دیں گے تو انہوں نے دس وسق سے زیادہ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 184 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد یہودی ہے جسے کعب بن اشرف کہتے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف آؤ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انہوں نے کہا بلکہ ہم کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ کے لئے جائیں گے تو آیت کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا آپس میں تنازع ہوا۔ منافق نے کہا ہمیں کعب بن اشرف کے پاس لے چلو۔ یہودی نے کہا ہمیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے چلو تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے دو صحابیوں کے درمیان جھگڑا تھا، ایک مومن تھا اور ایک منافق تھا۔ مومن نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس کو بشر کہتے۔ اس نے ایک یہودی سے جھگڑا کیا۔ یہودی نے اسے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے اسے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کو کہا۔ پھر دونوں نے اپنا مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منافق راضی نہ ہوا، کہا ہم اپنا مسئلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان فیصلہ فرمایا مگر یہ آپ ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منافق سے کہا کیا بات اس طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے۔ اپنی تلوار نکالی پھر باہر تشریف لائے اور منافق کی گردن اڑا دی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد انسان کی صورت میں شیطان ہے جس کے پاس وہ اپنے فیصلے لے جاتے وہ ان کے حاکم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے طواغیت کے بارے میں پوچھا جن کے پاس لوگ فیصلے لے جاتے فرمایا جہینہ میں ایک بنو اسلم میں ایک، ہلال میں ایک اور ہر قبیلہ میں ایک آدمی ہوتا۔ یہ کاہن تھے جن کے پاس شیطان آتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نے منافق کو رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 185 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 186

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری کے لئے کہا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمائیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے صدود کا معنی اعراض کرنا کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب انہیں ان کی ذاتوں کے بارے میں مصیبت پہنچے اس نے قرآن میں موجود امر کی وضاحت کی یہ قرآن حکیم کی وعید میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جو ان کے ہاتھوں نے اپنی ذاتوں کے بارے میں آگے بھیجا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مُّصِيْبَةٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مُّصِيْبَةٌ سے مراد وہ سزا ہے جو ان کے نفاق اور اللہ تعالیٰ کا حکم ناپسند کرنے کی وجہ سے ملی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی اس بات کی وجہ سے ان سے اعراض کریں اور ان سے ان کے بارے میں اچھی بات کریں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں پر رسولوں کی اطاعت واجب ہے، کوئی بھی کسی رسول کی اطاعت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اطاعت کرتا ہے (2)۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنا معاملہ کعب بن اشرف کے پاس پیش کیا تھا (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ استغفار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کلام میں اور ایک عمل میں کلام میں استغفار اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ جہاں تک عمل کے ساتھ استغفار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 33) یہاں یہی مراد ہے، وہ ایسا عمل کریں جو مغفرت طلب کرنے والا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 186 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 188 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 89-188

WWW.NAFSEISLAM.COM

جبکہ تو جانتا ہے کہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے تو زبان سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہے ہوں گے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں گے اور ان ملتوں سے بھی جو مسلمان نہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

''پس (اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کر لیں دل و جان سے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کا ایک بدری صحابی سے چشمہ کے پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا اور ہم نے اپنا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اس پانی سے دونوں اپنی کھجوروں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا سیلابی پانی کو گزرنے دے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے زبیر اپنی کھجوروں کو سیراب کر پھر اسے اپنے پڑوسی کی طرف جانے دے۔ انصاری غصے ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فیصلہ اس لئے ہے کہ زبیر آپ کا پھوپھی زاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زبیر اپنی کھجوریں سیراب کر پھر پانی روک لے یہاں تک کہ پانی باغ کی دیواروں تک جا پہنچے پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی جبکہ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر پر اپنی رائے پیش کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر اور انصاری کے لئے سہولت کا ارادہ کیا جب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ دلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح انداز میں حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی۔ حضرت زبیر نے کہا میرا خیال ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام حمیدی نے اپنی مسند، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زبیر اور ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا قصہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کیا۔ آدمی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کے حق میں اس لئے فیصلہ کیا کیونکہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے پانی کے بارے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 33 (15) دارالکتب العلمیہ بیروت 1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 190، داراحیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں جھگڑا کیا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے اوپر والا اور پھر نیچے والا سیراب کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور ایک مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کعب بن اشرف کے سامنے جھگڑا پیش کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے مگر انہوں نے کہا وہ کاہن کے پاس اپنا معاملہ لے کر گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اپنا جھگڑا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تم دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آدمی نے کہا اے ابن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے تو اس نے کہا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں آپ کے پاس بھیج دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے پوچھا کیا بات اسی طرح ہوئی ہے؟ تو اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے پاس آتا ہوں اور تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لئے ان کی طرف آئے تو جس سے یہ کہا تھا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اس پر تلوار سے وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بھاگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اگر میں ان سے بھاگ نہ جاتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا گمان یہ نہیں تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ دو مومنوں کو قتل کرنے کی جرأت کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس آدمی کا خون رائیگاں چلا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے بری ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس طریقہ کو ناپسند کیا تو بعد والی آیات نازل ہوئی۔

امام حافظ دحیم اپنی تفسیر میں حضرت عتبہ بن ضمرہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جھگڑا پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حق دار کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا میں راضی نہیں۔ ساتھی نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے کہا میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ دونوں آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے وہی فیصلہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا ہے۔ تو اس نے یہ بھی ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ آپ باہر تشریف لائے جبکہ تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ تو جس نے پہلے فیصلہ ماننے سے انکار کیا تھا اس کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 191 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک مومن کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان کے درمیان فیصلہ کرنا زیب نہیں دیتا جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے۔ تلوار حمائل کی اور باہر نکلے اور منافق کو قتل کیا پھر فرمایا جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ جبریل امین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل میں فرق کیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام فاروق ہو گیا(1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ کے بارے میں بتائیے فرمایا شَجَرَ کا معنی اَشْكَلَ ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر کا شعر نہیں سنا، وہ کہتا ہے۔

مَتٰى تَشْتَجِرْ قَوْمٌ تَقِلَّ سُرَاتُهُمْ　هُمْ بيننا فَهُمْ رِضًا وَهُمْ عَدْلٌ

جب قوم میں باہم جھگڑا کھڑا ہو جائے تو سردار کم پڑ جاتے ہیں، وہ ہمارے درمیان جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں، وہی راضی کرنے والے اور وہی عدل کرنے والے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرجا کا معنی شک نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حرجا کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو جس آدمی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا جو انصاری تھا، کہا میں نے فیصلہ تسلیم کیا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے انصاری سے غسل جنابت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتاؤ اگر میں مان لوں جو تم کہتے ہو، حکم اسی طرح ہے جس طرح تم کہتے ہو اس کے باوجود میں غسل کروں؟ تو انصاری نے اس سے کہا اللہ کی قسم نہیں یہاں تک کہ تیرے سینے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بارے میں کوئی تنگی نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 59، دار صادر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

''اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو یا نکل جاؤ اپنے اپنے گھروں سے تو نہ بجالاتے اس کو مگر چند آدمی ان میں سے اور اگر وہ کرتے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہوتا بہتر ان کے لئے اور (اس طرح) سختی سے (اللہ کے احکام پر) ثابت قدم ہو جاتے تو اس وقت ہم بھی عطا فرماتے انہیں اپنے پاس سے اجر عظیم اور ضرور پہنچاتے انہیں سیدھے راستہ تک''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عربوں کو اس طرح حکم دیا جاتا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو خنجروں سے قتل کریں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی اسی کے بارے میں وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی نے آپس میں باہم فخر کیا۔ یہودی نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا کہ اپنے آپ کو مارو تو ہم نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ ثابت نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے آپ کو قتل کرنا فرض کرتا تو ہم بھی اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن اسحاق سبیعی نے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے کہا اگر ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تو ہم ایسا کرتے تاہم الحمد للہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے (3)۔

امام ابن منذر نے اسرائیل کے واسطہ سے ابواسحاق سے وہ زید بن حسن سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ انصار کے کچھ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر یہ فرض کر دیتا تو ہم اسے قبول کر لیتے۔ الحمد للہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑھ کر مضبوط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ صحابہ نے کہا اگر ہمارا رب ایسا کرتا تو...... یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا ایمان والوں کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ یہ عمل فرض کر دیتا تو یہ بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ام عبد کا بیٹا ان میں سے ہوتا۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں شمار ہوتے جو حکم نازل ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں سے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تَثْبِيْتًا کا معنی تصدیق کیا ہے (1)۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾

”اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ یہ (محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا“۔

امام طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے حلیہ، ضیاء مقدسی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جبکہ ضیاء مقدسی نے اسے صحیح قرار دیا کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، میں گھر میں ہوتا ہوں، آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں تو میں اس وقت تک صبر نہیں کر سکتا جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں۔ جب میں اپنی موت اور آپ ﷺ کے وصال کو یاد کرتا ہوں تو میں جان لیتا ہوں کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے۔ جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے (2)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 193 2۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 296 (480)، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب میں آپ کا ذکر کرتا ہوں اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہولوں اور آپ کو دیکھ نہ لوں میں گمان کرتا ہوں کہ میری روح نکل جائے گی میں یہ بھی یاد کرتا ہوں اگر میں جنت میں داخل ہو بھی جاؤں تو میں جنت میں آپ سے کم مرتبہ پر فائز ہوں گا۔ یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ درجہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے میری جان، میری اولاد، میرے اہل اور میرے مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں اور آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں تو میں مر جاؤں پھر انصاری رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو کیوں روتا ہے؟ عرض کی میں نے یہ ذکر کیا کہ آپ ﷺ وصال فرما جائیں گے اور ہم بھی مر جائیں گے۔ آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں چلے جائیں گے۔ جب ہم جنت میں داخل ہوں گے تو مرتبہ میں آپ ﷺ سے کم ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کچھ خبر نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ پر یہ حکم نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ سخت پریشان تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فلاں کیا وجہ ہے میں تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کی اے اللہ کے نبی ایک چیز کے بارے میں، میں نے سوچ و بچار کی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، ہم آپ کی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، کل آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے اور ہم آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو جبرئیل امین یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور خوش خبری دی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم دنیا میں آپ ﷺ سے جدا ہوں، اگر آپ ﷺ ہم سے پہلے اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ ﷺ ہم سے مرتبہ میں بہت بلند ہوں گے اور ہم آپ کو دیکھ نہ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اے اللہ کے نبی دنیا میں تو ہم آپ ﷺ کی زیارت کر سکتے ہیں جبکہ قیامت کے روز ہم آپ ﷺ کی زیارت نہ کریں گے کیونکہ آپ ﷺ جنت میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جنت میں تو میرے ساتھ ہوگا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 86 (12559)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1307، دار الصمیعی الریاض
3 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 195
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ کچھ لوگوں نے یہ کہا یہ اللہ کے نبی ہیں ہم دنیا میں آپ کی زیارت کرتے ہیں۔ جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو آپ ﷺ اپنی فضیلت کی وجہ سے بہت بلند مرتبہ ہوں گے، ہم آپ کی زیارت نہ کر سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصاری صحابہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں داخل فرمائے گا تو آپ ﷺ جنت کے بلند درجات میں ہوں گے جبکہ ہم آپ ﷺ کے مشتاق ہیں تو ہم کیا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے کہا ہمیں علم ہے کہ حضور ﷺ کو جنت کے درجات میں ان پر فضیلت ہوگی جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ جب وہ جنت میں جمع ہو جائیں گے تو کیسے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات میں مقیم اپنے سے نچلے درجہ میں رہنے والے لوگوں کی طرف اتریں گے اور ان کے باغوں میں جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعام کئے ان کا ذکر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء کریں گے (3)۔

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس رات گزارتا تھا۔ میں آپ ﷺ کے لئے پانی لاتا اور خدمت کرتا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا مانگ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ کی سنگت مانگتا ہوں۔ فرمایا کیا کچھ اور بھی۔ میں نے عرض کی بس وہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو (4)۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، میں پانچوں نمازیں ادا کرتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ان اعمال پر فوت ہوا تو وہ قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اس طرح ہوں گے۔ آپ نے دو انگلیاں کھڑی کیں جبکہ وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فی سبیل اللہ ہزار آیات پڑھیں تو قیامت کے روز اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا یہ کتنے اچھے رفیق ہیں ان شاء اللہ (5)۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 196 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 173 (226) 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2443)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو نبی بھی مریض ہوتا اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا۔ حضور ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔ آپ کو گلے کی تکلیف ہوئی (جس میں حلق خشک اور آواز میں سختی آجاتی ہے) تو میں نے حضور ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے مقداد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے بارے میں فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میرے بعد ان کے لئے صدیقین ہوں گے۔ فرمایا۔ تمہاری صدیقین سے کیا مراد ہے میں نے عرض کی ہماری وہ اولادیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئیں فرمایا نہیں صدیقین سے مراد وہ ہیں جنہوں نے تصدیق کی (2)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَ
اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ
لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَ لَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ
تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾
فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَ مَنْ
يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَ مَا
لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ
الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ
وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ
الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾

”اے ایمان والو! ہوشیار رہو پھر (وقت آجائے تو) نکلو ٹولیاں بن کر یا نکلو سب مل کر۔ اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ کہے احسان فرمایا ہے اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا ان کے ہمراہ (جنگ میں) حاضر۔ اور اگر ملے تمہیں فضل (فتح اور مال غنیمت) اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہے جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا ان کے ہمراہ تو حاصل

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 294 (1620) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 194

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرتا بڑی کامیابی۔ پس چاہیے کہ لڑا کریں اللہ کی راہ میں (صرف) وہ لوگ جنہوں نے بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ میں پھر (خواہ) مارا جائے یا غالب آئے تو (دونوں حالتوں میں) ہم دیں گے اسے اجر عظیم۔ اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو (ظلم سے تنگ آکر) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جس کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔ جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو (اے ایمان والو!) لڑو شیطان کے حامیوں سے، بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اپنا اسلحہ لو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے الگ الگ چھوٹے لشکروں کی صورت میں نکلو اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا یا سب اکٹھے نکلو۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا دس یا زائد افراد کی صورت میں۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عمرو بن کلثوم تغلی کا شعر نہیں سنا۔

فَلَمَّا يَوْمَ خَشِيْنَا عَلَيْهِمْ فَتُصْبِحُ خَيْلُنَا عُصَبًا ثُبَاتًا

ان کے خلاف ہماری جنگ کے دن ہمارے گھوڑے دس دس کی ٹولیوں میں نکلتے ہیں۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے جماعتوں اور فرقوں کی صورت میں نکلو یا سب نکلو کہا اس حکم کو (وما کان المومنون لینفروا کافۃ (الانعام: 141) نے منسوخ کر دیا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ثبات کا معنی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے چھوٹی جماعتیں نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی جماعت نقل کیا ہے یا حضور ﷺ کی معیت میں سب نکلو(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ کا نبی جہاد پر روانہ ہو تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ گھر میں بیٹھا رہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 47، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

لَيُبَطِّئَنَّ...... فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا منافق کے بارے میں ہے(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ منافقوں کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں نازل ہوئی۔ معنی یہ ہے تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے بیٹھ رہتے ہیں۔ اگر تمہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف یا زندگی میں مشقت پہنچتی ہے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے میں ان کے ساتھ حاضر نہیں تھا۔ اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی ویسی ہی تکلیف پہنچتی جیسی انہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح، غنیمت اور رزق میں وسعت نصیب ہوتی ہے تو منافق بیٹھ رہنے پر ندامت کا اظہار کرتا ہے، گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی محبت کا رشتہ موجود نہیں تو وہ کہتا ہے ہائے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا اور غنیمت سے وافر حصہ پاتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے سے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہ دشمن مسلمانوں کے کچھ افراد کو قتل کر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں ان کے پاس نہیں تھا۔ یہ دشمن کی تکلیف پر خوش ہونے والے کی بات ہے۔ اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فضل نصیب ہو یعنی مسلمان دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ غنیمت حاصل کریں تو وہ یہ بات کرتے ہیں جو حاسد کی بات ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بیچ دیتے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مشرکوں سے جنگ کریں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے قتل ہو جائے اور وہ مشرکوں پر غالب آ جائے تو ہم اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے یعنی جنت میں وافر حصہ عطا فرمائیں گے گویا مسلمانوں میں سے کوئی قاتل ہو یا مقتول ہو جب مشرکوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو وہ اجر میں شریک ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ کمزوروں کی راہ میں کیوں جہاد نہیں کرتے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد وہ مسلمان تھے جو مکہ مکرمہ میں تھے اور ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے(5)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور میری والدہ بے بس لوگوں میں سے تھے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 198، 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 99-198 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 199

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 6۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 660

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں موجود کمزور مومنوں کی طرف سے جنگ کریں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے هٰذِهِ الْقَرْيَةِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے نصیر کا معنی "حجت ثابت" نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے طاغوت کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے نہ ڈرو بلکہ اس پر حملہ کر دو کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہے۔ مجاہد نے کہا شیطان نماز میں مجھے دکھائی دیتا۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یاد کرتا تو اس پر حملہ کر دیتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾

"کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں جب کہا گیا کہ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ (ان باتوں کو تو مان لیا) پھر جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تب ایک گروہ ان میں سے ڈرنے لگ گیا لوگوں سے جیسے ڈرا جاتا ہے خدا سے یا اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! کیوں فرض کر دیا تو نے ہم پر جہاد (اور) کیوں نہ مہلت دی تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک۔ (اے ترجمان حقیقت انہیں) کہو دنیا کا سامان بہت قلیل ہے اور آخرت زیادہ بہتر ہے اس کے لئے جو تقویٰ اختیار کیے ہے اور نہیں ظلم کیا جائے گا تم پر کھجور کی گٹھلی کے ریشہ کے برابر"۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم جب مشرک تھے تو عزت والے اور غالب تھے۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 200

ہم ایمان لائے تو ہم ذلیل ہو گئے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم ہے تم قوم سے جنگ نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پہنچا دیا تو جہاد کا حکم دیا تو وہ جہاد کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو وہ جنگ کی طرف جلدی کرتے۔ نبی کریم ﷺ سے عرض کی ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم کدالیں بنا لیتے ہیں جن کے ساتھ ہم مشرکوں سے جنگ کریں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ فرمایا مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ جب ہجرت ہو چکی تو صحابہ کو جہاد کا حکم دیا گیا تو قوم نے اسے ناپسند کیا اور وہ کچھ کیا جو تم سنتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ قوم تھی جو مسلمان ہو چکی تھی اور ابھی ان پر جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا ان پر ابھی نماز اور روزے کا حکم تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ ان پر جہاد فرض کیا جائے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ ...... وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّیۡطٰنَ اِلَّا قَلِیۡلًا یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان جیسا فعل کرنے سے منع کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اجل قریب کا معنی موت نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت کی فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو اس دنیا کا ساتھی بنا۔ دنیا ابتداء سے آخر تک اس آدمی کی طرح ہے جو سویا تو اس نے خواب میں کچھ پسندیدہ چیزیں دیکھیں پھر بیدار ہوا تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دنیا قلیل ہے۔ قلیل کا بھی اکثر حصہ گزر چکا ہے اور قلیل میں سے قلیل باقی رہ گیا ہے۔

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 203 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 204 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝۷۸

''جہاں کہیں تم ہو گے آلے گی تمہیں موت اگر چہ (پناہ گزیں) ہو تم مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی تکلیف تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے۔ (اے میرے رسول) آپ فرمایئے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ تو کیا ہو گیا ہے اس قوم کو بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔ جو پہنچے آپ کو بھلائی سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے آپ کو تکلیف سو وہ آپ کی طرف سے ہے اور بھیجا ہے ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کا) گواہ''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے زمین میں جہاں کہیں بھی ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ کا معنی ایسے محل جو قلعوں میں ہوں کیا ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس کا معنی (ایسے محل جن پر پلستر کیا گیا ہو) کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی (ایسے سفید محل جو آسمان دنیا میں بنا گئے ہیں) نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ایسے محل جو آسمانوں میں ہیں نقل کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں سفیان سے نقل کیا ہے کہ وہ دیکھیں گے کہ یہ محل آسمان میں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک عورت تھی اس کا ایک خادم تھا اس عورت کے ہاں ولادت ہوئی۔ اس نے خادم سے کہا جاؤ میرے لئے آگ لے آؤ۔ خادم گیا، کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر دو آدمی کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس عورت نے کیا جنا ہے۔ دوسرے نے کہا اس نے بچی جنی ہے۔ ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا یہ بچی اس وقت تک نہیں مرے گی یہاں تک کہ سو مردوں سے بدکاری کرے گی اور پھر خادم سے شادی کرے گی اور اس کی موت مکڑی سے ہو گی۔ خادم نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور ان دونوں باتوں کو جھوٹا ثابت کروں گا۔ اس کے ہاتھ میں جو تھا اسے پھینک دیا اور چھری لے لی، اسے خوب تیز کیا اور کہا کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اس بچی سے اس وقت شادی کروں گا جب وہ سو مردوں سے بدکاری کر چکی ہو گی۔ چھری اس کے سینے میں گھونپ دی پھر چھری پھینک دی اور خیال کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ بچی چیخی اس کی ماں اٹھی، اس کے پیٹ کو دیکھا جو پھٹ چکا تھا۔ اس نے اس کے پیٹ کو سیا اس کی دوائی کی یہاں تک کہ بچی صحت یاب ہو گئی۔

خادم جدھر منہ آیا ادھر چلا گیا۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا۔ غلام نے مال کمایا اور ارادہ کیا کہ اپنا علاقہ دیکھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 206 3۔ ایضاً

یہ معلوم کرے کہ کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے؟ وہ آیا یہاں تک کہ ایک بوڑھی کے پاس آ کر ٹھہرا۔ اس نے بوڑھی سے کہا شہر میں جو سب سے زیادہ خوبصورت عورت ہے اس کا خواہش مند ہوں۔ اس سے اپنی خواہش پوری کروں گا اور اسے مال عطا کروں گا۔ وہ بوڑھی اسی عورت کے پاس گئی۔ یہ عورت شہر میں سب سے خوبصورت عورت تھی۔ بوڑھی نے اسے اس مرد کے لئے دعوت دی اور کہا تو اس سے بہت زیادہ مال پائے گی۔ عورت نے انکار کر دیا اور کہا زمانہ گزشتہ میں مجھ سے یہ فعل ہوتا رہا ہے مگر آج مجھے مناسب لگا کہ میں یہ کام نہ کروں۔ وہ بوڑھی اس آدمی کی طرف لوٹی اور سب واقعہ بتایا۔ تو مرد نے کہا جا کر میری طرف سے اسے پیغام نکاح دو۔ اس نے پیغام نکاح دیا۔ اس سے شادی کر لی۔ مرد اس عورت سے شادی کر کے بہت خوش ہوا۔ جب مرد اس عورت سے مانوس ہو گیا تو اپنا واقعہ سنایا تو عورت نے کہا اگر تو سچا ہے تو میری ماں نے تیرا واقعہ سنایا تھا میں وہی عورت ہوں۔ مرد نے کہا تو وہی ہے؟ عورت نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ مرد نے کہا اگر تو وہی ہے تو تجھ میں ایک نشانی ہے جو چھپ نہیں سکتی۔ مرد نے اس کے پیٹ سے پردہ ہٹایا تو اس کے پیٹ پر چھری کا نشان تھا۔ تو مرد نے کہا اللہ کی قسم ان دو آدمیوں نے مجھ سے سچ کہا تھا۔ اللہ کی قسم تو نے سو مردوں سے بدکاری بھی کی ہوگی اور میں وہی خادم ہوں۔ میں نے تجھ سے شادی کی اور تیری بات بھی ضرور پوری ہوگی اور تیری موت ضرور مکڑی سے ہوگی۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم مجھ سے یہ فعل صادر ہوتا رہا لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ سو تھے، اس سے کم تھے یا زیادہ۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم نہ ایک کم ہوگا اور نہ ایک زیادہ ہوگا پھر وہ بستی کی ایک طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے مکڑی کے ڈر سے گھر بنایا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو وہ دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہے کہ چھت میں ایک مکڑی ہے جبکہ وہ عورت اس کے ساتھ تھی۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم میں گھر کی چھت میں ایک مکڑی دیکھتا ہوں۔ عورت نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ یہ مجھے قتل کر دے گی۔ اللہ کی قسم اس کے قتل کرنے سے پہلے میں اسے قتل کروں گی۔ آدمی اٹھا کوشش کی اور اس مکڑی کو نیچے پھینک دیا۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم میرے سوا اسے کوئی نہیں مارے گا۔ اس نے اپنی انگلی اس پر رکھ دی اور اسے کچل دیا زہر اڑا یہاں تک کہ ناخن اور گوشت کے درمیان جا لگا۔ اس کا پاؤں سیاہ ہو گا اور وہ عورت مر گئی۔ جب اللہ تعالیٰ کا نبی مبعوث ہوا تو اس پر یہ حکم نازل ہوا (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کا سَیِّئَۃٌ کا معنی مصیبت ہے یعنی تمام نعمتیں اور مصائب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا کہ هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ کا قول وہ خوش حالی اور تنگ دستی کے بارے میں کرتے ہیں نیکیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے اور برائیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ تیری وجہ سے ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک فتح اور شکست کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207 3۔ ایضاً

روایت نقل کی ہے کہ حَسَنَةٌ اور سَيِّئَةٌ اللہ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک حسنہ کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر انعام ہے اور سیۂ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش میں ڈالا ہے اور مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ سے مراد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں جو فتح عطا کی اور مال غنیمت حاصل ہوا اور سَيِّئَةٌ سے مراد غزوۂ احد میں جو مصیبت لاحق ہوئی یعنی چہرہ مبارک زخمی ہوا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ تم جو تقدیر کو جاننا چاہتے ہو تو تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو سورۂ نساء میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے عطیہ عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں سَيِّئَةٌ سے مراد غزوۂ احد کی مصیبت ہے۔ ارشاد فرمایا جو تمہیں شکست ہوئی وہ تمہارے گناہ کا نتیجہ ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تمہیں اپنے گناہوں کی سزا پہنچتی ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو لکڑی کی خراش، قدم کی لڑکھڑاہٹ اور رگ کے پھڑکنے کی تکلیف نہیں ہوتی مگر اس کے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جو معاف فرماتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تیرے گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے۔ جس طرح احد والوں کے بارے میں کہا (اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا (التوبۃ: 122) کہ تمہیں یہ مصیبت تمہارے گناہوں کی وجہ سے پہنچی (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں قرأت کرتے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وانا کتبتھا علیك۔ مجاہد نے کہا ابی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اسی طرح ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴿۸۰﴾

"جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا پاسبان بنا کر"۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 08-207
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 208
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209

امام ابن منذر اور خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم صحابہ کی ایک جماعت میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت آپ کی اطاعت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت یہ ہے کہ تم اپنے ائمہ کی اطاعت کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا حرف، حرف کیا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ معاملہ حضور ﷺ کی طرف سپرد کیا گیا آپ ﷺ صرف بھلائی کا ہی حکم دیتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابتداء میں یہی حکم تھا فرمایا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ پھر اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ کفار کے ساتھ جہاد کیا جائے اور ان پر سختی کی جائے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں (1)۔

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

"اور کہتے ہیں ہم نے حکم مان لیا اور جب باہر نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو رات بھر مشورہ کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے اس کے برعکس جو آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ لکھ رہا ہے جو وہ راتوں کو سوچا کرتے ہیں۔ پس رخ (انور) موڑ لیجئے ان سے اور بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ کہتے ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ کہنے کا مقصد اپنی جانوں اور اموال کی حفاظت تھی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے جاتے تو جو بات انہوں نے آپ ﷺ سے کی ہوتی اس کے برعکس کرتے اللہ تعالیٰ نے ان پر عیب لگایا اور فرمایا جو آپ کہتے ہیں اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافق جب حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور حضور ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس وقت وہ اطاعت (تسلیم کرتے ہیں) کہتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک جماعت اس امر میں تبدیلی کر دیتی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا ہوتا ہے جو کچھ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 210 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے لکھ لیتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمان میں تبدیلی کر دیتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان میں وہ تبدیلی کر دیتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کیے ہوئے وعدہ میں تبدیلی کی (5)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عثمان بن عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جو فرماتے اس میں تبدیلی کر دیتے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں؟ اور (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے قول نقل کیا ہے کہ کیا وہ قرآن حکیم میں نظر وفکر نہیں کرتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اختلاف نہیں ہوتا، اللہ کا فرمان حق ہے اس میں کوئی چیز باطل نہیں۔ لوگوں کا قول مختلف ہوتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن منکدر کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اختلاف لوگوں کے دلوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم کا بعض بعض کو نہیں جھٹلاتا اور نہ ہی اس کا ایک حصہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ لوگ جو اس کے حکم سے ناواقف ہوتے ہیں وہ ان کی عقلوں کی کوتاہی اور ان کی جہالت ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔ مومن پر یہ فرض ہے کہ وہ یہ کہے سب اللہ کی طرف سے ہے، وہ متشابہ آیات پر ایمان لائے بعض آیات کو بعض آیات سے نہ ٹکرائے جب کسی امر سے آگاہ نہ ہو اور اسے نہ جانتا ہو تو وہ کہے اللہ تعالیٰ کا ہر فرمان حق ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 212 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 213 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہ پہچان لے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ارشادنہیں فرمایا جس میں کوئی نقص ہو، اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی حقیقت پر ایمان لائے (1)۔

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۸۳

"اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو چرچا کرنے لگتے ہیں اس کا اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور بااقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور (نہ ہوتی) اس کی رحمت تو ضرور تم اتباع کرنے لگتے شیطان کا سوائے چند آدمیوں کے"۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی ازواج سے گوشہ نشینی اختیار کی تو میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ کنکریاں زمین پر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی میں اس امر کا استنباط کرنے والا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَذَاعُوْا بِهٖ کا معنی ہے اسے عام کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس لے جاتے ہیں۔ اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحب امر لوگوں کے پاس لے جاتے تو وہ اسے جان لیتے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے یہ حکم اخبار کے بارے میں ہے۔ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر جنگ کے لئے جاتا تو لوگ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگتے کہتے مسلمانوں نے اتنے دشمنوں کو مار ڈالا اور دشمنوں نے فلاں فلاں مسلمان کو مار ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیے بغیر ہی وہ لوگوں میں بات عام کر دیتے۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اذا عوا بہ) کا معنی ہے وہ اس کا اعلان کر دیتے اور افشاء کر دیتے وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف معاملہ لوٹاتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی خبر دیتے یا دین میں سمجھ رکھنے والے اور صاحب عقل لوگوں کو بتاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 213 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 214

WWW.NAFSEISLAM.COM

پاس ایسی خبر ہوتی کہ وہ دشمن سے امن میں ہیں یا انہیں دشمن سے خوف لاحق ہے تو وہ اس بات کو پھیلا دیتے یہاں تک کہ ان کی بات دشمنوں تک جا پہنچتی۔ اگر وہ خاموش رہتے اور معاملہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دیتے یا اپنے امیر کی طرف پھیر دیتے یہاں تک کہ وہ گفتگو کرتا تو صاحب علم لوگ خبر کی حقیقت کو جان لیتے کیونکہ وہ خبر کو پرکھ لیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو معاذ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَذَاعُوْا بِهٖ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اسے عام کر دیتے ہیں کہا جنہوں نے خبر کو پھیلایا وہ یا تو منافق تھے یا دوسرے کمزور مسلمان تھے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اُولِی الْاَمْرِ کا معنی علماء کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد لشکروں کے امیر ہیں جو آنے والی خبر میں سوچ و بچار کرتے ہیں کہ کیا یہ سچی ہے یا جھوٹی ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس خبر میں تتبع اور تجسس کرتے ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور تجسس کرتے ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ سمجھ جاتے ہیں کہ بات کیا تھی اور تم نے کیا سنی (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر اس کی چھان بین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز انہیں پریشان کرتی ہے مگر تھوڑے لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں (7)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کی اتباع کرتے اور حقیقت حال کو جاننے والے تھوڑے ہوتے (8)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ پر کلام ختم ہو جاتی ہے اور اِلَّا قَلِيْلًا اس کا تعلق کلام کے آغاز کے ساتھ ہے جو منافقین کے بارے میں آگاہ کرتی ہے۔ اس صورت میں قلیل سے مراد مومن ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ کلام یوں ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 215
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 216
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17-216
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 217
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 218

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَذَاعُوۡا بِهٖ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ لَمۡ يَنۡجُ قَلِيۡلٌ وَّلَا كَثِيۡرٌ۔ وہ سب اس خبر کو پھیلا دیتے ہیں مگر تھوڑے، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو نہ قلیل اور نہ ہی کثیر نجات پاتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں، وہ اپنے نفوس سے شیطان کے امور کی باتیں کرتے مگر ایک طائفہ ایسا نہ کرتا (2)۔

فَقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفۡسَكَ‌ وَحَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّكُفَّ بَاۡسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا‌ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّاَشَدُّ تَنۡكِيۡلًا ﴿۸۴﴾

"تو (اے محبوب) جہاد کرو اللہ کی راہ میں نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو (جہاد پر)، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ روک دے زور ان لوگوں کا جو کفر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے نیز وہ سزا دینے میں بہت سخت ہے"۔

امام ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا، اگر وہ نہ مانیں تو عربوں کی طرف، اگر وہ نہ مانیں تو قریش کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو بنو ہاشم کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو صرف اپنی ذات کی طرف۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک آدمی مشرکوں پر حملہ کرتا ہے کیا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے؟ جواب دیا نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا اور فرمایا لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفۡسَكَ اس کا تعلق نفقہ سے ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا میرے رب نے مجھے جہاد کا حکم دیا ہے اب جہاد کرو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ کا معنی ہے مومنوں کو نصیحت کریں۔

امام ابن منذر نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے فرمایا خبردار کیا کوئی جنت کی تیاری کرنے والا ہے کیونکہ جنت ایسی چیز ہے اس جیسی کوئی ذیشان چیز نہیں، کعبہ کے رب کی قسم یہ چمکتا نور ہے، جھومتا ریحانہ ہے، مضبوط محل ہے، بہتی نہر ہے، کثیر پکے ہوئے پھل ہیں، حسین و جمیل بیوی ہے، کثیر حلے ہیں، ایسے مقام میں ہے جو ہمیشہ رہے گا، خیر، ترو تازگی اور نعمت میں ہے، ایسے گھر میں ہے جو بلند محفوظ اور خوبصورت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حاضر ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ کہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا ذکر کیا اور اس پر برانگیختہ کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 218 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم اور ابن عبد البر تمہید میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انہیں یوں پڑھتے ہوئے سنا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ من بَاْسِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سفیان نے کہا یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ من بَاْس الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَاْسًا اور تَنْكِيْلًا کا معنی سزا کیا ہے (1)۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

"جو کرے گا سفارش اچھی ہوگا اس کا حصہ اس میں سے اور جو کرے گا سفارش بری تو ہوگا اس کے لئے بوجھ اس سے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَفَاعَةً حَسَنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی شفاعت کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھے امر کی سفارش کرتا ہے۔ اس کا اجر اس پر ہوگا اگرچہ اس کی سفارش قبول نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی اور کہا يَّشْفَعْ کے الفاظ ذکر نہیں کیے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھی سفارش کرتا ہے اس کے لئے اس وقت تک اجر لکھا جاتا رہتا ہے جب تک اس سفارش کی منفعت جاری رہتی ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصیب کا معنی حصہ ہے اور کفل سے مراد گناہ ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی اور حضرت ربیع رحمہما اللہ سے کفل کا معنی حصہ نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفل اور نصیب کا معنی ایک ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔ (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُّقِيْتًا کا معنی ہے حفاظت کرنے والا (8)۔

ابوبکر بن انباری نے الوقف والابتداء میں، طبرانی نے کبیر میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 220 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 221 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے مُقِيتًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قادر ومقتدر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے احیحہ بن انصاری کا قول نہیں سنا۔

وَذِیْ ضِغْنٍ كَفَفْتُ النَّفْسَ عَنْهُ   وَكُنْتُ عَلٰى مَسَاءَتِهٖ مُقِيْتًا

کتنے ہی کینہ پرور ہیں جن سے میں نے نفس کو روکے رکھا جبکہ میں اسے تکلیف پہنچانے پر قادر تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم عیسی بن یونس کے واسطہ سے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی شہید (گواہ)، حسیب (حساب لینے والا) اور حفیظ (نگہبان) کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی قادر نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی قدیر نقل کیا ہے(2) ابن زید سے بھی اسی کی مثل منقول ہے(3)۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک سے مقیت کا معنی رازق نقل کیا ہے۔

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾

”اور جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظ دعا سے تو سلام دو تم ایسے لفظ سے جو بہتر ہو اس سے یا (کم از کم) دوہرا دو وہی لفظ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ، نہیں کوئی معبود بغیر اس کے وہ ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن نہیں ذرا شک اس (کے آنے) میں اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کہنے میں“۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ السلام علیک۔ حضور ﷺ نے جواب دیا وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر دوسرا آیا اس نے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک۔ اس آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان فلاں فلاں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو مجھ سے زیادہ کلمات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 222 دار احیاء التراث بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً

کے ساتھ جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی فرمایا ہم نے انہیں کلمات کو تجھ پر لوٹا دیا (1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا عرض کی سلام علیکم۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ دوسرا آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا بیس نیکیاں۔ ایک اور آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا تیس نیکیاں (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام عرض کیا عرض کی السلام علیکم۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں تیس نیکیاں لکھ دیتا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص السلام علیکم کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، اگر وہ السلام علیکم رحمۃ اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے (4)۔

امام احمد، دارمی، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم۔ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس۔ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب ارشاد فرمایا پھر وہ بیٹھ گیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیس۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو فرمایا تیس (5)۔

امام ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے پھر ایک اور آدمی آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا چالیس۔ فرمایا فضائل اسی طرح ہوتے ہیں (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کہے تو تو کہے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ یا تو یوں کہے السلام علیک جس طرح اس نے تجھے کہا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ طریقہ مسلمانوں کے بارے میں ہے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 225 دار احیاء التراث بیروت
2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 473، قاہرہ
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 454 (8874)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55-454 (8875)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 453 (8870)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 455 (8876)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 224
8۔ ایضاً

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کو سلام کرے تو جس طرح اسے سلام کیا گیا اسی طرح جواب دے مثلاً سلام کرنے والا کہتا ہے السلام علیکم تو دوسرا اللہ کا بندہ کہے السلام علیکم (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اسے سلام کیا کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا کیونکہ السلام تو برکاتہ پر ختم ہو جاتا ہے (2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت سالم رحمہ اللہ سے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی سلام کرتا تو جواب میں کلمات زائد کہتے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم آپ نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت مبارک بن فضالہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تجھے کوئی مسلمان سلام کرے اور کہے السلام علیک تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اگر تو اسے السلام علیک ورحمۃ اللہ نہیں کہتا تو جو اس نے کلمات کہے تھے وہی کہہ دو یعنی السلام علیکم مگر صرف وعلیک نہ کہو (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت یونس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے بہتر اور اہل کتاب جیسا جواب دو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ سب احکام مسلمانوں کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی تجھے سلام کرے تو اسے جواب دو وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر فرعون مجھے یہ کہتا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ تو میں بھی کہتا وَفِيْكَ بَارَكَ اللّٰهُ۔(5)

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام کرنا نفل ہے اور جواب دینا فرض ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا اسے باہم پھیلایا۔ جب کوئی آدمی قوم کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے تو وہ اسے جواب دیں۔ تاہم سلام کرنے والے کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9095) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 511 (9096)
3۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 498 (1020)، قاہرہ
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9094)
5۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 568 (1118)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 514 (1044)

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے انہیں سلام یاد دلایا اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے وہ جواب دے گا جو ان سے بہتر اور افضل ہے (1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے (2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا آپس میں سلام کو عام کرو (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک یہ اسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا ہے اسے آپس میں عام کرو (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جب تو اسے زیادہ کرے گا تو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے گا (5)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے درمیان رکھا ہے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس کا ذکر اچھے طریقے سے کرے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں سلام کو عام کرو کیونکہ یہ جنتیوں کا سلام ہے۔ جب کوئی آدمی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے۔ اگر وہ اسے جواب دیں تب بھی اسے ان پر ایک درجہ ہے۔ اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے فرشتوں میں سے ان سے بہتر لوگ اسے جواب دیں گے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام زمین میں اللہ تعالیٰ کی امان ہے (6)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سلام میں پہل کی وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بہتر ہے (7)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یہودیوں نے تم پر اتنا کسی اور چیز کی وجہ سے حسد نہیں کیا جتنا سلام اور تامین کے بارے میں حسد کیا۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہا یہودی حاسد قوم ہے۔ انہوں نے مسلمانوں پر سلام سے بڑھ کر کسی چیز سے حسد نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دنیا میں عطا فرمایا جبکہ قیامت کے روز یہ جنتیوں کا سلام ہوگا اور اسی طرح امام کے پیچھے آمین پر انہوں نے حسد

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 332 (8782)
2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 514 (1043)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 75-474 (992)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 433 (8784) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 435 (8793)
6۔ نوادر الاصول باب التحیۃ بالسلام، جلد 1، صفحہ 186، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً

کیا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت حارث بن شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ جب وہ مسلمان کو ملے تو اسے سلام کا اسی طرح جواب دے جیسا اس نے سلام کیا یا اس سے بہتر جواب دے۔ جب مسلمان اس سے مشورہ طلب کرے تو اخلاص کے ساتھ اسے مشورہ دے، جب وہ دشمنوں کے خلاف اس سے مدد طلب کرے۔ تو وہ اسے مدد دے، جب وہ راستہ کے بارے میں پوچھے تو اسے سہولت عطا کرے اور وضاحت کرے جب وہ دشمن کے خلاف حملہ کے لئے طلب کرے تو وہ حملہ کرے۔ جب مسلمان کے خلاف غارت گری کا مطالبہ کرے تو وہ ایسا نہ کرے۔ جب وہ ڈھال مانگے تو دے اور اس سے عام ضرورت کی چیزیں نہ روکے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ماعون کیا چیز ہے؟ فرمایا ماعون میں پتھر، پانی اور لوہا شامل ہے۔ عرض کی کونسا لوہا؟ فرمایا ٹھَرا کلہاڑا جس سے تم محنت مزدوری کرتے ہو۔ عرض کی یہ پتھر کیا ہے؟ فرمایا پتھر کی ہنڈیا(2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مومن آپس میں ملیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کو سلام کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ زیادہ محبوب ہوگا جو خندہ پیشانی میں زیادہ اچھا ہوگا۔ دونوں پر سو رحمتیں نازل ہوں گی۔ سلام میں پہل کرنے والے کے لئے نوے اور مصافحہ کے لئے دس(3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھی صدقہ ہے کہ تو لوگوں کو سلام کرے جبکہ تیرا چہرہ کھلا ہوا ہو(4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کا سلام اور اہل ذمہ کے لئے امان بنا دیا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا، بیٹھنے والے کو، تھوڑے زیادہ کو، چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ جب کوئی قوم قوم کے پاس سے گزرے ایک بھی سلام دے دے تو سب کی طرف سے ہو جائے گا اور ایک بھی جواب دے دے تو سب کی طرف سے جواب ہو جائے گا(6)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ اس کے جسم پر دو سرخ کپڑے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کو سلام کیا تو حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا(7)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن ابی ہلال لیثی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کا سلام قوم کے سلام کے قائم

1۔ الادب المفرد جلد 2، صفحہ 474 (991) قاہرہ
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 16-115 (7654) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 253 (8052)
4۔ ایضاً (8053)
5۔ جلد 6، صفحہ 436 (8798)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 446 (8983)
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 211 (7399) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقام ہوجاتا ہے اور ایک آدمی کا جواب قوم کے جواب کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں مکتوب کا جواب فرض خیال کرتا ہوں جس طرح سلام کا جواب حق خیال کرتے ہوں (1)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اسے صرف سلام میں خیال کرتے ہو جبکہ یہ ہر چیز میں ہے جو تیرے ساتھ احسان کرے تو بھی اس کے ساتھ احسان کر اور بدلہ دے، اگر تو نہ پائے تو اس کے لئے دعا کر یا اس کے بھائیوں کے پاس اس کی تعریف کر۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سلام اور دوسری چیزوں کا گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے حَسِيْبًا کا معنی حفیظا نقل کیا ہے (2)۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

"سو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں (تم) دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے انہیں بوجہ ان کرتوتوں کے جو انہوں نے کئے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے گمراہ کر دیا اللہ نے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے (ہدایت کا) راستہ۔ وہ دوست رکھتے ہیں اگر تم بھی کفر کرنے لگو جیسے انہوں نے کفر کیا تاکہ تم سب یکساں ہو جاؤ پس نہ بناؤ تم ان سے اپنے دوست یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پس اگر وہ (ہجرت سے) منہ موڑیں تو پکڑ لو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں کہیں پاؤ ان کو اور نہ بناؤ ان سے (کسی کو) اپنا دوست اور نہ مددگار"۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کی طرف نکلے جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ان میں سے کچھ واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ان کے بارے میں دو جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت وہ تھی جو کہتی ہم ان سے جنگ کریں گے اور دوسری جماعت وہ تھی جو کہتی ان سے

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 11-510 (9097)   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 226

WWW.NAFSEISLAM.COM

جنگ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ طیبہ ہے۔ یہ خبث کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح آگ چاندی کے خبث کو دور کر دیتی ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد العزیز بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن سعد بن معاذ انصاری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو مجھے اذیت دیتا ہے اس سے کون مجھے چھٹکارا دلائے گا اور کون اسے روکے گا جو اپنے گھر میں مجھے اذیت دینے والوں کو جمع کرتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا شخص اگر ہم میں سے ہے تو ہم اسے قتل کریں گے اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی اطاعت کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ اٹھے کہا اے ابن معاذ تجھے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے کیا سروکار۔ لیکن میں تیرے ارادہ کو پہچانتا ہوں۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے ابن عبادہ تو منافق ہے اور منافقوں کو پسند کرتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلم نے کہا اے لوگوں خاموش ہو جاؤ۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں وہ ہمیں حکم دیں گے۔ ہم اس کی اطاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ تھے جنہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ وہ مشرکوں کی مدد کرتے تھے۔ وہ اپنے کسی کام کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلے انہوں نے کہا اگر ہمیں حضور ﷺ کے صحابہ ملے تو ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

جب مومنوں کو ان کے بارے میں خبر ہوئی کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے ہیں تو مومنوں کی ایک جماعت نے کہا ان خبیثوں کی طرف نکلو اور انہیں قتل کر ڈالو کیونکہ یہ تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ مومنوں کی دوسری جماعت نے کہا سبحان تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جنہوں نے وہی کلام کی جو تم نے کی تم انہیں اس لئے قتل کرتے ہو کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر نہیں چھوڑے ان کے خون اور مال حلال جانتے ہو۔ صحابہ کی یہ دو جماعتیں ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ کسی جماعت کو بھی منع نہ کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام احمد نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں کی ایک جماعت مدینہ طیبہ آئی اسلام قبول کر لیا انہیں مدینہ کی وباء نے آلیا تو وہ واپس لوٹے مدینہ طیبہ سے نکلے تو انہیں صحابہ کی ایک جماعت ملی صحابہ نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے تم واپس لوٹ گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی وباء نے آلیا۔ صحابہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے اسوہ موجود نہیں۔ بعض نے کہا یہ لوگ منافق ہیں بعض نے کہا منافق نہیں یہ مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ المستخرج علی صحیح مسلم، جلد 4، صفحہ 49 (3199)، بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1313 (663) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عربوں کی کچھ جماعتیوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ وہاں ٹھہرے رہے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے ملے۔ صحابہ نے ان لوگوں کو پہچان لیا پوچھا کیوں لوٹے ہو؟ ان لوگوں نے صحابہ کے سامنے عذر پیش کیا۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے انہیں کہا تم نے نفاق کیا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ یہ بات عام ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ آئے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ہجرت کر کے آئے ہیں پھر مرتد ہوگئے اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے نبی کریم ﷺ سے اجازت لی تاکہ وہاں سے اپنا سامان لے آئیں جس کے ساتھ تجارت کریں۔ مومنوں کا آپس میں ان کے بارے میں اختلاف ہوگیا کچھ کہتے وہ منافق ہیں، کچھ کہتے وہ مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق کو واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کا حکم دیا وہ اپنے سامان لے آئے۔ اس سے مراد ہلال بن عویمر اسلمی لیتے۔ اس کا حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا۔ یہی وہ شخص تھا جو مومنوں اور اپنی قوم کے ساتھ جنگ کی ہمت نہیں پار ہا تھا اس کا یہ طرز عمل اس چیز کو رد کر دیتا ہے کہ وہ اس سے مراد ہلال لیتے اور اس کا حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ قریش کے دو آدمی تھے جو مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ان کو رسول اللہ کے صحابہ ملے جبکہ یہ دونوں مکہ مکرمہ آرہے تھے۔ بعض نے کہا ان کے خون اور مال حلال ہیں۔ بعض نے کہا تمہارے لئے حلال نہیں۔ ان میں اختلاف ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن جریر نے معمر بن راشد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں یا ان کی طرف سے یہ جھوٹ تھا۔ صحابہ ان کو ملے تو ان کے بارے میں اختلاف کیا ایک جماعت نے کہا ان کے خون حلال ہیں، ایک جماعت نے کہا ان کے خون حرام ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت نہ کی وہ مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہرے رہے انہوں نے ایمان کا اعلان کیا اور ہجرت نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا ان کے بارے میں اختلاف ہوگیا کچھ صحابہ نے ان سے دوستی کی اور کچھ نے ان کی دوستی سے برأت کا اظہار کیا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے اور ہجرت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں منافق قرار دیا۔ مومنوں نے ان کی دوستی سے برأت کر لی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ جب تک وہ ہجرت نہ کریں ان سے دوستی نہ کریں(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے مدینہ طیبہ سے نکلنے کا ارادہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 229 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

مومنوں سے کہا مدینہ طیبہ میں تو ہمیں تکلیفوں نے آلیا اور ہمارے پیٹ خراب ہو گئے۔شاید ہم کھلی فضا کی طرف نکلیں تو ٹھیک ہو جائیں پھر ہم لوٹ آئیں گے۔ بے شک ہم بادیہ نشین ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ سے چلے گئے۔ ان کے بارے میں صحابہ کا اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اللہ کے دشمن ہیں اور منافق ہیں، ہمیں یہ بات پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان سے جنگ کریں۔ ایک جماعت نے کہا نہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں، مدینہ طیبہ کی آب و ہوا نے ان کے پیٹ خراب کر دیے ہیں تو وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی فضا کی طرف نکل گئے۔ جب تندرست ہو گئے تو لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے مشرکوں سے مال لیا اور یمامہ کی طرف تاجر بن کر گئے۔ مسلمانوں کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اگر ہم ان سے ملے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور جو کچھ ان کے پاس ہو گا ہم وہ لے لیں گے۔ بعض نے کہا یہ درست نہیں وہ تمہارے بھائی ہیں تجارت کی غرض سے گئے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابن ابی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا باتیں کی تھیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں اس کی دوستی سے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے درمیان ذلیل و رسوا ہوا ہے اور رسول اللہ کے گھر والوں کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے برأت کا اعلان کر دیا ہے پھر ان آیات کو تلاوت فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں نازل فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی بھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَرۡكَسَهُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گرا دیتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوٹا دیا (4)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَرۡكَسَهُمۡ کا معنی پوچھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کے بدلہ میں جہنم میں محبوس کر دے گا۔ پوچھا کیا عرب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 229 دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 230
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 231
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے پہچانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا شعر نہیں سنا۔

اُرْكِسُوْا فِي جَهَنَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا عُتَاةً يَقُوْلُوْا مينا وَكِذْبًا وَزُوْرًا

انہیں جہنم میں محبوس کر دیا گیا کیونکہ وہ سرکش تھے اور جھوٹ بولتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال کے باعث ہلاک کر دیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کر دیا (2)۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

”مگر ان کو (قتل نہ کرو) جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے یا آ گئے ہوں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور لڑتے تم سے پھر اگر وہ کنارہ کر لیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) تو نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر (زیادتی کرنے کی) راہ“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے انہیں بیان کیا کہ جب حضور ﷺ نے اہل بدر اور اہل احد پر غلبہ پالیا اور مدینہ طیبہ کے اردگرد کے لوگ مسلمان ہو گئے تو سراقہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میری قوم بنو مدلج کی طرف بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی میں آپ کو نعمت کا واسطہ دیتا ہوں صحابہ نے کہا رک جاؤ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ میری قوم کی طرف لشکر بھیجیں جبکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ انہیں اس حال میں رہنے دیں اگر آپ ﷺ کی قوم مسلمان ہو گئی تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گی اور اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو آپ ﷺ ان پر اپنی قوم کے دلوں کی وجہ سے سخت نہیں ہوں گے۔ حضور ﷺ نے حضرت خالد کا ہاتھ پکڑا فرمایا جاؤ جو یہ چاہتا ہے وہ کرو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 231 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً

خلاف دشمنوں کی مدد نہ کریں گے۔ اگر قریش مسلمان ہو گئے تو یہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو جائیں گے۔ جو لوگ بھی مدلج کے ساتھ ملیں گے وہ بھی اس عہد میں شامل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ اپنے کفر کو ظاہر کریں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اگر کوئی آدمی اس قوم میں شامل ہو جاتا ہے جن کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے تو ان پر وہ احکام لاگو کرو جو تم ذمیوں پر جاری کرتے ہو(2)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کر دیا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سینے ان (مومنوں) سے اور ان (کافروں) سے رکے ہوتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے وہ لوٹیں اور تم میں داخل ہو جائیں اور ان کے سینے تنگ پڑ جائیں(4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے سینے (دل) ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے السَّلَمَ کا معنی صلح نقل کیا ہے(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۃ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا(7)۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَ اُولٰٓىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿91﴾

”تم پاؤ گے چند اور لوگ جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور امن میں رہیں اپنی قوم سے (لیکن)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 233 داراحیاء التراث بیروت

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 11، دارالفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 235 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 237 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236

جب کبھی پھیرے جاتے ہیں فتنہ کی طرف منہ کے بل گر پڑتے ہیں اس میں، سو اگر نہ کنارہ کریں تم سے یا نہ بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) اور نہ روک لیں اپنے ہاتھ تو پکڑ لو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں تم پاؤ انہیں اور یہی لوگ ہیں کہ دیا ہے ہم نے تمہیں ان پر کھلا اختیار"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے، دکھاوے کا اسلام قبول کرتے پھر قریش کی طرف پلٹ جاتے اور بتوں کی عبادت شروع کر دیتے۔ اس طریقہ سے یہ خواہش کرتے کہ یہاں بھی امن سے رہیں اور وہاں بھی امن سے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ اگر وہ الگ تھلگ نہ رہیں اور مسلمانوں سے مصالحت نہ کریں تو ان سے جنگ کرو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ جب بھی وہ فتنہ سے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس میں الٹے منہ گر پڑتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک آدمی اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کرتا پھر مکڑی، پتھر، بچھو اور گبریلا کو دیکھتے تو مشرک اس مسلمان کو کہتے کہو یہ گبریلا اور بچھو میرا رب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تہامہ میں ایک قبیلہ تھا، انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں گے اور نہ ہی اپنی قوم سے جنگ کریں گے۔ انہوں نے ارادہ کیا وہ اللہ کے نبی سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے امن میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کا انکار کیا۔ جب بھی انہیں کوئی آزمائش سامنے آتی ہے تو اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مسلمانوں اور مشرکوں دونوں میں امان سے تھا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان سفارت کا کام کر رہا تھا اور کہا فتنہ کا معنی شرک ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا تو اس میں اوندھے منہ گر پڑتے (5)۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 237 دار احیاء التراث بیروت 2۔ جلد 5، صفحہ 238 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

اِلَى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

''اور نہیں (جائز) کسی مومن کے لئے کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو (اس کی سزا یہ ہے کہ) آزاد کرے مسلمان غلام اور خون بہا ادا کرے مقتول کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خود ہی (خون بہا) معاف کر دیں پھر اگر ہو (مقتول) اس قوم سے جو دشمن ہے تمہاری لیکن وہ (مقتول) خود مومن ہو تو (قاتل) آزاد کرے ایک مسلمان غلام اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ ہو چکا ہے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ تو (قاتل) خون بہا دے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے ایک مسلمان غلام۔ تو جو شخص غلام نہ پاسکے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (اس گناہ کی) توبہ اللہ کی طرف سے (یہی مقرر ہے) اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کسی مومن کو زیب نہیں دیتا اس عہد کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے لیا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ حرث بن یزید بن نبیشہ جو بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا ہے ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش بن ابی ربیعہ کو اذیتیں دیا کرتا تھا پھر وہ ہجرت کر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا عیاش اسے حرہ میں ملا تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا جبکہ وہ گمان کرتا تھا کہ حرث کافر ہے پھر عیاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اٹھو اور غلام آزاد کرو(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے ایک مومن کو قتل کیا وہ اور ابوجہل عیاش کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ عیاش ابوجہل کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ عیاش کا خیال تھا کہ وہ آدمی پہلے کی طرح کافر ہے۔ عیاش نے مومن کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ ابوجہل اس کے پاس آیا جو ماں کی طرف سے اس کا بھائی تھا کہ تیری ماں تجھے اپنی رحم اور حق کا واسطہ دیتی ہے کہ تو واپس آجا۔ وہ امیمہ بنت مخرمہ تھی۔ عیاش ابوجہل کے ساتھ ہولیا۔ ابوجہل نے اسے باندھ لیا اور اسے مکہ لے آیا۔ جب کافروں نے اسے دیکھا تو ان کے کفر اور فتنہ میں اور اضافہ ہو گیا اور کہا ابوجہل (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر اس بات پر قادر ہے جو وہ چاہتا ہے۔ ابوجہل ان کے صحابہ پکڑ لیتا ہے اور انہیں رسیوں میں جکڑ لیتا ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 240 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 241 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 240

WWW.NAFSEISLAM.COM

34B

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی عیاش، ابوجہل اور حارث کا ماں کی طرف سے بھائی تھا اور یہ ماں کا سب سے پیارا بیٹا تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو یہ بات اس کی ماں پر بڑی شاق گزری اس نے قسم اٹھا دی کہ وہ اس وقت تک کمرے میں داخل نہ ہو گی جب تک اپنے بیٹے کو دیکھ نہ لے۔ ابوجہل اور حارث مدینہ طیبہ آئے اور اس کی وجہ سے ماں کی جو حالت ہو گئی تھی وہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو بتائی اور حضرت عیاش رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مکہ مکرمہ جائے تا کہ اس کی والدہ اسے دیکھ لے۔ وہ دونوں اسے مدینہ طیبہ آنے سے نہیں روکیں گے اور اس سے وعدہ کیا کہ جب اس کی والدہ اسے دیکھ لے گی تو وہ اسے آزاد کر دیں گے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ دونوں کے ساتھ چل پڑے جب یہ دونوں مدینہ طیبہ سے نکلے تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کی مشکیں کس دیں اور اسے تقریباً سو کوڑے مارے کوڑے مارنے میں بنی کنانہ کے ایک آدمی نے بھی ان کی مدد کی۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اگر وہ کنانی سے بدلہ لینے پر قادر ہوا تو اسے ضرور قتل کرے گا۔ یہ دونوں حضرت عیاش کو مکہ مکرمہ لے آئے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں محبوس رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نکلے اور کنانی سے ملاقات ہوئی جبکہ ربیعہ کنانی مسلمان ہو چکا تھا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کے مسلمان ہونے کا کوئی علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے وار کیا اور قتل کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ خطأً کا معنی ہے کہ قاتل یہ نہ جانتا ہو کہ مقتول مومن ہے اور یصدقوا کا مطلب ہے کہ وہ دیت کو چھوڑ دیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ حارث بن یزید کو قتل کرے گا جو بنو عامر بن لوئی کا مولی تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی۔ اس وقت حارث مشرک تھا، بعد میں حارث مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کی حارث سے ملاقات مدینہ طیبہ میں ہوئی تو عیاش نے حارث کو قتل کر دیا یہ قتل غلطی سے ہوا۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن یزید حضور ﷺ کے ساتھ سخت زیادتیاں کرتا تھا وہ اسلام کے ارادہ سے آیا جبکہ عیاش کو کچھ علم نہ تھا۔ عیاش بن ابی ربیعہ کی اس سے ملاقات ہوئی۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ یہ لوگ ایک مہم پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنے کام کے لئے ایک گھاٹی کی طرف گئے تو قوم کے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ اس آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا پھر اس کا ریوڑ ہانک کر اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 241 دار احیاء التراث بیروت 2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 8، صفحہ 131، دار الفکر بیروت

ساتھیوں کے پاس لے آئے پھر دل میں کچھ خلش محسوس کی۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور سب واقعہ ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا سینہ کیوں نہیں چیر لیا۔ عرض کی میرے لئے یہ ممکن نہ تھا یا رسول اللہ ﷺ میں اگر ایسا کرتا بھی تو پانی پاتا یا خون۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے اپنی زبان سے آگاہ کیا لیکن تو نے نہ مانا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا کیا بنے گا فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا کیا بنے گا۔ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ دن میرے اسلام لانے کا پہلا دن ہوتا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَنۡ یَّصَّدَّقُوۡا کا معنی ہے مگر وہ دیت نہ لیں (1)۔

امام رویانی، ابن مندہ اور ابو نعیم نے المعرفۃ میں بکر بن حارثہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک چھوٹے لشکر میں تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ہم نے اور مشرکوں نے باہم جنگ کی۔ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تو اس نے اسلام کا اظہار کر کے مجھ سے بچنا چاہا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ سخت غصے ہوئے اور مجھے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی تو آپ ﷺ مجھ پر راضی ہو گئے اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رقبہ مومنہ سے مراد ایسا غلام ہے جو ایمان کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو اس نے روزے رکھے ہوں اور نمازیں پڑھی ہوں۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی رقبہ کا ذکر آیا ہے اور اس کے لئے مومنہ کا لفظ ذکر نہیں کیا تو اس میں بچہ اور اس سے بڑا آزاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اپاہج نہ ہو۔ ساتھ ہی اس پر مکمل دیت لازم ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء اس میں تخفیف کر دیں (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ہے اس میں بچے کو آزاد کرنا جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک حبشی لونڈی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ حضور ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس لونڈی نے رسول اللہ اور آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دے یہ مومنہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ جب کہ میرے پاس ایک حبشن لونڈی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ اس لونڈی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 42-241 دار احیاء التراث بیروت
2۔ جلد 5، صفحہ 243
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 4، صفحہ 77-176 (906) الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردے۔

امام عبدالرزاق، امام احمد اور عبد بن حمید نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک حبشن لونڈی لایا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے مومنہ خیال کرتے ہیں تو اسے آزاد کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں، پوچھا کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا کیا تو موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ مومنہ ہے۔

امام طیالسی، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو یہ چیز حضور ﷺ پر بڑی شاق گزری۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ فرمایا کیوں نہیں اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں لونڈی حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرض کی آسمان میں۔ پوچھا میں کون ہوں؟ عرض کی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ مومنہ ہے، اسے آزاد کردو(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت سو اونٹ مقرر فرمائی۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت بیس بنت مخاض، بیس بنی مخاض، بیس بنت لبون، بیس جذعہ اور بیس حقہ معین فرمائی(2)۔

امام ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی ہے(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوبکر بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتیں لکھی ہوئی تھیں، ساتھ حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس میں یہ بھی تھا جن کے پاس دینار ہوں ان پر دیت ہزار دینار ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے مالکوں پر دیت سو اونٹ، گائے کے مالکوں پر دو سو گائیں، بکریاں پالنے والوں پر ایک ہزار بکری اور پارچہ فروشوں پر دو سو حلے اور گندم کے مالکوں پر بھی کوئی چیز معین کی جو محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی(4)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 22 (533,37) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ جلد 3، صفحہ 276 (2631) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابوداؤد باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی (کامل) کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی مکمل نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مکمل دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء اس میں کمی کردیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء صدقہ کردیں وہ معاف کردیں یا درگزر کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قاتل کا قبیلہ مقتول کے ورثاء کو دیت دے۔ اگر مقتول کے ورثاء دیت قاتل کے ورثاء پر صدقہ کردیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے جہاں تک غلام آزاد کرنے کا تعلق ہے تو یہ قاتل کے مال میں سے اس پر واجب ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکر بن شرود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی کی قرأت میں اِلَّاۤ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے کہ اَهْلِهٖۤ سے مراد ہے وہ مسلمان کے وارث مسلمان بنیں اور فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ میں مقتول سے مراد مومن اور اس کی قوم کافر ہو۔ جبکہ اس قوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کی وراثت مسلمانوں کے لئے ہوگی اور اس کی دیت اس کی قوم کے لئے ہوگی کیونکہ اس کی طرف سے وہی دیت دیتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر مقتول حربی ہو اور ایمان دار ہو، قاتل نے اسے خطا قتل کردیا ہو تو قاتل پر فرض ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے یا دو ماہ لگاتار روزے رکھے تو اس صورت میں قاتل پر کوئی دیت لازم نہیں ہوگی اور اگر مقتول کافر ہو جس کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے وہ قتل کردیا جائے تو قاتل پر دیت ہوگی جو مقتول کے ورثاء کو دی جائے گی اور ایک غلام بھی آزاد کرنا لازم ہوگا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مقتول مومن ہو، دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لشکر کے بارے میں سنتے ہیں وہ بھاگ جاتے ہیں جبکہ مومن وہاں ہی ٹھہرا رہتا ہے تو قتل ہو جاتا ہے، اس میں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے (5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقتول مومن ہو اور اس کی قوم کافر ہو تو اس کی دیت قاتل پر لازم نہ ہوگی لیکن غلام کا آزاد کرنا لازم ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 243 دار احیاء التراث بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 246 — 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 245 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 244

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے ابو عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آتا، اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کے پاس چلا جاتا جو کہ مشرک ہوتی انہیں کے درمیان رہتا حضور ﷺ کے لشکر حملہ آور ہوتے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ مومن بھی قتل ہو جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کی دیت لازم نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو یحییٰ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتا وہ اپنی قوم میں ہی رہتا آدمی اسے قتل کرتا غلام آزاد کرتا تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی خود بھی اور اس کی قوم بھی معاہدہ میں شامل ہو تو اس کی دیت قوم کو دی جائے گی اور جس نے قتل کیا ہو تا وہ ایک غلام آزاد کرتا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس بن عیاش کے بارے میں نازل ہوئی وہ خود مسلمان ہو گیا جبکہ اس کی قوم حربی کافر تھی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غلطی سے اسے قتل کر دیا ان کے لئے کوئی دیت نہ ہوگی کیونکہ وہ حربی تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان مشرکوں کے ساتھ مقیم رہا وہ ذمہ سے بری ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے وہ معاہدہ میں شامل ہو مگر مومن نہ ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مقتول مومن ہو۔ ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارا اور اس قوم کا آپس میں معاہدہ ہو جبکہ مقتول کافر ہو (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میثاق کا معنی عہد ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ معاہد کی دیت مسلمان کی دیت جیسی ہے پھر بعد میں اس میں کمی کر دی گئی اور اس کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ معاہد کی دیت اس کے ورثاء کے حوالے کی جائے اور اس کے ساتھ ایک مومن غلام آزاد کیا جائے۔

امام ابوداؤد نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار دینار تھی جب کہ اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت کا نصف تھی یہ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 3، صفحہ 261 (3116)، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 246 دار احیاء التراث بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 247
4۔ ایضاً

معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا اونٹ مہنگے ہوگئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار دیت مقرر کی جن کے پاس سونا ہو اور جن کے پاس چاندی ہو ان پر بارہ ہزار درہم، جو گائے پالتے ہوں ان پر دو سو گائیں اور جو بکریاں پالتے ہیں ان پر دو ہزار بکریاں اور جو پارچہ فروش ہوں ان پر دو سو حلے اور ذمیوں کی دیت میں اضافہ نہ کیا اسے اسی حال پر چھوڑ دیا(1)۔

ابن ابی شیبہ، امام نسائی اور امام حاکم نے ابوبکرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے جو آدمی کسی معاہد کو قتل کرے اللہ تعالیٰ اس پر جنت اور اس کی خوشبو کو حرام کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے معلوم کی جاسکتی ہے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے کسی ایسے معاہد کو قتل کیا جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت حاصل تھی اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑا وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے(4)۔

امام شافعی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قتل خطا یہ ہے کہ وہ ایک چیز کا ارادہ کرتا ہے جبکہ اس کا وار کسی اور چیز پر جا پڑتا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی کسی مومن کو خطا قتل کرے جبکہ وہ کسی غلام کو نہ پائے تو وہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک مومن کو خطا قتل کر دیا تھا(7)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے جو آزاد کرنے کے لئے غلام نہ پائے تو دو ماہ کے روزے رکھے۔

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کرتے ہیں کہ روزے تو اس پر لازم ہیں جس کے پاس غلام نہ ہو جہاں تک دیت کا تعلق ہے اسے کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی(8)۔

1۔ سنن ابوداؤد، باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ متدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 137 (2579) بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 137 (2580)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (2581)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 252
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 248
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 253
8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ نساء کی اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا دو ماہ کے روزے صرف غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں یا دیت اور غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا جو نہ پائے تو یہ دیت اور غلام دونوں کے مقابلہ میں ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دو ماہ کے پے درپے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ نہ ان میں روزہ افطار کرے اور نہ ہی ان میں انقطاع کرے۔ اگر اس نے مرض اور عذر کے بغیر ایسا کیا تو تمام روزے نئے سرے سے رکھے۔ اگر اسے کوئی مرض یا عذر لاحق ہو تو باقی ماندہ روزے رکھ لے۔ اگر وہ مر گیا اور روزے نہ رکھے تو ان روزوں کے مقابلہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ہر مسکین کو ایک مد (نصف سیر) دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو ماہ کے پے درپے کی شرط اللہ کی جانب سے سختی کے لئے ہے فرمایا قتل خطا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تشدید ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کے لئے معافی ہے کہ اس نے قتل خطا میں کنارہ اور دیت لازم کی اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے یعنی جس نے خطا قتل کیا اللہ تعالیٰ کفارہ کے حکم کو جاننے والا ہے پھر عہد اور معاہدہ کی وجہ سے مشرکین عرب کی دیت منسوخ کر دی گئی اسے سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضب ناک ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کرے گا اسے اور تیار کر رکھا ہے اس نے اس کے لئے عذاب عظیم۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی انصاری نے مقیس بن ضبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقیس کو دیت دی تو اس نے دیت قبول کر لی پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابن جریج اور دوسرے علماء نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دیت بنو نجار پر لازم کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقیس اور بنو فہر کے ایک آدمی کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ مقیس نے فہری پر حملہ کر دیا مقیس بڑا طاقتور آدمی تھا۔ فہری کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قَتَلْتُ به فِهْرًا وَ حَمَلْتُ عَقْلَهٗ ٭ سُرَاةَ بَنِی النَّجَارِ اَرْبَابَ قَارِعِ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس (بھائی) کی دیت بنو نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 254 دار احیاء التراث بیروت

نبی کریم ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا گیا فرمایا میرا خیال ہے اس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے، اللہ کی قسم اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے نہ حل اور نہ ہی حرم میں پناہ دوں گا نہ صلح میں اور نہ ہی حالت جنگ میں پناہ دوں گا۔ تو وہ فتح مکہ کے موقع پر قتل کر دیا گیا۔ ابن جریج نے کہا اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کنانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ اور اس کا بھائی ہشام بن ضبابہ مسلمان ہوئے۔ یہ دونوں مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔ مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا۔ مقیس حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے بنو فہر کا ایک آدمی بنو نجار کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ مقیس بھی تھا۔ بنو نجار کے مکانات ان دنوں قباء میں تھے۔ حضور ﷺ نے بنو نجار کو حکم دیا کہ اگر تمہیں علم ہے تو مقیس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے بصورت دیگر اس کی دیت ادا کر دی جائے۔ جب حضور ﷺ کا قاصد بنو نجار کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول کا پیغام سنا اور اس کی اطاعت کی، اللہ کی قسم ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم اس کی دیت دیتے ہیں۔ بنو نجار نے مقیس کو اس کے بھائی کی دیت کے سو اونٹ دے دیے جب مقیس اور فہری قباء سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو مقیس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد فہری پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ مقیس مرتد ہو گیا۔ دیت کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہوا اور باقی ماندہ کو ہانکا اور مکہ مکرمہ جا پہنچا یہ شعر کہے۔

قَتَلْتُ بِهٖ فِهْرًا وَ حَمَلْتُ عَقْلَهٗ سَرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ اَرْبَابَ قَارِعٖ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس کی دیت بنی نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

وَاَدْرَكْتُ ثَأْرِيْ وَاضْطَجَعْتُ مُوَسِّدًا وَكُنْتُ اِلَى الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٖ

میں نے اپنا بدلہ لے لیا اور تکیہ لگا کر لیٹ گیا، میں بتوں کی طرف سب سے پہلا لوٹنے والا ہوں۔

یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی کہ اس نے ناحق آدمی قتل کیا، دیت لی، اسلام سے مرتد ہوا اور کافر کی حیثیت میں مکہ مکرمہ چلا گیا۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام بخاری، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کوفہ نے مومن کو قتل میں اختلاف کیا۔ میں اس معاملہ کو جاننے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ اسے کسی نے منسوخ نہیں کیا (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 295 دار احیاء التراث العربی بیروت

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، سعید بن منصور، نسائی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور طبرانی نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آپ کی خلافت میں آیا۔ مجھے اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو جان بوجھ کر کسی آدمی کو قتل کرتا ہے۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن حکیم کا جو حصہ آخری عرصہ میں نازل ہوا یہ آیت بھی اسی زمانہ میں نازل ہوئی، اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا جب کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سوال کیا بتایئے اگر وہ توبہ کرلے، ایمان لے آئے، اچھے عمل کرے پھر ہدایت یافتہ ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے لئے توبہ کہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے قیامت کے روز مقتول اس حال میں آئے گا کہ اس کے قاتل کو دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا اور اپنا سر دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا۔ عرش کے سامنے اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی اور مقتول کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندے سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا (1)۔

امام ترمذی حسن حدیث میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز مقتول قاتل کو لائے گا اس کی پیشانی اور اپنا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی۔ مقتول عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا یہاں تک کہ اسے عرش کے قریب لے جائے گا لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے اس کی توبہ کا ذکر کیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا نہ یہ آیت منسوخ ہے اور نہ ہی اس کا حکم بدلا گیا تو پھر اس کے لئے توبہ کہاں (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان: 68) مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا کہ سورۂ نساء کی اس آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا اور سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا کے بارے میں پوچھوں۔ سعید بن جبیر نے کہا میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اسلام میں داخل ہو گیا اور شریعت کے احکام کو جان لیا پھر جان بوجھ کر مومن کو قتل کیا تو اس کی جزاء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 257

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 120 (3029) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258

WWW.NAFSEISLAM.COM

جہنم ہے، اس کی توبہ نہیں جو فرقان میں آیت ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، ہم نے ناحق قتل کیے اور برے اعمال کیے تو پھر ہمیں اسلام کوئی نفع نہ دے گا تو سورۂ فرقان کی آیت نمبر 70 اِلَّا مَنۡ تَابَ نازل ہوئی وہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے ایک سال بعد نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے آٹھ سال بعد نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، نحاس اور طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا وہ آدمی جو جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کرے اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں تو میں نے ان پر سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 پڑھی۔ فرمایا سورۂ فرقان کی آیت مکی ہے جبکہ یہ سورۂ نساء کی آیت مدنی ہے سورۂ نساء کی آیت نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت شدیدہ (یہ)، آیت ہینہ (سورۂ فرقان والی) کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی (4)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے (5)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر، نحاس، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے اسی کی مثل روایت نقل کی (6)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ جب سورۂ فرقان والی آیت نازل ہوئی تو ہم اس کی نرمی پر متعجب ہوئے، ہم سات ماہ تک اسی طرح رہے پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی (7)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں آیتوں کے نزول کے درمیان کا عرصہ آٹھ سال کا ہے اور سورۂ نساء والی آیت سورۂ فرقان والی آیت کے بعد نازل ہوئی۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی سورۂ نساء کی یہ آیت سورۂ نساء کی آیت وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ کے چار ماہ بعد نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اس نفس کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258 | 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 259 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 260

5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً | 7۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 50-149 (4869)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مبہمتان ہیں یعنی شرک اور قتل (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت محکم ہے، اس کی شدت میں بھی اضافہ ہوا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو سب نے فرمایا کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ اسے موت نہ آئے، کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ زمین میں کوئی سراخ کر لے یا آسمان تک سیڑھی لگا لے یا مقتول کو زندہ کر لے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو کسی مومن کو قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مبہم ہے اس کی توبہ کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اس کے لئے کوئی توبہ نہیں اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے سعید بن میناء سے روایت نقل کی ہے کہ میرے ساتھی اور تاجر کے درمیان جھگڑا ہوا میرے ساتھی نے کرسی اٹھائی اور آدمی کے سر پر ماری اور اسے قتل کر دیا بعد میں شرمندہ ہوا اور کہا میں اپنا سب کچھ چھوڑتا ہوں پھر جاتا ہوں اور اپنی زندگی اللہ کی راہ میں مختص کرتا ہوں۔ میں نے کہا ہمارے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی توبہ کی صورت ہے۔ دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آپ کی خدمت میں داخل ہوئے۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ میں نے عرض کی کیا آپ اس کی توبہ کی کوئی راہ پاتے ہیں۔ فرمایا، کھاؤ، پیو، میں تم پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا تم میں سے کوئی ایک لکڑی (اٹھانے) کا قصد کرتا ہے اور ایک مسلمان کے سر پر مارتا ہے۔ پھر کہتا ہے میں نے اسے قتل کا ارادہ نہیں کیا۔ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ جتنا کھا پی سکتے ہو کھاؤ پیو۔ میں تم پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 259 دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60-259
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1330 (668) دار الصمیعی الریاض
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31-1330 (669)

افسوس کا اظہار کرتا ہوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ آپ نے ہم سے مزید کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم اٹھ کر چلے آئے (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کا قتل تاوان ہے (2)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن دین کی کشادگی میں ہوتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا (3)۔

امام احمد، نسائی اور ابن منذر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر گناہ کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا مگر وہ آدمی جو کافر ہو کر مرے یا وہ آدمی جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے مگر جو مشرک کی حیثیت میں مرجائے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کلمہ برابر مسلمان کو قتل کرنے میں معاونت کی جس روز وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ یوں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا اللہ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمان آدمی کے خون بہانے میں ایک کلمہ برابر مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوعون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو قرآن حکیم میں کسی کے بارے میں لفظ خلود سنے تو ایسے شخص کے لئے توبہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے التجاء کی کہ وہ مومن کے قاتل کے لئے توبہ مقدر کر دے تو اللہ تعالیٰ نے میری عرضداشت قبول نہ فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالقاسم بن شبران اپنی امالی (کتاب) میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہی اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قاتل کی جزاء ہے اگر وہ جزاء دے یعنی یہ حکم مومن کے لئے ہے کافر کے لئے نہیں مومن کے بارے میں چاہے گا تو اسے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1332 (670)، دارالصمیعی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1333 (671)
3۔ صحیح بخاری، کتاب الدیات، جلد 6 (6469)، دار ابن کثیر دمشق
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 99، دار صادر بیروت

معاف کردے گا، چاہے گا تو اسے سزادے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنم اس کی جزاء ہوگی اگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب دینا چاہے گا اور اگر چاہے گا تو اسے بخش دے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کی جزاء سے تجاوز کرنا چاہے گا تو ایسا کرے گا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عون بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے جزاء دینا چاہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن منذر نے اسماعیل بن ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں بڑی بیماری سے پہلے جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو مہاجرین و انصار نے کہا جس نے یہ عمل کیا اس کے لئے جہنم واجب ہو چکی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 48 نازل فرمائی تو مہاجرین و انصار نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے تو میں خاموش ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ہشام بن حسان سے روایت نقل کی ہے کہ ہم محمد بن سیرین کے ساتھ تھے تو ایک آدمی نے یہ آیت پڑھی تو محمد بن سیرین غصے ہو گئے، فرمایا تم اس آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:48) سے کیوں غافل ہو میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور نکل جاؤ تو اس نے کہا میں نکل جاتا ہوں۔

امام قتبی اور بیہقی نے بعث میں قریش بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن عبید کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے قیامت کے روز لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا تو نے یہ کیوں کیا قاتل جہنم میں ہے میں عرض کروں گا تو نے خود یہ فرمایا ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی میں نے عرض کی گھر میں مجھ سے کوئی چھوٹا نہ تھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو فرمائے میں نے یہ بھی فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: 48) وہ فرماتے کہ تو نے کہاں سے جان لیا کہ میں اس کی مغفرت نہیں چاہوں گا تو وہ مجھے کوئی جواب نہ دے سکے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا مومن کے قاتل کے لئے توبہ ہے فرمایا ہاں پھر یہ آیت پڑھی۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (المومن)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مومن کے قاتل کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جب وہ شرمندہ ہو تو اس کے لئے توبہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1346، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے اپنا حوض بھرا اور اپنے اونٹوں کا انتظار کرنے لگا۔ میں ابھی جاگا نہیں تھا کہ ایک آدمی پانی پلانے کے لئے اپنی اونٹنی حوض پر لایا، حوض کی منڈیر کو توڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا اور تلوار کا وار کیا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس طرح نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس آدمی کو توبہ کا حکم دیا۔ سفیان نے کہا جب علماء سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے ایسے قاتل کے لئے توبہ نہیں، جب کوئی آدمی اس مصیبت کا شکار ہوتا تو وہ کہتے تو نے جھوٹ بولا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قتل کا کفارہ قتل ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے سعد بن عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جس نے کسی مومن کو قتل کیا اس کے لئے توبہ کی اجازت ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، پوچھا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں مگر آگ ہے۔ جب وہ آدمی اٹھا تو آپ کے ہم نشینوں نے آپ سے عرض کی آپ ہمیں یہ فتویٰ تو نہیں دیتے تھے، آپ تو کہتے جو کسی مومن کو قتل کر دے اس کے لئے توبہ ہے تو آج کیا ہوا؟ فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ آدمی غضب میں ہے، ایک مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ساتھی اس آدمی کے پیچھے اٹھے تو انہوں نے اس آدمی کو اسی طرح پایا۔

امام نحاس نے حضرت نافع اور حضرت سالم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے جو دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا تو نے قتل کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی طرف توبہ کر وہ تجھ پر نظر کرم کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاتل کے لئے کوئی توبہ نہیں مگر یہ کہ اس سے قصاص لیا جائے، اسے معاف کر دیا جائے یا اس سے دیت لی جائے۔

امام عبد بن حمید نے سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو آدمی جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے یا مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا اس سے دیت لی جائے۔ اگر اس کے ساتھ یہ سلوک کر دیا گیا تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اس کا کفارہ ہو جائے گا اور اس کا رب اسے معاف کر دے۔ اگر اس کے ساتھ ان میں سے کوئی سلوک بھی نہ کیا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بخش دے۔ اگر چاہے تو نہ بخشے۔ سفیان نے کہا جب تیرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جس نے قتل نہیں کیا تو اس پر سختی کر، اس کو رخصت نہ دے تاکہ وہ اس عمل سے رک جائے۔ اگر ایسا آدمی سوال کرے جو قتل کر چکا ہے تو اسے بتا، شاید اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کر لے اور اسے مایوس نہ کر۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں شرک سے توبہ کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں کسی مومن کو قتل کر کے توبہ کروں۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1347 (675)، دار الصمیعی الریاض

میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک نہیں کرتا تھا، جس نے خوش دلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دی، اللہ تعالیٰ کے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کی اس کے لئے جنت ہے۔ پانچ چیزوں کا کوئی کفارہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، مومن پر بہتان لگانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور جھوٹی قسم جس کے ساتھ وہ ناحق دوسرے کا مال لینا چاہتا ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے بے شک وہ آدمی جو دنیا میں ایک قتل کرتا ہے قیامت کے روز وہ ہزار قتل ہوں گے۔ ابوزرعہ نے کہا جس طرح اس نے مارا اسی طرح اسے قتل کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ناحق مسلمان کو قتل کرنے سے کم درجہ رکھتا ہے۔

امام نسائی اور نحاس نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی تباہی ایک مسلمان کے قتل کرنے سے آسان ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کا قتل دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن کا قتل ساری دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے لئے دین میں گنجائش رہے گی جب تک اس کا ہاتھ خون سے پاک رہے گا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ خون سے رنگ لیا تو اس کا حیاء ختم ہو جائے گا(4)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا ایک آدمی ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا، تو وہ بندہ عرض کرے گا تا کہ عزت تیرے لئے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تو میرے لئے ہی ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 46-345 (5341) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 345 (5342) 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1348، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے کیوں قتل کیا تو وہ عرض کرے گا میں نے اسے اس لئے قتل کیا تا کہ عزت فلاں کے لئے ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا عزت اس کے لئے تو نہیں اسے اس گناہ کے عوض مار ڈالا جائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قیامت کے روز مقتول بیٹھا ہو گا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول اٹھ کر اسے پکڑ لے گا اور اس لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا اے میرے رب اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کس وجہ سے تو نے اسے قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا مجھے فلاں نے حکم دیا تھا تو قاتل اور حکم دینے والے کو عذاب دیا جائے گا (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر تمام آسمان والے اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں منہ کے بل گرا دے گا (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس کی تباہی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کے قتل سے آسان ہے۔ اگر تمام آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو آگ میں داخل فرما دے گا (4)۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ایک آدمی مدینہ طیبہ میں قتل ہو گیا جس کے قاتل کا کوئی علم نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، فرمایا اے لوگو ایک آدمی قتل کیا گیا جبکہ میں تمہارے درمیان ہوں، ہم نہیں جانتے کہ اسے کس نے قتل کیا۔ اگر زمین و آسمان میں رہنے والے سب ایک آدمی کے قتل میں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا مگر جو وہ کرنا چاہے کرے (5)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت جندب بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب سے جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر مسلمان کا خون حائل نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے نہ بہائے (بصورت دیگر) جب بھی وہ کسی دروازے کے سامنے آئے گا وہ خون اس کے اور دروازے کے درمیان حائل ہو جائے گا (6)۔

امام اصبہانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں مومن ہمیشہ عزت والا صالح رہتا ہے جب تک ناحق خون کا ارتکاب نہیں کرتا جب وہ حرام خون کا ارتکاب کرتا ہے تو محتاج ہو جاتا ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جن و انس ایک مومن کو قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو منہ کے بل زمین میں گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ نے قاتل اور قتل کا حکم دینے

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 341 (5328) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (5329) 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 348 (5352)

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 354 (5343) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 (5350)

والے پر جنت حرام کردی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ ستر حصوں میں تقسیم کی جائے گی انہتر حصے حکم دینے والے کے لئے ایک حصہ قاتل کو دیا جائے گا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت محمد بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اسکندریہ میں تھا کہ ایک آدمی پر موت کا وقت قریب آ گیا ہم اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں جانتے تھے ہم اسے تلقین کرتے تو وہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کی تلقین کو قبول کرتا جب لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتے تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ ہم نے اس سے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا تھا، ہم تجھے تلقین کرتے ہیں تو تو تلقین کو قبول کرتا ہے، جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرتے ہیں تو تو انکار کر دیتا ہے اس نے کہا میرے اور اس کلمہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے جوانی میں ایک آدمی کو قتل کیا تھا(2)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، اس نے حرام خون سے ہاتھ آلودہ نہیں کیا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ زہری سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس مدینہ طیبہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا امیر نے ابھی ابھی ایک آدمی کو کوڑے مارے ہیں اور وہ آدمی مر گیا ہے حضرت سالم نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگایا کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا(4)۔

امام بیہقی نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابوذر کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اس نے ایک حاجی کو ظلم کرتے ہوئے قتل کر دیا ہے کیا اس گناہ سے نکلنے کی کوئی صورت ہے حضرت ابوذر نے کہا تجھ پر افسوس کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کی نہیں پوچھا کیا ایک زندہ ہے فرمایا نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے حق میں امید تھی میں تیرے لئے نجات کی ایک صورت پاتا ہوں پوچھا وہ کیا ہے فرمایا کیا تو مقتول کو زندہ کر سکتا ہے جس طرح تو نے اسے قتل کیا ہے کہا نہیں اللہ کی قسم۔ پوچھا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو خود نہ مرے اس نے کہا اللہ کی قسم موت کے سوا تو کوئی چارہ نہیں تیسری کیا صورت ہے؟ فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ زمین میں سوراخ کر لے یا آسمان میں سیڑھی لگا لے آدمی اٹھا اور اس کی چیخ نکل گئی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں عرض کی گئی نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے بارے میں کچھ امید ہوتی لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کر اور اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کر ممکن ہے کوئی صورت بن جائے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 349 (5360) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 342 (5332)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 50-349 (5361)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 346 (5347)

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

”اے اہل ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کرلو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو، تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا پس اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں غنی کردے گا)۔ ایسے ہی (کافر) تم بھی تھے اس سے پہلے پھر احسان فرمایا اللہ نے تم پر تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے“۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایک آدمی کو ملے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے مسلمانوں کو کہا السلام علیکم۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں قبضے میں لے لیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد مال غنیمت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے السلام پڑھا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی، ترمذی، عبید بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ بنو سلیم کا ایک آدمی صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو اپنا ریوڑ ہانک کر لے جا رہا تھا۔ اس آدمی نے صحابہ کو سلام کیا۔ صحابہ نے کہا اس نے سلام محض اس لئے کیا ہے تاکہ ہم سے اپنا بچاؤ کرے۔ صحابہ نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا اور ریوڑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن جریر، طبرانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اضم کی طرف بھیجا۔ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا جبکہ ان میں حرث بن ربعی، ابو قتادہ، محلم بن جثامہ بن قیس لیثی تھے۔ ہم چلے، ہم وادی اضم میں پہنچے تو ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی اپنے اونٹ پر گزرا، اس کے ساتھ اپنا سامان اور دودھ کا برتن تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے اسلام کے طریقہ کے مطابق ہمیں سلام کیا۔ ہم اس سے رک گئے جبکہ محلم بن جثامہ نے اس سے باہمی ناراضگی کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا، اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ اور سامان لے لیا۔ جب ہم رسول اللہ کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1350 (677)، دار الصمیعی الریاض

2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 79-278 (11731)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو ہمارے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا(1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بغوی نے معجم میں حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو حدرد اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تو نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا۔ جب اس نے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو ایک لشکر میں بھیجا انہیں عامر بن اضبط ملا اسلام کے مطابق انہیں سلام کیا۔ محلم اور عامر کے درمیان دور جاہلیت کی ناراضگی تھی۔ محلم نے عامر کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ محلم دو چادروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے۔ محلم اٹھا اپنی چادر سے آنسو صاف کر رہا تھا۔ ابھی کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا۔ زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین تو تمہارے صاحب سے بھی زیادہ برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں نصیحت کرنا چاہی ہے پھر لوگوں نے اسے ایک پہاڑ میں پھینکا اور اوپر پتھر ڈال دیئے تو یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام بزار اور دار قطنی نے افراد میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جس میں حضرت مقداد بن اسود بھی تھے۔ جب وہ دشمن قوم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب ادھر ادھر بھاگ چکے ہیں۔ صرف ایک آدمی باقی ہے جس کے پاس کثیر مال (جانور) تھا۔ وہ اپنی بستی میں ہی رہا۔ اس نے کہا اشھد ان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حضرت مقداد اس کی طرف بڑھے اور قتل کر دیا۔ ایک صحابی نے حضرت مقداد سے کہا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتا ہے، اللہ کی قسم میں اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کروں گا۔ جب وہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی تو مقداد نے اسے قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مقداد کو میرے پاس بلا لاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مقداد تو نے اس آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے کل قیامت کے روز تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا جواب دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد سے فرمایا وہ مومن آدمی تھا جو اپنی کافر قوم کے سامنے ایمان کو چھپاتا تھا اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا تو تو نے اسے قتل کر دیا تو بھی تو مکہ مکرمہ میں اپنا ایمان چھپاتا تھا(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اسلام کا اظہار کرتا اللہ اور اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 31-30 (12369)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کے رسول پر ایمان رکھتا اور وہ اپنی قوم میں رہتا جب رسول اللہ ﷺ کا لشکر آتا تو اپنے قبیلہ کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا وہ مومنوں سے نہ ڈرتا کیونکہ وہ ان کے دین پر ہوتا یہاں تک کہ انہیں ملتا اور انہیں سلام کرتا صحابہ کہتے تو مومن نہیں جبکہ اس نے انہیں سلام کیا ہوتا تو صحابہ اسے قتل کر دیتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فرمایا تم اسے اس لئے قتل کرتے ہو کہ اس کا وہ مال تم پر حلال ہو جائے جو اس کے پاس ہے یہ سامان دنیاوی زندگی کا سامان ہے جبکہ میرے پاس بہت زیادہ غنیمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ وہ آدمی تھا جس کا نام مرداس تھا، اس کی قوم رسول اللہ کے لشکر کی وجہ سے بھاگ گئی، اس لشکر میں بنولیث کا ایک آدمی تھا جس کا نام قلیب تھا۔ جب گھڑ سوار دستہ پہنچا تو اس نے دستہ کو سلام کیا تو دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارثوں کے لئے دیت کا حکم دیا اور ان کا مال انہیں واپس کر دیا اور مومنوں کو اس قسم کا عمل کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صرف مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ غطفان کا ایک آدمی تھا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر اہل فدک کی طرف بھیجا جن کا امیر غالب لیسی تھا۔ وہاں بنوغطفان کے کچھ لوگ بھی تھے جن میں مرداس بھی تھا۔ مرداس کے ساتھی بھاگ گئے۔ مرداس نے کہا میں مومن ہوں اور تمہارے دین پر ہوں۔ صبح کے وقت گھڑ سوار دستے نے حملہ کیا۔ جب لشکر اسے ملا تو مرداس نے انہیں سلام کیا تو صحابہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس جو مال تھا وہ چھین لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ مسلمانوں کا سلام سلام تھا۔ یہی چیز متعارف تھی اور اسی لفظ کے ساتھ مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بنوضمرہ کی طرف بھیجا جس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ وہ ایک ایسے آدمی کو ملے جسے مرداس بن نہیک کہتے جس کے پاس اس کا ریوڑ اور مرخ اونٹ تھا۔ جب اس نے صحابہ کو دیکھا تو پہاڑ کی ایک غار میں انہیں لے گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کیا۔ جب مرداس غار تک پہنچا وہاں اپنا ریوڑ چھوڑا اور صحابہ کی طرف آیا، کہا السلام علیکم اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو پسند کرتے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جائے اور اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ جب یہ صحابہ لوٹے تو صحابہ سے اس کے بارے میں سوال نہ کیا۔ قوم حضور ﷺ سے گفتگو کرنے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ اسامہ کو اس وقت دیکھتے جبکہ انہیں ایک آدمی نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول ﷺ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ حضور ﷺ ان صحابہ سے اعراض کر رہے تھے۔ جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو حضور ﷺ نے اپنا سر حضرت اسامہ کی طرف اٹھایا، پوچھا تیرا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کیا معاملہ ہوگا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے یہ کلمہ جان بچانے کے لئے کہا تا کہ وہ بچ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تو دیکھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور خبر دی کہ اسامہ نے اسے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے قتل کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے الفاظ فرمائے ہیں۔ جب یہ الفاظ فرمائے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ تو ان کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت فرمائی۔ حضرت اسامہ نے قسم اٹھائی کہ اس آدمی کے بعد وہ کسی بھی ایسے آدمی کو قتل نہیں کریں گے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہوگا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے یہ رویہ نہ دیکھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ راستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنوں کے کچھ لوگوں سے ملے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں بھگا دیا۔ ایک آدمی بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک مسلمان سامان کے ارادہ سے اس کے پیچھے ہولیا۔ جب نیزے کا وار کرنے لگا تو اس آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ میں مسلمان ہوں صحابی نے اسے نیزہ گھونپ دیا اور اسے قتل کر دیا اور سامان لے لیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قاتل سے فرمایا کیا تو نے اسے اس کے بعد قتل کیا جبکہ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف جان بچانے کے لئے یہ کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ اس نے عرض کی کس کے لئے دل چیرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو جان لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں جان سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کی زبان بتا رہی تھی۔ اس کی زبان بتا رہی تھی قاتل اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے لئے قبر کھود لی۔ اسے قبر میں رکھا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ اس کی قبر کھودی۔ صبح کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے قبر سے باہر ایک جانب پھینک دیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کیا کہا اسے دو دفعہ دفن کیا تھا یا تین دفعہ، ہر دفعہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تھی۔ جب ہم نے دیکھا کہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تو ہم نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور اسے گھاٹی میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ کی قسم زمین اس سے بھی برے لوگوں کو اپنے اندر چھپا لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ دوبارہ ایسا نہ کریں۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا۔ مشرک نے اسے کہا میں مسلمان ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ جب اس نے یہ کلمہ کہہ لیا تو مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے قاتل کو فرمایا کیا تو نے اسے اس وقت قتل کر دیا جبکہ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو قاتل نے معذرت کرتے ہوئے کہا یا نبی اللہ اس نے صرف جان بچانے کے لئے ایسا کیا، حقیقت میں اس نے یہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ پھر قاتل مر گیا۔ اسے قبر میں دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کیا گیا۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسے دفنانے کا حکم دیا۔ زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا یہاں تک کہ یہ معاملہ تین دفعہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے کسی غار میں پھینک دو معمر نے کہا بعض لوگوں نے کہا زمین اس سے برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے عبرت کا سامان بنایا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایک مشرک کو ملی جس کے پاس اس کی بکریاں بھی تھیں اس نے کہا السلام علیکم انی مومن السلام علیکم میں مومن ہوں۔ صحابہ نے گمان کیا وہ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ اسے قتل کیا اور اس کا ریوڑ لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں نکلے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا۔ یہ صحابہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ ابن اسود رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ جب یہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ سے مراد مال غنیمت ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا جس طرح کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چرواہے کو مسلمانوں کی ایک جماعت ملی جس جماعت نے اسے قتل کر دیا اور اس کا مال لے لیا اور اس کا یہ قول قبول نہ کیا السلام علیکم انی مومن(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اس بات کو حرام کیا کہ وہ اس آدمی کے بارے میں یہ کہیں کہ تو مومن نہیں جو یہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہ حکم اسی طرح قطعی ہے جس طرح ان پر مردار حرام ہے۔ وہ آدمی اپنے مال اور جان کے بارے میں محفوظ ہے، اس کا قول رد نہ کرو(6)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ابورجاء اور حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں آیت میں لفظ السَّلٰمَ پڑھتے(7)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد اور عبدالرحمٰن سلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس لفظ کو السلام پڑھتے(8)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تم بھی اپنے ایمان اس طرح چھپاتے تھے جس طرح یہ چرواہا اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ یہ الفاظ بھی مروی

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 264، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 265 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ سنن سعید بن منصور جلد 4، صفحہ 1352 (680)، دار الصمیعی بیروت 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1351 (678)

ہیں تم اپنے ایمان مشرکوں سے چھپاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، اسلام کو غلبہ دیا اور تم نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ فَتَبَيَّنُوْا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو دفعہ وعید ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کافر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے تم پر احسان فرمایا اور تمہیں اس کی ہدایت عطا فرمائی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی اس سے قبل مومن نہیں تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ آیت بنو ہذیل کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَتَبَيَّنُوْا کو یاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا، ہم نے جہینہ کے مضافات میں صبح کی۔ میں نے ایک آدمی کو پایا۔ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو میں نے اسے نیزہ مارا وہ اسی جگہ مر گیا میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور تو نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے اسلحہ سے ڈر کر یہ کہا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تاکہ تو جان لیتا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں۔ حضور ﷺ یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگے کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا(2)۔

امام ابن سعد نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اہل یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں گفتگو کرنے لگا جب قوم کو شکست ہو گئی تو میں نے ایک آدمی کو گھیر لیا۔ میں نے نیزہ مارنے کا قصد کیا تو اس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو میں نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسامہ تجھ پر افسوس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے مقابلہ میں تیرا کیا حال ہو گا؟ حضور ﷺ یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا میں نے آج تک جو عمل کیا ہے اس سے نکل چکا ہوں اور میں نے آج نئے سرے سے اسلام لایا ہوں۔ اللہ کی قسم حضور ﷺ سے یہ سننے کے بعد میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے سعد بن مالک نے کہا اللہ کی قسم میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ ایک آدمی نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 266 2۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 68-67، قدیمی کتب خانہ کراچی

WWW.NAFSEISLAM.COM

الدِّيْنُ لِلّٰهِ (البقرۃ:193) دونوں نے کہا ہم نے جہاد کیا یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہا اور دین سب کا سب اللہ کے لئے ہو گیا۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور نسائی نے حضرت عقبہ بن مالک لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ اس نے ایک قوم پر حملہ کیا۔ لشکر کے ایک مجاہد نے اسلحہ سونت کر ایک آدمی کا پیچھا کیا تو دشمن کے بھاگنے والے آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے جو کہا مجاہد نے اس کا کوئی لحاظ نہ کیا اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے اس بارے میں سخت گفتگو کی۔ وہ بات قاتل تک پہنچی۔ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ قاتل نے عرض کی اللہ کی قسم اس مقتول نے محض جان چانے کے لئے یہ کلمات کہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے رخ انور پھیر لیا۔ خطبہ جاری رکھا پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے اعراض کیا اور خطبہ جاری رکھا۔ وہ آدمی پھر بھی صبر نہ کر سکا اور تیسری دفعہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور ناراضگی آپ ﷺ کے چہرے سے عیاں تھی، فرمایا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے (اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں) تین دفعہ انکار کیا ہے۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے میں اور ایک مشرک باہم وار کریں وہ میرا ہاتھ کاٹ دے جب میں اس پر تلوار اٹھاؤں تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے کیا میں اسے ماروں یا نہ ماروں؟ حضور ﷺ نے اسے فرمایا اسے چھوڑ دے۔ میں نے عرض کی اس نے میرا ہاتھ کاٹا فرمایا اگر یہ الفاظ کہنے کے بعد تو نے اسے مارا تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تیری حالت جیسا ہو جائے گا اور تو اس کی اس حالت جیسا ہو جائے گا جو اس کی یہ الفاظ کہنے سے پہلے تھی۔

امام طبرانی نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ جب ایک چھوٹے لشکر کی خوشخبری سنانے والا حاضر ہوا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو لشکر کے لئے اللہ کی مدد اور اس فتح کے بارے میں بتایا جو اس نے انہیں عطا فرمائی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسی اثناء میں کہ ہم قوم کا پیچھا کر رہے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی تھی کہ میں تلوار لے کر ایک آدمی کے پیچھے ہولیا۔ جب اسے خوف لاحق ہوا کہ تلوار اسے لگے گی جبکہ وہ دوڑ رہا تھا وہ کہنے لگا میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کر دیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تاکہ دیکھ لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے عرض کی اگر میں اس کا دل چیر بھی لیتا تب بھی مجھے کوئی علم نہ ہوتا کیونکہ اس کا دل تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے فرمایا نہ تو تو اس کے دل کی بات جانتا ہے اور نہ ہی اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے فرمایا میں تیرے لئے بخشش کی دعا نہیں کروں گا وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح کے وقت زمین پر پڑا تھا پھر لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح زمین پر پڑا تھا۔ یہ واقعہ تین دفعہ ہوا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو

شرمندہ ہوتے اور اس کی مصیبت سے دل گرفتہ ہوئے۔ انہوں نے اس کی لاش کو اٹھایا اور ایک گھاٹی میں پھینک آئے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

"نہیں برابر ہوسکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں اور سب سے وعدہ فرمایا ہے اللہ نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم سے۔ (ان کے لئے) بلند درجے ہیں اللہ (کی جناب سے اور (نوید) بخشش اور رحمت ہے اور ہے اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا"۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، امام بخاری، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں بغوی نے معجم میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں کو بلاؤ، ایک میں یہ الفاظ ہیں زید کو بلاؤ۔ وہ حاضر ہوئے تو ان کے پاس دوات تختی اور کندھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا۔ حضرت ابن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نابینا ہوں تو اس آیت کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ(1)

امام ابن سعد، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابونعیم نے دلائل میں اور بیہقی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے یہ یوں روایت کی کہ مجھے حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ اسے مروان بن حکیم نے بتایا کہ اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یوں املاء کروائی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے املاء کرا رہے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو میں ضرور جہاد کرتا جبکہ وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جبکہ آپ کی ران میری ران پر تھی تو مجھے سخت بوجھ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 215 (2780) بیروت

محسوس ہونے لگا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ جائے گی پھر آپ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یوں نازل فرمایا غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث کا راوی سہل بن سعد ہے جو صحابی ہے مروان بن حکم سے روایت کرتا ہے جو تابعی ہے اس نے نبی کریم ﷺ سے خود نہیں سنا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر، ابن انباری، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ پر سکینہ غالب آگئی۔ حضور ﷺ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے حضور ﷺ کی ران سے بڑھ کر کسی چیز کو بھاری نہیں پایا پھر آپ پر وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا لکھو۔ میں نے اونٹ کے کندھے والی ہڈی پر لکھا لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا نے عرض کی جبکہ وہ نابینا تھے جب انہوں نے مجاہدوں کی فضیلت کو سنا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو مومن جہاد کی طاقت ہی نہیں رکھتے ان مومنوں کا کیا ہوگا؟ جب انہوں نے گفتگو ختم کی تو رسول اللہ ﷺ پر سکینہ پھر غالب آگئی تو آپ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے دوسری دفعہ بھی اسی طرح بوجھ محسوس کیا جس طرح پہلی دفعہ بوجھ محسوس کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوا، فرمایا اے زید پڑھو تو میں نے وہ آیت پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ حضرت زید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے الگ نازل فرمایا میں نے اسے آیت کے ساتھ ملا دیا، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں(2)۔

امام ابن فہر نے کتاب الفضائل مالک اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہارون رشید مدینہ طیبہ آیا تو برمکی کو امام مالک کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ میرے پاس وہ کتاب لائیں جو آپ نے تصنیف کی ہے تاکہ میں اسے آپ سے سنوں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے برمکی سے فرمایا امیر المومنین کو میرا سلام کہیں اور یہ پیغام دینا کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے، علم زیارت کے لئے نہیں آتا، علم کے پاس آیا جاتا ہے، وہ خود چل کر نہیں آتا۔ برمکی واپس ہارون کے پاس آیا، عرض کی اے امیر المومنین اہل عراق کو یہ خبر پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئے، اسی اثناء میں امام مالک تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس کتاب نہیں تھی۔ آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا۔ آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو علم کو پست کرے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں پست کر دے۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو آپ کے حسب ونسب سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں، تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور ﷺ کے عطا کردہ علم کی تعظیم کرو۔ امام مالک لگاتار ایسی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہارون رشید

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 216 (2781) بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 91 (2428)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

رونے لگا پھر کہا مجھے زہری نے خارجہ بن زید کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور ﷺ کی موجودگی میں کندھے کی ہڈی پر یہ آیت لکھ رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم وہاں موجود تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں آیات نازل فرمائی ہیں جبکہ میں نابینا ہوں، کیا میرے لئے اس میں رخصت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا میرا قلم ابھی تر تھا خشک نہیں ہوا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی، آپ کی ران میری ران پر آپڑی، خوف محسوس ہونے لگا کہ وحی کے بوجھ سے میری ران ٹوٹ ہی نہ جائے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے زید غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ لکھواے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے صرف ایک حرف (ان الفاظ) کے لئے جبرئیل امین کو پچاس ہزار سال کی مسافت سے بھیجا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ زیبا نہیں کہ میں اس کی تعظیم بجالاؤں؟

امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن مقسم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب غزوۂ بدر کا واقعہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو نابینا ہیں، کیا ہمارے لئے رخصت ہے تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے، گھروں میں بیٹھ رہنے والوں سے مراد جو معذور نہ ہوں یعنی مجاہدوں کو معذوروں کے علاوہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر کئی درجے فضیلت دی ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے راوی ثقہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی کیا میرے لئے رخصت نہیں، فرمایا نہیں۔ تو ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں نابینا ہوں، مجھے رخصت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل فرمائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی کتابت کا حکم ارشاد فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید، بزار، ابویعلی، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت فلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوتی آپ کی نظر ایک جگہ رک جاتی، آنکھیں کھلی ہوتیں، کان اور دل دوسری چیزوں سے بالکل فارغ ہو جاتے۔ جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم پہچان لیتے۔ آپ ﷺ نے کاتب سے فرمایا (یہ آیت) لکھو۔ ایک نابینا کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 268

ﷺ ہمارا کیا گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے نابینا سے کہا نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے تو وہ ڈر گیا کہ اس کے بارے میں کوئی چیز آپ پر نازل ہوگی، وہ یوں ہی کہتا رہا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے کاتب سے فرمایا لکھو غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے جبکہ میں نابینا ہوں، میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، کیا میرے لئے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا، میں نہیں جانتا کہ کیا تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے رخصت ہے؟ حضرت ابن ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں امراض اور دردوں نے جہاد سے روک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ کے الفاظ حضرت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئے۔ میں نے مسلمانوں کی بعض جنگوں میں دیکھا کہ ان کے پاس جھنڈا ہوتا تھا (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ جب یہ آیت نازل کی گئی تو حضرت ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی میرا عذر تو اللہ تعالیٰ نے غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ کے الفاظ کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ایک نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی میں جہاد کو پسند کرتا ہوں لیکن میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابیناں ہوں اور میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 334 (856) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269

3۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 165 (12775) 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1360 (682) دار الصمیعی الریاض

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 270 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زیاد بن فیاض رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے میرے رب میں تو آزمائش میں ڈالا گیا ہوں میں کیا کروں تو یہ کلمات نازل ہوئے (1)۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے ثابت کے واسطہ سے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے میرے رب میں میرا عذر، اے میرے رب میرے عذر کا کیا بنے گا تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے کلمات نازل ہوئے تو انہیں درمیان میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ جنگ میں حصہ لیتے اور کہتے مجھے جھنڈا دے دو اور مجھے صفوں کے درمیان کھڑا کردو، میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ، لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ (النور: 61) فانما لا تعمی الابصار (الحج: 16) اور عَبَسَ وَتَوَلَّى (عبس: 1) حضور ﷺ نے اسے بلایا اور اسے قریب کیا اور فرمایا تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں گھر بیٹھ رہنے والا مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے جبکہ گھروں میں رہنے والے معذور نہ ہوں۔ یہ فضیلت ستر درجے ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کی تفسیر معذورین سے کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معذوروں پر مجاہدوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْحُسْنَى کا معنی جنت کیا یعنی اللہ تعالیٰ ہر صاحب فضل کو فضل عطا فرماتا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور معذور نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے درجات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسلام ایک درجہ ہے، ہجرت کا اسلام میں درجہ ہے جہاد کا ہجرت میں درجہ ہے اور قتل کا جہاد میں درجہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 271، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان درجات منہ کی تفسیر پوچھی فرمایا درجات سے مراد وہ سات درجے ہیں جن کا ذکر سورۂ برأت میں ہے مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ پوچھا کیا یہ سات درجے ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی، جہاد کا درجہ مجمل تھا، جس نے اپنے کمال کے ساتھ جہاد کیا اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب ان درجات کا ذکر فضیلت کے ساتھ ہوا تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا، ان میں سے اس کا حصہ صرف نفقہ رہ گیا اور یہ آیت تلاوت کی لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ (التوبہ:120) فرمایا یہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً فرمایا یہ قاعد کا نفقہ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن محیریز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درجات ستر ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (2)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کے لئے چھ بھلائیاں ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں (۲) اسے ایمان کا ایک حلہ پہنایا جاتا ہے (۳) وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے (۴) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جاتا ہے (۵) جنت میں رہائش رکھتا ہے (۶) اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دو درجوں کے لئے اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ سب سے بہترین اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 260، بیروت 4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 207 (2770) بیروت

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو اس کے لئے جنت ثابت ہوگئی۔ ابوسعید یہ سن کر خوش ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ مجھ پر دوبارہ بیان کیجئے۔ حضور ﷺ نے اس پر دوبارہ اسے بیان کیا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو سو درجات میں بلند فرمائے گا اور دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہوتا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا اس کے لئے بھی درجہ ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ درجہ کیا ہے؟ فرمایا خبردار یہ تیری ماں کی چوکھٹ نہیں۔ دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے سو درجے ہیں اور اس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ جنت کے سو درجے ہیں، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ان میں یاقوت اور گھوڑے ہوں گے۔ ہر درجے میں امیر ہوگا جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا
مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا
ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًاۙ ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ
الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًاۙ ﴿۹۸﴾
فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

”بے شک وہ لوگ کہ قبض کیا ان (کی روحوں) کو فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ ظلم توڑ رہے تھے اپنی جانوں پر فرشتوں نے انہیں کہا تم کس شغل میں تھے (معذرت کرتے ہوئے) انہوں نے کہا ہم تو بے بس تھے زمین میں۔ فرشتوں نے کہا کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ تاکہ تم ہجرت کرتے اس میں؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم بہت بری پلٹ کر آنے کی جگہ ہے۔ مگر واقعی کمزور و بے بس مرد اور عورتیں اور بچے جو نہیں کر سکتے تھے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 5، صفحہ 260 (9545)، دارالکتب العلمیہ بیروت

(ہجرت کی) کوئی تدبیر اور نہیں جانتے تھے (وہاں سے نکلنے کا) کوئی راستہ تو یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا ان سے اور اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے"۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکوں کے ساتھ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے، تیر آتا جو پھینکا جاتا کسی کو لگتا اور اسے قتل کر دیتا یا اس پر تلوار کا وار کیا جاتا پس وہ قتل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ مسلمان ہوئے، وہ اسلام کو مخفی رکھتے، مشرک انہیں غزوہ بدر کے موقع پر ساتھ لے آئے۔ کچھ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے یہ ساتھی تو مسلمان تھے، انہیں مجبور کیا گیا اس لئے مسلمانوں نے ان کے لئے دعائے استغفار کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں جو لوگ رہ گئے تھے انہیں یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں تو وہ مکہ مکرمہ سے نکل پڑے۔ مشرکوں نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت: 10) اب مسلمانوں نے یہ آیت انہیں لکھ بھیجی، وہ سخت غمگین ہوئے اور ہر بھلائی سے مایوس ہو گئے تو ان کے بارے میں ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۠ (النحل) نازل ہوئی تو ان کی طرف یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک راہ نکالی ہے اس لئے وہاں سے نکل آؤ تو وہ صحابہ نکل پڑے، مشرکوں نے انہیں آلیا، ان سے جنگ کی۔ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت قیس بن فاکہ بن مغیرہ، حارث بن زمعہ بن اسود، قیس بن ولید بن مغیرہ، ابو العاص بن منبہ بن حجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھی ابوسفیان بن حرب اور قریش کے قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو ان کے جو آدمی مارے گئے ان کا بدلہ لیں۔ کچھ نوجوان مجبور ہو کر بھی ساتھ نکلے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ میدان جنگ کی بجائے یہ ایک اور جگہ جمع ہوئے پھر بدر میں بطور کافر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے رجوع کیا۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ پانچ افراد تھے جو قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ علی بن امیہ، ابو قیس بن فاکہ زمعہ بن اسود، ابو العاصی بن منبہ بن حجاج اور کہا میں پانچویں آدمی کو بھول گیا ہوں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 274 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 275 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276

WWW.NAFSEISLAM.COM

36B

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور آپ کے ساتھ نکلنے کو ترک کیا۔ ان میں سے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملنے سے پہلے ہی مر گیا فرشتوں نے اس کے منہ پر مارا اور اسے پشت کی طرف پھیر دیا(1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو انہوں نے ہجرت کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کچھ لوگ منافق تھے جو مکہ مکرمہ مین ہی رہ گئے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکوں کے حمایتی بن کر آئے تھے اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عباس، عقیل اور نوفل گرفتار کر لئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے فدیہ دیں۔ تو حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عباس تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آیت نمبر 97 کی تلاوت کی۔ جس روز یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ہجرت نہ کی تھی۔ وہ ہجرت تک کافر کے حکم میں ہی رہے مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راہ نہ پاتے۔ حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان بچوں میں سے ایک تھا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے اور اسلام لے آئے تھے مگر وہ ابو جہل کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے۔ غزوۂ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور بغیر عذر کے معذرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کچھ لوگ ایسے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا اور اس حکم سے خارج کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے تھے جو کوئی حیلہ نہ پاتے اور نہ ہی راستہ جانتے تھے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان کمزور لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر میں قتل ہوئے۔ یہ قریش کے کفار کے ساتھ شریک تھے مگر بے بس تھے(6)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 275، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12260)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76-275
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 278

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہوئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے ایمان نمایاں ہوا تو یہ نفاق بھی نمایاں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہمیں اس قوم سے یہ ڈر نہ ہوتا کہ وہ ہمیں عذاب دیں گے اور وہ ہمارے ساتھ یہ یہ سلوک کریں گے تو ہم اسلام لے آئے لیکن ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے۔ جب غزوۂ بدر کا موقع آیا مشرک اٹھے، انہوں نے کہا ہم میں سے جو بھی پیچھے رہا ہم اس کا گھر گرا دیں گے اور اس کا مال اپنے لئے مباح کر لیں گے۔ جو لوگ حضور ﷺ سے یہ باتیں کرتے تھے وہ کفار کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ ان میں سے جنگ میں قتل ہو گئے اور کچھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے جو قتل ہوئے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ بے شک وہ لوگ جن کی روحوں کو فرشتوں نے قبض کیا جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے الخ۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو تمہیں کمزور جانتے ہیں انہیں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت برا ٹھکانہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اہل صدق کی معذرت قبول کی مگر وہ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کمزور ہیں وہ کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی راہ پاتے ہیں کہ اس کی طرف نکل جائیں۔ اگر باہر نکلیں تو ہلاک ہو جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیاں معاف فرما دے جو وہ مشرکوں کے درمیان رہتے ہیں۔ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ گواہی دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم اس قوم کے ساتھ محض خوف کی وجہ سے نکلے۔ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ (الانفال:70) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو جانتا ہے جو تم نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ نکل کر کیا ہے وَ اِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ (الانفال:71) یہ مشرکوں کے ساتھ نکلے تھے تو ان میں سے کچھ پکڑ لئے گئے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے، میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے اے اللہ ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو مشرکوں کے قبضہ سے چھٹکارا دلا دے جو نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 13، دار الفکر بیروت

کوئی حیلہ پاتے ہیں اور نہ ہی کوئی راستہ پاتے ہیں (1)۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں حضور ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا کی اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما، اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات عطا فرما، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات فرما، اے اللہ مسلمانوں میں سے جو کمزور ہیں انہیں نجات عطا فرما، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی پکڑ سخت کردے، اے اللہ ان کے سالوں کو یوں خشک کردے جس طرح حضرت یوسف کے سال تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے انتہائی بوڑھا مرد، بوڑھی عورت، چھوٹی بچیاں اور بچے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن یحیٰی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے چالیس روز صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعا کی آپ دعا میں یہ الفاظ ادا کرتے تھے اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، عاصی بن ہشام اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما جو نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی نکلنے کی کوئی راہ دیکھتے ہیں (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ وہ ایک جنگ میں مشرکوں کے حمایتی بن کر نکلے، ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان میں سے جو لوگ معذور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول کر لیا جن کا کوئی عذر نہ تھا وہ ہلاک ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اور میری والدہ معذوروں میں سے تھے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے حیلہ کا معنی قوت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نہ مدینہ جانے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ ہی راستہ سے آگاہ تھے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کا راستہ نہیں جانتے تھے (6)۔

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278
2۔ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، جلد 1، صفحہ 341، دار ابن کثیر دمشق
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 108 (5051)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272 (11708)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278
6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اور جو شخص ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں پائے گا زمین میں پناہ کے لئے بہت جگہ اور کشادہ روزی اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانا اور سَعَةً کا معنی رزق نقل کیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی جگہ نقل کیا ہے (2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا ہذیل کی لغت میں اس کا معنی وسعت ہے۔ عرض کیا گیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَاَتْرُكُ اَرْضَ جَهْرَةَ اِنَّ عِنْدِیْ رِجَاءً فِی الْمُرَاغِمِ وَالتَّعَادِیْ

جہرہ کے علاقہ کو چھوڑ دو کیونکہ میرے ہاں آسودگی اور دشمنی میں امید موجود ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ہجرت کی جگہ نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی جہاں رزق حاصل کیا جا سکے نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی وسعت کی جگہ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی گمراہی سے ہدایت کی طرف اور تنگ دستی سے خوشحالی کی طرف نکلنے کی جگہ نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سَعَةً کا معنی خوشحالی نقل کیا ہے۔

امام ابن قاسم سے مروی ہے کہ مالک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّسَعَةً کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مصیبت سے خلاصی۔

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ثقہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا مجھے اٹھاؤ اور مشرکوں کے علاقہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوئے تو یہ وحی نازل ہوئی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 283
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 284
6۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام ضمرہ تھا، وہ مریض تھا اس نے گھر والوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں سخت گرمی محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تمہیں کہاں لے چلیں، اس نے اپنے ہاتھ سے مدینہ طیبہ کے راستہ کی طرف اشارہ کیا۔ گھر والے اسے لے چلے، مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلہ پر وہ فوت ہو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابو حاتم بجستانی نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے کتاب المعمرین میں یہ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ آیت اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا لیثی کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ تو لیثی سے بہت پہلے نازل ہوئی یہ خاص و عام ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا جو بیمار ہو گیا۔ اس کا نام ضمرہ بن عیس تھا یا عیس بن ضمرہ تھا۔ جب صحابہ کو ہجرت کا حکم ہوا تو یہ بیمار تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو کہا کہ اس کے لئے چارپائی بچھائیں۔ انہوں نے اس کے لئے چارپائی بچھا دی پھر اسے اٹھا لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ جب وہ تنعیم پر پہنچا تو فوت ہو گیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ ابوضمرہ بن عیس سے روایت نقل کرتے ہیں یہ مکہ میں رہتا تھا اور نابینا تھا۔ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی جس میں کمزوروں کا ذکر تھا تو اس نے کہا میں تو غنی ہوں اور میرے پاس تو چارہ کار بھی موجود ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا ارادہ کیا تو تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 96 نازل ہوئی جس میں مکہ مکرمہ میں رہنے والے معذور مسلمانوں کے لئے رخصت کا ذکر تھا پھر گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کا ذکر ہوا اور معذوروں کے لئے رخصت نازل ہوئی یہاں تک کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا نازل ہوئی تو انہوں نے کہا یہ حکم کو واجب کرنے والی ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن عیس جو بنولیث میں سے تھا اور اس کی آنکھ خراب تھی، نے کہا میرے پاس تو ہجرت کرنے کے وسائل ہیں میرے پاس مال ہے پس مجھے اٹھا لو۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے چلا تو بیمار تھا، تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا۔ اسے تنعیم کی مسجد کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 279
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 282
4۔ ایضاً، جلد 280

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ایک مومن مکہ مکرمہ میں تھا جسے ضمرہ کہتے یوں الفاظ بھی ہیں مکہ میں سبرہ کا غلام تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس مال ہے جو مجھے مدینہ طیبہ بلکہ اس سے دور جگہ تک بھی پہنچا سکتا ہے میں ضرور مدینہ جاؤں گا۔ اس نے گھر والوں سے کہا مجھے لے چلو ان دنوں وہ مریض تھا۔ جب حرم سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کر لیا اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا اللہ کی قسم میرا تو کوئی عذر نہیں میں راستہ جانتا ہوں، میں خوشحال ہوں، مجھے اٹھا لو اس کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا۔ اسے راستہ میں ہی موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو بنی ضمرہ میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا مجھے روح کی طرف لے چلو۔ وہ اسے لے چلے۔ جب وہ حصحاص کے مقام پر تھا تو وہ مر گیا تو اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علباء بن احمر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنو خزاعہ کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 سنی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا جبکہ وہ بیمار تھے میری سواری تیار کرو۔ مکہ کے دونوں پہاڑوں نے مجھے غمگین کر دیا ہے، مجھے امید ہے کہ میں یہاں سے نکلوں گا تو مجھے راحت نصیب ہو گی۔ وہ اپنی سواری پر بیٹھا پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا اور راستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اس نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا تو اس نے کہا اے اللہ میں تیری اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں (5)۔

امام سنید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن جندب ضمعی نے کہا اے اللہ مجھے معذرت اور حجت کے بارے میں خبر پہنچی ہے جبکہ میرے لئے نہ کوئی عذر ہے اور نہ ہی حجت پھر وہ نکل پڑے جبکہ وہ انتہائی بوڑھے تھے تو راستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا وہ ہجرت سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ ولایت پر ہیں یا نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 281 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارے میں آیت نازل فرمائی جو مشرکوں کی معیت میں بدر میں مارے گئے تھے تو بنولیث کے ایک آدمی نے اس آیت کو سنا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا تھا۔ یہ انتہائی بوڑھا تھا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا میں آج رات مکہ میں نہیں گزاروں گا۔ وہ اسے لے کر نکل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے راستہ پر جب تنعیم کے مقام پر پہنچے تو اسے موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنولیث کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو جندع میں سے ایک شاخ تھی۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جندع بن ضمرہ جندعی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو اس کے غم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے تو گھر والوں نے پوچھا کہاں لے چلیں تو اس نے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کیا وہ ہجرت کا ارادہ رکھتا تھا گھر والے اسے لے کر نکل پڑے جب وہ اضاء بنو غفار میں پہنچے تو وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جو بنو کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے ہجرت کی وہ راستہ میں ہی فوت ہو گیا اس کی قوم نے اس کے ساتھ مذاق اور استہزاء کیا اور کہا نہ یہ وہاں پہنچا جہاں کا اس نے ارادہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان میں رہا جو اس کی خدمت کرتے اور اسے دفن کیا جاتا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے نکلا جبکہ وہ نبی مکرم اور صحابہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا تو اسے راستہ میں ہی موت آ گئی۔ تو اس کی قوم کے لوگوں نے کہا اس نے کوئی چیز نہیں پائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت خالد بن حزام نے حبشہ کے علاقہ کی طرف ہجرت کی۔ راستہ میں سانپ نے انہیں ڈسا تو یہ فوت ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے آنے کی توقع رکھتا تھا اور ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب مجھے ان کی وفات کی خبر پہنچی تو جتنا غم مجھے ان کی وفات کا ہوا، اتنا غم کسی اور چیز کا نہ ہوا کیونکہ قریش میں سے کم ہی کوئی ایسا شخص ہو گا کہ اس نے ہجرت کی ہو اور اس کے ساتھ گھر میں سے یا ذی رحم رشتہ دار نہ ہو، بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اس کے سوا کسی کے ہجرت کرنے کی مجھے کوئی امید بھی نہ تھی۔

امام ابن سعد نے حضرت مغیرہ بن عبد الرحمٰن خزاعی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حبشہ کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 281، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

دوسری ہجرت میں حضرت خالد بن حزام ہجرت کے لئے نکلے راستہ میں سانپ نے اسے ڈسا تو وہ فوت ہو گئے جبکہ وہ ابھی حبشہ کے علاقہ میں نہیں پہنچے تھے تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جس نے جہاد میں جانے کے لئے کچھ فاصلہ بھی طے کیا تو اس کے لئے مال غنیمت میں حصہ ہے وہ اسی آیت سے استدلال کرتے یعنی وہ آدمی جو اپنے گھر کو اس نیت سے چھوڑتا ہے کہ جہاد میں حصہ لے اور جہاد میں حصہ لینے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے تو مال غنیمت میں اس کا حصہ بھی ہوگا (2)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے ارادہ سے گھر سے نکلا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا کیا مقام ہے؟ وہ اپنی سواری سے نیچے گرا وہ مرگیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا یا کسی جانور نے اسے ڈسا تو وہ مرگیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے یا وہ راستہ میں طبعی موت مرا تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ کی قسم حتف انفہ ایسا کلمہ ہے جو میں نے پہلے کسی عرب سے نہیں سنا تھا جو فوراً مرگیا اس کے لئے جنت ثابت ہوگئی (3)۔

امام ابویعلی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی حج کے ارادہ سے نکلا، وہ (راستہ میں) مرگیا تو قیامت تک حاجی کا اجر اس کے حق میں لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے ارادہ سے نکلا (راستہ میں) وہ مرگیا تو قیامت تک اس کے لئے عمرہ کرنے والے کا اجر لکھا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تو قیامت تک اس کے حق میں نمازی کا درجہ لکھا جائے گا (4)۔

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

"اور جب تم سفر کرو زمین میں تو نہیں تم پر کچھ حرج اگر تم قصر کرو نماز میں اگر ڈرو اس بات سے کہ تکلیف پہنچائیں گے تمہیں کافر۔ بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور ابن حبان نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیت میں یہ حکم ہے جبکہ لوگ تو امن میں ہیں (کوئی خوف کی کیفیت

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 119، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2445)
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 474 (4100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں) تو حضرت عمر نے مجھے فرمایا میں بھی اس چیز سے متعجب ہوا تھا جس سے تو متعجب ہوا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، اللہ کا صدقہ قبول کرو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ دو رکعتیں ہیں، میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہو گا جبکہ ہم امن میں ہیں؟ فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ سفر میں نماز کی قصر کو جائز سمجھتے ہیں ہم کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں پاتے، ہم تو صلوٰۃ خوف کا ذکر قرآن میں پاتے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے، ہم اسی طرح عمل کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ کیا کرتے تھے، سفر کی حالت میں قصر سنت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے قائم کی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز منی میں دو رکعتوں کی صورت میں پڑھی جبکہ لوگ کتنے ہی زیادہ اور کتنے ہی امن میں تھے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں جبکہ ہم حالت امن میں تھے، ہمیں کوئی خوف نہ تھا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا، میں دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔ اس علاقہ کے علماء مجھے ملے، انہوں نے پوچھا تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ میں نے کہا دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا یہ قرآن سے ثابت ہے یا سنت سے ثابت ہے؟ میں نے کہا سنت اور قرآن دونوں سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ہی نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ تو حالت جنگ میں تھے تو میں نے سورۂ فتح کی آیت لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ (الفتح: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 136، دار الفکر بیروت
3۔ جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ بمنیٰ، جلد 1، صفحہ 127، مکتبہ رحیمہ　4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 97

اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ (النسا: 101, 102) (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی جبکہ ہم حالت امن میں تھے۔ ہمیں کوئی خوف نہ تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ہم سفر کرتے ہیں، ہم کس طرح نماز پڑھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ کو نازل فرمایا پھر وحی منقطع ہوگئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تو ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکوں نے کہا محمد اور ان کے اصحاب نے پشت کی جانب سے تم پر حملہ کرنے کا موقع دیا ہے، کیا تم ان پر حملہ نہیں کرو؟ گے تو ان میں سے ہی ایک آدمی نے کہا ان کے پیچھے اتنی مقدار اور بھی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو نمازوں کے درمیان یہ حصہ نازل فرمایا اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ تو صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ میں تاجر ہوں اور بحرین جاتا رہتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے (فَاقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور اِنْ خِفْتُمْ نہیں پڑھتے تھے جبکہ مصحف عثمان میں ہے اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امام ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا سفر میں مکمل نماز پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حالت جنگ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت 2 جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر، جلد 1، صفحہ 91

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 286 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 204 (8162)

میں تھے آپ ﷺ کو تو دشمنوں کا خوف ہوتا تو کیا تم بھی خوف محسوس کرتے ہو؟(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کون سے صحابی سفر میں نماز مکمل پڑھتے تھے تو انہوں نے جواب دیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت امیہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم قرآن حکیم میں حالت خوف میں تو صلوٰۃ قصر پاتے ہیں لیکن حالت سفر میں صلوٰۃ قصر نہیں پاتے تو حضرت عبد اللہ نے جواب دیا ہم نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے ہم بھی اس طرح کرتے ہیں (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ مشرک ضجنان کے مقام پر تھے۔ صحابہ نے اکٹھے نماز پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔ رکوع، سجود، قیام سب صحابہ اکٹھے کر رہے تھے۔ مشرکوں نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے مال پر حملہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ (النساء:102) نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے صحابہ کی دو جماعتیں بنا دیں۔ سب نے اکٹھے تکبیر کہی پھر پہلی جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا جبکہ دوسری جماعت کھڑی رہی۔ انہوں نے سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے پھر آپ نے تکبیر کہی سب نے رکوع کیا۔ دوسری جماعت آگے ہو گئی اور پہلی جماعت پیچھے ہٹ گئی۔ انہوں نے سجدے بھی آگے پیچھے کیے جس طرح پہلی دفعہ کیا تھا اور عصر کی نماز قصر کی صورت میں پڑھی (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خوف اور جنگ کی وجہ سے نماز میں قصر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سمت منہ کرے سوار ہو یا پیدل۔ جہاں تک نبی کریم ﷺ کی نماز کا تعلق ہے تو وہ دو رکعتیں تھیں۔ سفر کی حالت میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھنا قصر نہیں بلکہ یہ پوری نماز ہے (5)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نماز اس وقت تھی جب مومنوں کو کافروں سے خوف ہو۔ حضور ﷺ نے بعد میں دو رکعتیں ادا کرنے کی سنت قائم کی وہ قصر نہیں ہے بلکہ وہ مکمل نماز ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب تو سفر میں دو رکعت نماز ادا کرے تو یہ مکمل نماز ہے۔ قصر اس وقت ہے جب تجھے کافروں سے خوف ہو کہ وہ نماز کی حالت میں تجھے تکلیف پہنچائیں گے قصر نماز ایک رکعت ہے۔ امام قیام کرے گا اس کے ساتھ دو جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت امام کے پیچھے ہوگی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے ہوگی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہے وہ ایک رکعت پڑھے گی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 287، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288
5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 512 (4255)، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 517 (4274)

پھر پچھلے پاؤں چلتے ہوئے اس جماعت تک پہنچ جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت کھڑی تھی وہاں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ الٹے پاؤں چلنا ہوگا پھر دوسری جماعت آئے گی اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی پھر امام بیٹھ جائے گا اور سلام پھیرے گا۔ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ایک رکعت پڑھیں گے پھر واپس اپنی صف میں چلے جائیں گے۔ دوسرے کھڑے ہو جائیں گے اپنی رکعت کے ساتھ دوسری رکعت ملائیں گے جو امام کی رکعت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ امام کی دو رکعتیں ہوں گی جبکہ ان کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا ہذیل کی لغت میں فتنہ کا معنی عذاب اور جہالت ہے نافع نے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهِدٌ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٌ وَمَفْتُوْنٌ

اللہ کے بندوں میں سے ہر کوئی مکہ مکرمہ کی وادی میں مجبور، مظلوم اور عذاب دیا جا رہا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سماک حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قصر کی نماز کے بارے پوچھا۔ فرمایا دو رکعتیں مکمل نماز ہے قصر نہیں۔ قصر صرف خوف کی نماز ہے۔ میں نے پوچھا خوف کی نماز کون سی ہے؟ فرمایا امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائے۔ یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے اور یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو جائیں جبکہ مقتدیوں نے ایک ایک رکعت پڑھی ہو (2)۔

امام مالک، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نماز سفر اور اقامت میں دو دو رکعت فرض ہوئی۔ سفر کی نماز کو اس حالت پر باقی رکھا گیا جبکہ اقامت کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا (3)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ پر نماز دو رکعت فرض ہوئی۔ جب آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو آپ پر چار چار رکعتیں فرض ہو گئیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں برقرار رکھی گئیں (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مغرب کی نماز کے علاوہ نماز دو دو رکعت فرض کی گئی، مغرب کی نماز تین رکعتیں فرض کی گئی۔ جب نبی کریم ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ پہلے والی نماز ادا فرماتے، جب آپ مقیم ہوتے تو دو رکعتوں کے ساتھ دو اور رکعتیں ملا لیتے مگر مغرب کی نماز کیونکہ یہ وتر ہے اور صبح کی نماز دو رکعت ہی رہی کیونکہ اس میں قرأت لمبی ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 290

3۔ صحیح مسلم، باب صلوٰۃ المسافرین وقرھا جلد 1 صفحہ 241، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ مصنف عبد الرزاق، باب صلوٰۃ المسافر، جلد 2، صفحہ 515 (7267)

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 145، دار الفکر بیروت

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل مکہ چار برد سے کم مسافت میں قصر نہ کرو، یہ مسافت مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہے (1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں چار برد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اور روزہ افطار کرتے یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہوتا تو پھر بھی یہی کرتے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کیا آپ عرفہ تک سفر میں قصر کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ جب عسفان، جدہ اور طائف تک سفر کروں تو قصر کرتا ہوں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حالت اقامت میں چار اور حالت سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت لازم کی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قصر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ تو دشمن کا سامنا کرے جبکہ نماز کا وقت ہو چکا ہو تو تکبیر کہے، سر کو اشارہ کے ساتھ جھکائے، سوار ہو یا پیدل۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں قصر جنگ کے وقت ہے۔ آدمی سواری پر سوار ہو کر جس طرف بھی منہ ہو تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لے۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 137، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 215 (83-8282) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

اور (اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام!) جب آپ ان میں موجود ہوں اور قائم کریں آپ ان کے لئے نماز تو چاہیے کہ کھڑا ہو ایک گروہ ان سے آپ کے ساتھ اور وہ پکڑ رکھیں اپنے ہتھیار۔ پس جب سجدہ کر چکیں تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے اور آ جائے دوسرا گروہ جس نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی پس (اب) وہ نماز پڑھیں آپ کے ساتھ اور لیے رہیں اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار۔ تمنا کرتے ہیں کافر اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ سے اور اپنے ساز و سامان سے تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر یک بارگی اور نہیں کوئی حرج تم پر اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے یا ہو تم بیمار تو اتار دو اپنے ہتھیار مگر (دشمن کی نقل و حرکت سے) ہوشیار رہو۔ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ جب تم ادا کر چکو نماز تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے) پھر جب مطمئن ہو جاؤ (دشمن کی طرف سے) تو ادا کرو نماز (حسب دستور) بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقرر وقت پر۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دار قطنی، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو عیاش زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عسفان میں تھے۔ مشرک ہمارے سامنے آ گئے جن پر خالد بن ولید امیر تھا۔ وہ مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، مشرکوں نے کہا مسلمان ایسی حالت پر تھے، کاش ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے۔ پھر انہوں نے کہا ان پر ایسی نماز کا وقت ہونیوالا ہے جو انہیں ان کے بیٹوں اور جانوں سے بھی عزیز ہے۔ تو جبرئیل امین ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت لائے۔ نماز کا وقت ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ صحابہ نے اسلحہ پکڑ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنا لیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسرے صحابہ کھڑے نگہبانی کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ سجدہ کر چکے اور اٹھ کھڑے ہوئے تو دوسری صف والے صحابہ بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی جگہ سجدہ کیا پھر دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ ہو گئے اور پہلی صف والے دوسری صف والوں کی جگہ ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسری صف کھڑی تھی اور حفاظت کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ بیٹھے تو دوسرے صحابہ بیٹھ گئے تو انہوں نے سجدہ کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا اور ایک طرف ہو گئے۔ یہ بھی کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز دو دفعہ پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنو سلیم میں (1)۔

1۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 59، دار المحاسن قاہرہ

امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ضجنان اور عسفان کے درمیان فروکش ہوئے۔ مشرکوں نے کہا ان مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنے آباء اور بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے، وہ عصر کی نماز ہے، تیاری کرلو اور یک بارگی ان پر حملہ کر دینا۔ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں اور انہیں نماز پڑھائیں، ایک جماعت آپ کے پیچھے کھڑی ہو پھر دوسرے آئیں اور ایک رکعت آپ کے ساتھ پڑھیں پھر یہ اسلحہ لے لیں۔ دونوں کے لئے ایک ایک رکعت ہوگی جبکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دو رکعتیں ہوں گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یزید فقیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سفر میں دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا کیا یہ قصر ہیں تو انہوں نے فرمایا سفر میں دو رکعتیں مکمل ہیں، قصر حالت جنگ میں ایک رکعت ہے۔ اسی اثناء میں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھے کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے ایک جماعت نے صف بنائی جبکہ دوسری جماعت کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی اور ان کے ساتھ دو سجدے کیے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے۔ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے دوسرے لوگ آگے آ گئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور انہیں دو سجدے کرائے پھر رسول اللہ ﷺ نے قعدہ کیا اور سلام پھیرا تو جو آپ کے پیچھے تھے۔ انہوں نے اور دوسرے صحابہ نے بھی سلام پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں تھیں جبکہ صحابہ کی ایک ایک رکعت تھی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سلیمان یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں قصر کے بارے میں پوچھا کہ کس روز یہ حکم نازل ہوا؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا تھا۔ جب ہم نخل کے مقام پر تھے قوم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا، کہا اے محمد کیا تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، اس نے تلوار سونتی اور حضور ﷺ کو دھمکی دی پھر رسول اللہ ﷺ نے کوچ کی منادی کرائی اور اسلحہ لے لیا پھر اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قوم میں سے ایک جماعت کو نماز پڑھائی جبکہ دوسری جماعت نگہبانی کر رہی تھی۔ جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے انہیں آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے اور ساتھیوں کی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ دوسرے لوگ نگہبانی کر رہے تھے پھر حضور نے سلام پھیرا۔ حضور ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں جبکہ قوم کی دو دو رکعتیں تھیں اللہ تعالیٰ نے نماز کے قصر کا حکم دیا اور مسلمانوں کو اسلحہ ساتھ رکھنے کا ارشاد فرمایا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابو داود، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 289

حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے سالم سے وہ اپنے باپ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ خوف ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسری جماعت دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی پھر وہ جماعت جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی تھی وہ چلی گئی اور ان لوگوں کی جگہ جا کھڑے ہو گئے جو دشمن کے سامنے کھڑے تھے اور وہ دوسری جماعت جو دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی وہ آ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک اور رکعت پڑھی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا پھر ہر ایک جماعت اٹھی اور اس نے ایک ایک رکعت نماز ادا کی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ حکم صلوۃ خوف کا ہے امام کھڑا ہو تو اس کے ساتھ ایک جماعت کھڑی ہو، ایک جماعت اپنا اسلحہ لے اور دشمن کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ امام جماعت کو ایک رکعت پڑھائے پھر اسی طرح بیٹھا رہے، قوم کھڑی ہو جائے، وہ خود ایک رکعت پڑھے جبکہ امام بیٹھا ہوا ہو پھر یہ چلے جائیں اور دوسری جماعت کی جگہ کھڑے ہو جائیں پھر دوسرے آئیں، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سلام پھیر دے۔ یہ جماعت اٹھ کھڑی ہو، اکیلے ایک رکعت پڑھیں۔ بطن نخلہ میں حضور ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھائی تھی (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ذی قرد میں صلوۃ خوف پڑھی۔ حضور ﷺ نے لوگوں کی دو صفیں بنائیں، ایک صف آپ کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے باقی کی قضاء نہ کی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف پڑھی سفیان نے کہا پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جیسی روایت ذکر کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے۔ انہوں نے پوچھا تم میں سے کس نے صلوٰۃ خوف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پڑھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ایک صف آپ کے پیچھے بنالی اور ایک صف دشمنوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ دوسروں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے لوگ آ گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے دوسری رکعت کی قضاء نہ کی (5)۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 73، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 296
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 511 (4251) بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 213، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 168، دار الریاض قاہرہ

87B

امام ابوداؤد، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ذات رقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک صف آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور جو جماعت آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی تکبیر کہی پھر حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے بھی رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ آپ نے سر اٹھایا تو ان لوگوں نے بھی سر اٹھایا پھر حضور ﷺ بیٹھے رہے۔ لوگوں نے دوسرا سجدہ کیا پھر لوگ کھڑے ہو گئے پھر الٹے پاؤں چلتے گئے یہاں تک کہ پیچھے کھڑے ہو گئے دوسری جماعت آ گئی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی پھر خود ہی رکوع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دوسرا سجدہ کیا پھر رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے خود ہی دوسرا سجدہ کیا پھر دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا پھر آپ نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ نے جلدی جلدی کیا، جتنی تخفیف ہو سکتی تھی تخفیف کی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو سب صحابہ نے بھی سلام پھیرا پھر آقائے دوعالم ﷺ اٹھے جبکہ لوگ آپ کی مکمل نماز میں شریک ہو چکے تھے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ خوف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت اس جماعت کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی سب کے منہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں جماعتوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے رکوع کیا جو آپ کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے سجدہ کیا جبکہ دوسرے بیٹھے رہے پھر یہ الٹے پیچھے ہٹے اور بیٹھنے والے صحابہ کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے جماعت کرائی۔ بعد میں آپ ﷺ نے سلام پھیرا جبکہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے دوسرا سلام پھیرا تو دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ ان سب نے اپنے اپنے طور پر ایک رکعت اور دو سجدے ادا کیے (2)۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت صالح بن خوات رحمہ اللہ سے انہوں نے اس صحابی سے روایت نقل کی جس نے حضور ﷺ کے ساتھ ذات رقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔ ایک جماعت نے حضور ﷺ کے ساتھ صف باندھی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے تھی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ تھی اسے حضور ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ کھڑے رہے۔ لوگوں نے اپنی نماز کو مکمل کیا اور چلے گئے اور دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آئی، حضور ﷺ نے باقی ماندہ نماز میں سے ایک رکعت اس جماعت کو پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے۔ جماعت نے اپنی نماز مکمل کی پھر حضور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (1250)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 486 (1249)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا (1)۔

امام عبد بن حمید اور دار قطنی نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی کچھ صحابہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا تو یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے آ گئے، حضور ﷺ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیر دیا رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں ہوگئیں اور مسلمانوں کی دو دو رکعتیں ہوگئیں (2)۔

امام دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کو مغرب کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی۔ یہ لوگ چلے گئے، دوسرے آ گئے تو حضور ﷺ نے انہیں بھی تین رکعتیں پڑھائیں۔ حضور ﷺ کی چھ رکعتیں ہوگئیں جبکہ صحابہ کی تین تین رکعتیں ہوگئیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں صلوٰۃ خوف پڑھائی وہ دو صفوں میں کھڑے ہوئے ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، دوسرے آ گئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے اور یہ دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔ یہ لوگ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی پھر سلام پھیرا (4)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت عروہ بن مروان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ خوف پڑھی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ مروان نے پوچھا کہاں پڑھی فرمایا نجد کے غزوہ میں۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی جبکہ ان کی پشتیں قبلہ کی جانب تھیں رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو جو جماعت آپ ﷺ کے پیچھے تھی اس نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس جماعت نے بھی سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے دشمن کے سامنے کھڑے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ والی جماعت بھی کھڑی ہوگئی اور دشمن کی طرف چلی گئی اور دشمنوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ دوسری جماعت آئی انہوں نے رکوع کیا، سجدہ کیا رسول اللہ ﷺ اسی طرح کھڑے رہے پھر لوگ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسرا رکوع کیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہی سجدہ کیا پھر وہ جماعت آ گئی جو دشمنوں کے مقابل تھی۔ انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے ہوئے تھے پھر سلام کا مرحلہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں تھیں جبکہ ہر جماعت کی ایک ایک رکعت تھی (5)۔

1۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 171، دار الریان قاہرہ
2۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 61، دار المحاسن قاہرہ
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (2151) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 62
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 488 (1253)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں صلوٰۃ خوف کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جبکہ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر آپ ﷺ سجدے میں گر گئے جو صف آپ ﷺ کے ساتھ تھی اس نے بھی سجدہ کیا پھر دوسرے لوگ اپنے بھائیوں کی حفاظت میں کھڑے رہے۔ جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہو گئے اور کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف سجدہ میں چلی گئی۔ انہوں نے دو سجدہ کیے پھر کھڑے ہو گئے۔ پہلی صف پیچھے چلی گی اور پچھلی صف آگے آ گئی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ اور سب نے رکوع کیا رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جبکہ پیچھے کھڑے بھائیوں کی حفاظت کرتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو پچھلی صف سجدے میں گر گئی پھر نبی کریم ﷺ نے سلام پھیرا (1)۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نخل کے مقام پر بنو محارب کا محاصرہ کیے ہوئے تھے پھر لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ جماعت ہونے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ دشمن کے سامنے تھا جو بات چیت کرتے رہے، دوسرے حصہ کو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا یہ لوگ چلے گئے اور اپنے بھائیوں کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ہر جماعت کی دو رکعتیں ہو گئیں (2)۔

امام بزار، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ عسفان کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی تو دشمنوں نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو رکوع وسجود کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اگر تم ان پر حملہ کر دیتے تو انہیں تمہارے بارے میں علم ہی نہ ہوتا یہاں تک کہ تم ان پر جا پڑتے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا ان کی ایک اور نماز ہے جو انہیں اپنے گھر والوں اور اپنے اموال سے بھی زیادہ محبوب ہے، صبر کرو یہاں تک کہ اس نماز کا وقت ہو جائے، ہم اکٹھے ان پر حملہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور حضور ﷺ کو اس مشورہ سے آگاہ کیا جو انہوں نے آپس میں کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، دشمن قبلہ کی جانب تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو سب صحابہ نے تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ تو سب صحابہ نے رکوع کیا جب حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف اس صف نے سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جو لوگ ان کے پیچھے تھے وہ دشمنوں کے سامنے کھڑے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہو گئے تو دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ جو صف حضور ﷺ کے قریب تھی وہ پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے آ گئی اب یہ رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے۔ جب حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو سب

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 58، دار المحاسن قاہرہ 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

نے سر اٹھایا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف انہوں نے سجدہ کیا جو حضور ﷺ کے قریب تھے۔ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور قعدہ کیا جو آپ ﷺ کے قریب تھے وہ بھی بیٹھ گئے اور دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ بھی بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا تو سب نے سلام پھیرا۔ جب مشرکوں نے مسلمانوں کو اس حال میں دیکھا کہ بعض مسلمان سجدہ کر رہے ہیں اور بعض کھڑے ہیں تو انہوں نے کہا ہم نے جو ارادہ کیا تھا اس سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عالیہ ریاحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان کے علاقہ میں دار کے مقام پر تھے۔ اس دن انہیں کوئی زیادہ خوف نہ تھا لیکن انہوں نے پسند کیا کہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے نبی کی سنت سکھائیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی دو صفیں بنا دیں، ایک جماعت کے پاس اسلحہ تھا جو دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھے اور دوسرا طائفہ آپ کے پیچھے تھا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک دوسرے لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آ گئی یہاں تک آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بھی کھڑے تھے۔ سب نے ایک رکعت پڑھی۔ بعض نے بعض کو سلام کیا۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو گئیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ دشمن ضجنان کے مقام پر تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی مشرکوں نے آپ ﷺ کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور تمام صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے بھی رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ ﷺ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا۔ دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر کھڑی رہی جبکہ وہ دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ جب انہوں نے سر اٹھا لئے۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا اور دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ مجاہد نے کہا ان کی تکبیر، رکوع اور سلام اکٹھے تھا جبکہ انہوں نے سجدے جماعتوں کی صورت میں کیے۔ مجاہد نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ خوف نہ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد پڑھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو دو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 32 (4323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 214، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

رکعتیں پڑھیں مگر مغرب کی نماز یہ حضور ﷺ نے تین رکعتیں پڑھائی تھی (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ انہوں نے مسلمانوں پر کیوں حملہ نہ کیا۔ ایک آدمی نے مشرکوں سے کہا کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے ان کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی تو ہم ان پر حملہ کر دیں گے۔ تو وہ اس نماز کا انتظار کرنے لگے۔ صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں عصر کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، ہم نخل کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جبکہ ہم سب اکٹھے تھے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو کافروں نے مشورہ کیا کہ کاش ہم مسلمانوں پر اس وقت حملہ کر دیتے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا ان کی ایک نماز ہے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں جو ابھی آنے والی ہے۔ یہ انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جب یہ وہ نماز پڑھیں تو ان پر حملہ کر دینا۔ جبرائیل امین خبر لائے اور بتایا کہ وہ کس طرح نماز پڑھیں۔ جب عصر کا وقت ہوا نبی کریم ﷺ دشمن کی جانب کھڑے ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو ہم سب نے تکبیر کہی پھر اسی کی مثل روایت نقل کی (3)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے صلوٰۃ خوف کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا۔ ایک طائفہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا تھا جبکہ انہوں نے منہ دشمن کی طرف کئے ہوئے تھے ایک طائفہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ اس طائفہ کی طرف چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی۔ وہ طائفہ آ گیا جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے کرائے پھر ان پر سلام پھیرا پھر ان پر سلام پھیرا جب حضور ﷺ سلام پھیر چکے تو جو دشمن کے سامنے وہ اٹھ کھڑے ہوئے، سب نے تکبیر کہی، ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے جبکہ حضور ﷺ سلام پھیر چکے تھے۔

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف سے پہلے چھ غزوات کیے صلوٰۃ خوف ساتویں سال پڑھی گئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت اپنا اسلحہ ساتھ رکھتی وہ دشمن کے سامنے رہتی جبکہ دوسری جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھتی پھر نماز پڑھنے والا اسلحہ اٹھا لیتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 215 2۔ مصنف عبدالرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 502، بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 300 4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 348، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور دشمن کے سامنے چلا جاتا اور دوسرے افراد لوٹ آتے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتے، امام کی دو رکعتیں ہو جاتیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوتی پھر وہ ایک رکعت کی قضا کرتے۔ اس طرح ان کی نماز مکمل ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ طائفہ سجدہ کر چکے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ سجدہ سے فارغ ہو جائے پس وہ اپنے سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے سامنے اس جگہ انتظار کریں جہاں باقی جماعت ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں داخل نہیں ہوئی (2)۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ یہ زخمی تھے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مقاتل بن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ اسلحہ رکھنے اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم عَذَابًا مُّهِيْنًا سے مراد ذلت والا عذاب۔ جب تمام صلوٰۃ خوف مکمل کر چکو تو زبان سے اللہ کا ذکر کرو اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کا ذکر رات و دن، خشکی و تری، سفر و حضر، غنا و فقر، مرض و صحت، خفیہ و ظاہر اور ہر حالت میں کرو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ ایک قوم کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے پھر یہ آیت پڑھی، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے جب ایک آدمی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تم دار سفر سے دار اقامہ کی طرف نکلو تو نماز کو مکمل کرو (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے شہروں میں مقیم ہو جاؤ تو اپنی نمازوں کو مکمل کرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ گے تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے جب تم شہروں میں مقیم ہو جاؤ۔ ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم فروکش ہو جاؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 299، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 293 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 304 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے جب تمہیں خوف کے بعد اطمینان ہو جائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز پڑھ پھر سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور بیٹھ کر نماز نہ پڑھو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ موقوت کا معنی واجب ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی مفروض نقل کیا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی فرض واجب نقل کیا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا معنی کتاب واجب نقل کیا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کا وقت اسی طرح معین ہے جس طرح حج کا وقت ہے (7)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موقوت کا معنی منجم ہے یعنی جب ایک وقت گزر جاتا ہے تو دوسرا وقت آجاتا ہے (8)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ شریف کے پاس جبرئیل امین نے میری دو دفعہ امامت کرائی، مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج زوال پذیر ہوا جبکہ سایہ ایک تسمہ جتنا تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر ایک چیز کا سایہ ایک مثل تھا۔ مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے، مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب کھانا پینا روزے دار پر حرام ہوتا ہے، اگلے روز مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہر شی کا سایہ دو مثل تھا، مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا تیسرا پہر گزر چکا تھا، مجھے فجر کی نماز پڑھائی جب روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ پھر جبرئیل امین میری طرف متوجہ ہوئے، کہا اے محمد ﷺ یہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کا وقت تھا۔ نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے (9)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کا اول اور آخر وقت ہے (۱)، ظہر کا اول وقت زوال شمس سے ہے اور اس کا آخری وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، عصر کا اول وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت جب سورج کی روشنی زرد پڑ جائے، مغرب کا اول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 304، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 305 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306 9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 280 (3220)

(۱) نماز کے اوقات کے بارے میں مختلف احادیث مروی ہیں ائمہ احناف نے روایات میں تطبیق دیتے ہوئے اوقات کو دو قسموں میں تقسیم کیا (باقی اگلے صفحہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

وقت جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب شفق غائب ہو جائے، عشاء کا اول وقت جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب آدھی رات گزر جائے، فجر کا اول وقت جب فجر صادق طلوع ہو اور اس کا آخری وقت جب سورج طلوع ہو(1)۔

وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

''اور نہ کمزوری دکھاؤ (دشمن) قوم کی تلاش میں اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسے تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے اس (ثواب) کی جس کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَا تَهِنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ دشمن قوم کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَاْلَمُوْنَ کا معنی نقل کیا ہے یعنی تمہیں دکھ پہنچے اور تَرْجُوْنَ کا مفعول خیر مقدر مانا ہے یعنی تم بھلائی کی امید رکھتے ہو(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے تو دشمنوں کو بھی دکھ پہنچتا ہے، جس طرح تمہیں دکھ پہنچتا ہے، تم اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو جبکہ وہ اجر و ثواب کی امید نہیں رکھتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں زخموں سے دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح دکھ پہنچتا ہے جبکہ تم تو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں زندگی، رزق، شہادت اور کامیابی کی امید رکھتے ہو(4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 281، (3222)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 307، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 307 4۔ ایضاً

(بقایا صفحہ گزشتہ) ہے (۱) مطلق وقت (۲) مستحب وقت۔ نمازوں کے مطلق اوقات یہ ہیں۔ فجر کا وقت۔ فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر آفتاب کے طلوع ہونے سے تھوڑا پہلے تک۔ ظہر کا وقت۔ سورج کے زوال سے لے کر مثل ثانی کے ختم ہونے تک۔ عصر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک مغرب کا وقت۔ سورج کے غروب ہونے سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے عشاء کا وقت۔ شفق کے غائب ہونے سے لے کر فجر صادق کے طلوع ہونے تک ہے۔ ائمہ احناف میں دو اوقات میں باہم اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت مثل اول کے گزر جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اسی طرح مغرب کا وقت سرخی کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے پر ختم ہوتا ہے اور مغرب کا وقت سرخی کے بعد جب سفیدی ختم ہوتی ہے اس وقت ختم ہوتا ہے مستحب اوقات نماز فجر کا مستحب وقت جب صبح خوب روشن ہو جائے۔ ظہر کو سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ عصر کا وقت سورج کی روشنی زرد ہونے سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ مغرب کو جلدی پڑھنا مستحب ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی تک مؤخر کرنا مستحب ہے بارش اور سخت تاریک رات میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ
وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ
غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا
يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ
وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى
ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ
عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ
يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ
نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا
ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ
عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ ۖ وَمَا يُضِلُّونَ
إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَ
ٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٣﴾

”بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ فیصلہ کریں آپ لوگوں میں اس کے مطابق جو دکھا دیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اور نہ بنیے بد دیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے اور مغفرت طلب کیجئے اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ اور مت جھگڑیں آپ ان کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اسے جو بڑا بد دیانت (اور) بدکار ہے۔ وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ سے اور وہ تو (اس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں کا جو پسند نہیں اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پس کون جھگڑے گا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا (اس روز) ان کا وکیل؟ اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا اور جو کمائے گناہ کو تو وہ کماتا ہے اسے اپنے لئے اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے۔ اور جو شخص کمائے کوئی خطا یا گناہ پھر تہمت لگائے اس سے کسی بے گناہ کو تو اس نے اٹھالیا (بوجھ) بہتان کا اور کھلے گناہ کا۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر اور اس کی رحمت تو تہیہ کر لیا تھا ایک گروہ نے ان سے کہ غلطی میں ڈال دیں آپ کو اور نہیں غلطی میں ڈال رہے مگر اپنے آپ کو اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے"۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ہمارے خاندان کے لوگ تھے جنہیں بنو ابیرق کہا جاتا، وہ بشر، بشیر اور مبشر تھے۔ بشیر منافق آدمی تھا، وہ اشعار کہتا جن میں صحابہ کی ہجو بیان کرتا پھر ان اشعار کو دوسرے لوگوں کی طرف منسوب کر دیتا اور کہتا فلاں نے یوں یوں کہا ہے، فلاں نے یوں یوں کہا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ اشعار سنتے تو وہ کہتے اللہ کی قسم یہ اشعار یہی خبیث کہتا ہے۔ تو اس نے کہا جب بھی لوگ کوئی قصیدہ (شعر) کہیں تو کہہ دیں ابن ابیرق نے کہا ہے۔

یہ لوگ دور جاہلیت اور دور اسلام میں تنگ دست ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کا کھانا کھجور اور جو ہوا کرتا۔ جب کوئی آدمی خوشحال ہوتا اور ملک شام سے رزمک علاقہ کا کوئی تجارتی قافلہ آتا تو وہ اس سے سامان لے لیتا اور اپنے لئے مخصوص کر لیتا لیکن زیر کفالت افراد کا کھانا جو ہی ہوتے۔ شام سے تجارتی قافلہ آ گیا۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک پورے اونٹ کا سامان خرید لیا اور اپنی بیٹھک میں رکھ لیا۔ اس کمرہ میں ان کا اسلحہ یعنی دو زرہیں، دو تلواریں اور ان کا متعلقہ سامان تھا۔ رات کے وقت کسی چور نے چوری کی۔ اس کمرہ میں نقب لگائی کھانا اور اسلحہ چوری کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے بھتیجے کیا تم جانتے ہو اس رات ہمارے گھر چوری ہوگئی ہے، ہمارے اس کمرے میں نقب لگائی گئی ہے اور ہمارا کھانا اور اسلحہ چرا لیا گیا ہے؟ ہم نے گھر میں تلاشی وغیرہ کی اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ ہم نے رات کے وقت دیکھا کہ بنو ابیرق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ تمہارا ہی کھانا ہوگا۔ بنو ابیرق نے کہا ہم نے چھان بین کی ہے۔ تمہارا چور تمہارا اپنا ساتھی لبید بن سہل ہے جو ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بڑا صالح اور پکا مسلمان تھا۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو اس نے تلوار سونت لی اور بنو ابیرق کے پاس آیا فرمایا میں چوری کروں گا، اللہ کی قسم یہ تلوار تم میں پیوست ہوگی یا تم اس چوری کے بارے میں بتاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے شخص ہمیں کچھ نہ کہو، اللہ کی قسم تم تو چور نہیں ہو۔ ہم نے گھر میں چھان بین کی ہے، ہمیں ذرا بھی شک نہیں، چور گھر والے خود ہیں۔ میرے چچا نے مجھے کہا اے میرے بھتیجے کاش تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا اور اس کا ذکر رسول اللہ سے کرتا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے گھر کے لوگوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے، وہ میرے چچا رفاعہ بن زید کے گھر گئے۔ ان کے کمرہ میں نقب لگائی، اس کا اسلحہ اور کھانا لے گئے، ہمارا اسلحہ ہی ہمیں واپس کر دیں۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بارے میں غور و فکر کروں گا۔ جب بنو ابیرق نے اس بارے میں سنا تو وہ اپنے ایک آدمی کے پاس آئے جسے اسیر بن عروہ کہتے اس بارے میں انہوں نے آپس میں بات چیت کی۔ ان کے خاندان کے لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور ان کے چچا ہمارے خاندان کے لوگوں کے پاس آئے جو مسلمان اور نیک لوگ ہیں، وہ ان پر بغیر گواہی اور دلیل کے چوری کے الزام لگاتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو ایسے خاندان کے پاس گیا ہے جن کے مسلمان اور نیک ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے اور تو بغیر دلیل اور ثبوت کے ان پر چوری کا الزام لگاتا ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں واپس لوٹ آیا اور یہ پسند کیا کہ میں اپنا بعض مال نکالوں (اور چچا کو دے دوں) مگر رسول اللہ ﷺ سے اس مال کے بارے میں بات چیت نہ کی۔ میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا، اس نے پوچھا اے بھتیجے تو نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو فرمایا تھا میں نے چچا کو بتایا تو چچا نے کہا اللہ ہی ہماری دست گیری فرمانے والا ہے، ہم اس طرح تھے کہ یہ آیات نازل ہوئیں۔ خائنین سے مراد بنو ابیرق ہیں اور آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے جو فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔ گمراہ کرنے والے گروہ سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

جب قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اسلحہ پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے اسلحہ رفاعہ کو واپس کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں اسلحہ اپنے چچا کے پاس لایا، وہ بوڑھا شخص تھا جبکہ دور جاہلیت قریب ہی گزرا تھا۔ میری رائے تھی کہ ابھی اس کا اسلام مغلوب ہوگا۔ جب میں اس کے پاس اسلحہ لایا تو انہوں نے کہا اے بھتیجے یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میں پہچان گیا کہ اس کا اسلام راسخ ہے۔ جب قرآن حکیم نازل ہوا تو بشیر مشرکوں کے پاس چلا گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر ٹھہرا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 115 نازل فرمائی۔ جب وہ سلافہ کے پاس ٹھہرا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے۔ تو سلافہ نے اس کا سامان لیا اپنے سر پر رکھا پھر نکلا اور ابطح میں جا پھینکا پھر کہا تو نے مجھے حسان کے شعر تحفہ کے طور پر دیے ہیں تو میں تجھے یہی بھلائی دے سکتا تھا (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے رفاعہ بن زید جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن عمان ظفری کے چچا تھے کہ بالا خانہ میں چوری کی، اس کی پشت کی جانب سے نقب لگائی، وہاں سے کھانا اور دو زرہیں متعلقہ سامان کے ساتھ اٹھالیں۔ حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں عرض کی۔ حضور ﷺ نے بشیر کو بلایا اور اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے اس سے انکار کیا اور لبید بن سہل پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

تہمت لگائی جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا حسب و نسب والا آدمی تھا۔ قرآن حکیم بشیر کی تکذیب اور لبید بن سہل کی برأت میں نازل ہوا آیت میں بَرِیْٓـًٔا سے مراد لبید بن سہل ہے جس پر بنو ابیرق نے چوری کا الزام لگایا تھا۔

جب قرآن حکیم بشیر کے بارے میں نازل ہوا اور اس کی چوری کے بارے میں اطلاع ہو گئی تو وہ مرتد کافر ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا اور سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس جا کر اترا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ قرآن حکیم اس کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اس کی ہجو کی یہاں تک کہ وہ لوٹ آیا یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ربیع کے مہینے میں ہوا۔

امام ابن سعد نے ایک اور سند سے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسیر بن عروہ بڑی فصیح و بلیغ گفتگو کرنے والا باتونی آدمی تھا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان نے بنی ابیرق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو گفتگو کی تھی اس کے بارے میں سنا۔ جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بالا خانہ میں نقب اس کا کھانا اور دو زرہیں اٹھا لینے کے بارے میں ذکر کیا گیا تھا۔ اسیر بن عروہ اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے چچا نے ہمارے خاندان کے نیک، شریف اور صالح لوگوں پر تہمت لگائی ہے۔ ان کے بارے غلط باتیں کر رہے ہیں اور ایسی باتیں کر رہے ہیں جو بغیر ثبوت اور دلیل کے نہیں کرنی چاہئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کے بارے میں جو چاہا کہا پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس معاملہ میں گزارش کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے، فرمایا تو نے کتنی بری حرکت کی، برے عمل کے لئے کوشاں رہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور وہ کہتے میں نے پسند کیا کہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو چھوڑ دوں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی گفتگو نہ کروں اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی پر قرآن حکیم نازل فرمایا۔ آیت میں خیانت کرنے والوں سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی اس کی لوہے کی ایک زرہ تھی جو اس نے چوری کی تھی۔ مومنوں میں سے اس کے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی اپنی زبان سے لوگوں کے درمیان اس کی صفائی دے دیں اور انہوں نے زرہ کے بارے میں الزام ایک یہودی پر لگایا جو اس معاملہ میں بری تھا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیات طعمہ بن ابیرق کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی صفائی دینے کا ارادہ فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے طعمہ بن ابیرق کی حالت کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو نصیحت کی اور اس امر سے ڈرایا کہ آپ خیانت کرنے والوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

حمایتی بنیں۔ طعمہ بن ابیرق انصاری تھا اور بنی ظفر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنے چچا کی زرہ چوری کر لی تھی جوان کے پاس امانت تھی پھر اسے یہودی کے پاس لے آیا۔ اس یہودی کا ان کے پاس آنا جانا تھا جسے زید بن سمین کہتے۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خبر دینے کے لئے آیا جو طعمہ کی قوم بنو ظفر نے اسے دیکھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اپنے ساتھی کی صفائی دیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا عذر قبول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں حکم نازل فرمایا جو نازل فرمایا۔ طعمہ نے ایک بری آدمی پر تہمت لگائی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے طعمہ کی حالت کو بیان کر دیا تو وہ منافق ہو گیا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آیت نمبر 114 نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی، کسی کی زرہ چوری ہو گئی۔ ایک انصاری کے بارے میں شک کیا گیا۔ زرہ کا مالک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی طعمہ بن ابیرق نے میری زرہ چوری کی ہے۔ جب چور نے یہ دیکھا تو اس نے زرہ اٹھائی اور ایک بری آدمی کے گھر میں پھینک دی اور اپنے خاندان کے لوگوں سے کہا میں نے زرہ چھپائی تھی، اب میں نے اسے فلاں کے گھر پھینک دیا ہے، وہ وہاں سے مل سکتی ہے۔ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے اللہ کے نبی ہمارا ساتھی اس جرم سے بری ہے، زرہ کا چور فلاں ہے۔ ہم نے پوری تحقیق کر لی ہے۔ تمام لوگوں کے سامنے ہمارے ساتھی کی صفائی دیں اور اس کی طرف سے دوسرے فریق سے بات کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اسے نہ بچائے تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور لوگوں کے سامنے اس کی صفائی پیش کی اور برأت کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو وَكِيْلًا تک نازل فرمایا ان لوگوں کے بارے میں جو لوگوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ خائنوں کی طرف سے جھگڑا کریں اور وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً سے چور اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوہے کی ایک زرہ چوری کی اور اسے یہودی کے پاس چھوڑ آیا۔ یہودی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے چوری نہیں کیا بلکہ میرے گھر میں پھینکی گئی ہے۔ جس آدمی نے زرہ چوری کی تھی اس کے پڑوسی اس چور کی برأت کرتے اور یہودی پر الزام دیتے اور کہتے یا رسول اللہ یہ یہودی خبیث کافر ہے، یہ اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آنے والی وحی کا بھی انکار کرتا ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف مائل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عتاب کیا اور فرمایا اس یہودی سے جو کچھ آپ نے کہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔ آیت کے اگلے حصہ میں چور کے پڑوسی سے خطاب فرمایا اور توبہ ان پر پیش کی جس نے چوری کی تھی اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا اور مشرکوں کے پاس مکہ مکرمہ چلا گیا۔ وہاں چوری کرنے کے لئے گھر میں نقب لگائی اللہ تعالیٰ نے اس پر دیوار گرا دی اور اسے قتل کر دیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 312، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 313

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے ایک لوہے کی زرہ چوری کی۔ جب اسے خوف ہوا کہ زرہ اس کے پاس تلاش کر لی جائے گی تو اس نے زرہ اپنے پڑوسی کے گھر میں پھینک دی جو یہودی تھا اور کہا تم گمان کرتے ہو کہ زرہ میں نے چوری کی ہے جبکہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ زرہ تو یہودی کے پاس ہے۔ مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس کے ساتھی اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے آئے۔ جب اس مسلمان کے خلاف کوئی گواہی نہ تھی تو حضور ﷺ اس کی برأت قبول کرنے والے ہی تھے جبکہ لوگوں نے زرہ یہودی کے پاس پائی۔ اللہ تعالیٰ نے عدل کو پسند کیا اور اپنے نبی کریم ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجرم پر توبہ پیش کی۔ اگر وہ اسے قبول کر لے۔ آیت میں بَرِیۡٓـًٔا سے مراد یہودی ہے، یہودی بری کر دیا گیا اور زرہ چوری کرنے والے کا پتہ چل گیا۔ اس نے کہا اب میں مسلمانوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا ہوں۔ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ میں نے ہی زرہ چوری کی ہے۔ اب اس شہر میں میرا رہنا ممکن نہیں۔ وہ وہاں سے نکل پڑا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 114 کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک یہودی نے اس کے پاس زرہ امانت کے طور پر رکھی۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا۔ یہودی نے زرہ کے لئے گڑھا کھودا اور زرہ اس میں دفن کر دی۔ بعد میں طعمہ وہاں گیا گڑھا کھودا اور اس سے زرہ نکال لی۔ جب یہودی آیا تاکہ اپنی زرہ دیکھے تو زرہ نہ ملی۔ وہ اپنے قبیلہ کے یہودیوں کے پاس گیا اور کہا میرے ساتھ چلو کیونکہ جہاں زرہ ہے میں اسے جانتا ہوں۔ جب طعمہ کو اس بارے میں علم ہوا تو اس نے زرہ لی اور ابوملیک انصاری کے گھر پھینک دی۔ جب یہودی زرہ تلاش کرنے کے لئے آئے اور ابوملیک کے گھر جھانکے تو زرہ وہاں پڑی تھی طعمہ نے کہا زرہ تو ابوملیک نے اٹھائی تھی۔ انصار نے طعمہ کی طرف داری کی۔ طعمہ نے کہا میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو اور آپ ﷺ سے عرض کرو۔ مجھ سے اس شرمندگی کو دور کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ اگر میں جھٹلایا گیا تو یہودی تمام اہل مدینہ کو جھٹلائیں گے۔ چند انصاری آئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طعمہ کی حمایت کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ارادہ کیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر طعمہ کو مدینہ طیبہ میں ذلیل و رسوا کر دیا تو وہ مدینہ سے بھاگ گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا اور مرتد ہو گیا۔ حجاج بن علاط سلمی کے پاس ٹھہرا۔ حجاج کے گھر میں نقب لگائی اور چوری کا ارادہ کیا۔ حجاج نے گھر میں کھٹ کھٹ اور چمڑوں کے ٹکرانے کی آواز سنی جو چمڑے اس کے گھر میں موجود تھے۔ حجاج نے کیا دیکھا کہ وہ طعمہ ہے۔ حجاج نے کہا میرے مہمان اور میرے چچازاد بھائی کیا تو نے میرے ہاں چوری کا ارادہ کیا ہے اور اسے گھر سے نکال دیا تو طعمہ بنی سلیم کے علاقہ میں کافر کی حیثیت سے مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 115 نازل فرمائی (1)۔

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے ایک انصاری نے طعمہ کو بیٹھک حوالے کی جس میں ایک زرہ تھی، وہ زرہ غائب ہو گئی۔ جب انصاری آیا، اس نے وہ بیٹھک کھولی تو اس میں زرہ نہ پائی۔ طعمہ بن ابیرق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 313، داراحیاء التراث العربی بیروت

سے اس بارے میں پوچھا طعمہ نے اس بارے میں ایک یہودی پر الزام لگایا جسے زید بن سمین کہتے۔ زرہ کے مالک نے زرہ کے بدلے میں طعمہ کو پکڑ لیا۔ جب طعمہ کی قوم نے یہ دیکھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی تاکہ طعمہ سے اس الزام کو دور کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔ خیانت کرنے والوں سے مراد طعمہ اور اس کی قوم ہے، وکیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی قوم ہے، بَرِیۡٓـًٔا سے مراد زید بن سمین ہے۔ بہتان لگانے والے سے مراد طعمہ بن ابیرق ہے۔ علیک میں کاف ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، طائفہ سے مراد طعمہ کی قوم ہے، کثیر سے مراد عام لوگ ہیں۔

جب طعمہ بن ابیرق کے حق میں قرآن حکیم نازل ہوا تو وہ قریش کے پاس چلا گیا اور مرتد ہو گیا پھر حجاج بن علاط سلمی کی بیٹھک میں چوری کا ارادہ کیا اس میں نقب لگائی تو اس پر ایک پتھر آ گرا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اسے مکہ مکرمہ سے نکال دیا۔ وہ وہاں سے نکلا تو قضاعہ کے ایک قافلہ کو ملا۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا مسافر ہوں اور ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ انہوں نے اسے ساتھ ملا لیا۔ جب رات تاریک ہوئی تو ان پر زیادتی کی، ان کی چوری کی پھر وہاں سے چلا گیا۔ لوگ اس کی تلاش میں نکلے اور اسے پکڑ لیا۔ اسے پتھر مارے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہ تمام آیات اسی کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے ایک زرہ کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھی تو اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام سے کچھ لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ اس آدمی کے حق میں اس کی قوم کے افراد غضبناک ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ان لوگوں نے ہمارے ساتھی کو خائن قرار دیا ہے جبکہ وہ امین اور مسلمان ہے، اے اللہ کے نبی اس کی صفائی بیان کریں اور اس سے اس الزام کو دور فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اس کی صفائی بیان فرمائی اور اس سے جھوٹ کو دور کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ بری ہے اور اس پر جھوٹا الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ جب قرآن حکیم میں اس آدمی کی خیانت بیان ہو گئی تو وہ مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے پاس چلا گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جسے طعمہ بن ابیرق کہتے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک زرہ چوری کی۔ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو طعمہ نے زرہ ایک آدمی کے گھر پھینک دی پھر اپنے ساتھیوں سے کہا جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میری صفائی پیش کرو کیونکہ زرہ تو فلاں کے گھر سے ملی ہے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صفائی پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 314، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 315

کہ ایک انصاری نے اپنے چچا کی زرہ چوری کر لی، اس کا الزام یہودی پر لگا دیا جوان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ اس کی قوم نے اس کی حمایت کی، گویا حضور ﷺ نے اس کی برأت کی پھر وہ مشرکوں کے علاقوں میں چلا گیا تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رائے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ فرمایا ہے بمارایت نہیں فرمایا۔

امام ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تو آپ نے فرمایا رک جا کیونکہ یہ الفاظ حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِمَآ اَرٰىكَ سے مراد اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اپنی کتاب میں دکھایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ کے واسطہ حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا اور اس میں سنت کے لئے جگہ رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنت قائم فرمائی اور رائے کے لئے جگہ رکھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: جو قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے وہ واجب اور صحیح ہے، وہ فیصلہ جسے ظالم اپنے اجتہاد سے کرتا ہے جس کی پہلے مثال نہیں ہوتی، امید ہے وہ درست ہو، تیرا فیصلہ وہ ہے جو جاہل کی طرف سے تکلف ہے اس کے غلط ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ کا یہ معنی کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بیان فرمایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اس کا معنی دلائل اور شواہد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف اور مرفوع روایت نقل کی ہے جو آدمی لوگوں کے سامنے ایسی نماز پڑھے جو اکیلے نہیں پڑھتا تو یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیے ہیں اور یہ الفاظ زائد نقل کی ہے کہ وہ اس سے حیا نہیں کرتا کہ لوگ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذْ يُبَيِّتُوْنَ کا معنی اذ یولفون کیا ہے یعنی وہ ناپسندیدہ مشورہ کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 316، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 317

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے حلم، کرم، رحمت کی وسعت اور مغفرت سے آگاہ کیا۔ جو آدمی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور ورحیم پائے گا اگرچہ اس کا گناہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بڑھ کر ہو(1)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا۔ جب پیشاب کپڑے پر لگ جاتا تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیتے۔ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو بڑی بھلائی عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پانی کو پاکیزگی عطا فرمانے والا بنا دیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سورۂ نساء کی یہ دو آیتیں تلاوت کیں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اسے بخش دیا جاتا ہے وہ دو آیات یہ ہیں:۔

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (نساء) وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64)

امام ابن جریر نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے بدکاری کی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو اسے قتل کر دیا تو آپ نے اسے جواب دیا اس کے لئے جہنم ہے۔ وہ روئی ہوئی چلی گئی۔ حضرت عبد اللہ نے اسے دوبارہ بلایا، میں تیرے معاملہ کو دو صورتوں میں سے ایک میں دیکھتا ہوں پھر یہ آیت وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تلاوت کی۔ اس نے اپنی آنکھ صاف کی اور چلی گئی(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیۃ میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی گناہ کرے پھر وہ کھڑا ہو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو نماز پڑھے اور اپنے گناہوں پر بخشش کا طالب ہو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے وہ اسے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (114)

امام ابو یعلی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے اٹھے پھر واپسی کا ارادہ بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جوتے اور دوسرا سامان مسجد میں ہی چھوڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے، جوتے چھوڑے۔ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 319، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے پانی کا چھاگل لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑا چلے پھر لوٹ آئے اور قضائے حاجت نہ کی، فرمایا ابھی میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنے صحابہ کو بشارت دوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے نازل ہونے والی ایک آیت لوگوں پر بڑی شاق تھی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء: 123) میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ بدکاری کرے، اگرچہ وہ چوری کرے پھر اپنے رب سے مغفرت کا طالب ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا؟ فرمایا ہاں، میں نے دوبارہ عرض کی۔ فرمایا ہاں، میں نے تیسری بار عرض کی۔ فرمایا ہاں اگرچہ عویمر کی ناک خاک آلود ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن سیرین سے قول نقل کیا ہے کہ بَرِيْٓـًٔا سے مراد یہودی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے بیان کی تعلیم دے دی، حلال و حرام کو بیان فرمایا تا کہ اس کے ذریعے مخلوق پر حجت قائم کرے۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و شر کا علم عطا فرمایا۔ واللہ اعلم۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

"نہیں کوئی بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں بجز ان لوگوں کے جو حکم دیں صدقہ دینے کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں حاصل کرنے کے لئے تو ہم عطا فرمائیں گے اسے اجر عظیم"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ میں رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات کریں اور جو اس کے علاوہ رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات نہ کریں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معروف سے مراد قرض ہے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن عبد اللہ بن یزید بن خنیش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ آپ کی عیادت کریں جبکہ ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی رحمہ اللہ بھی تھے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا ہمیں وہ حدیث سناؤ جو تو نے مجھے ام صالح سے روایت کی تھی۔ تو سعید نے کہا مجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 320، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ام صالح بنت صالح رحمہما اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ام حبیبہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا تمام کلام اس کے لئے وبال جان ہے۔ اس کے حق میں فائدہ مند نہیں مگر نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ محمد بن یزید نے کہا یہ حدیث تو بہت سخت ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس حدیث کی شدت کیا ہے؟ اسے ایک عورت نے ایک عورت سے بیان کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے جس کے ساتھ تمہارے نبی کو بھیجا گیا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں سنا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ بعینہ وہ ہے، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا ۖۤ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (النباء: 38) یہ بھی بعینہ وہ ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠ (سورہ العصر) یہ بھی تو بعینہ وہ ہے۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے (1)۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (2)۔

امام بخاری ادب میں اور بیہقی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جو چیزیں لوگوں کو جہنم میں داخل کریں گی وہ دو جوف ہیں ایک منہ اور دوسری شرم گاہ (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اس نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم ارشاد فرمایئے تاکہ حالت اسلام میں اسے مضبوطی سے پکڑے رکھوں۔ فرمایا قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہہ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں خوف کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی ایک طرف پکڑ لی (4)۔

امام بیہقی نے ابو عمرو شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس گھر والے یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل سب سے فضیلت والا ہے؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں نے عرض کی پھر کون سا عمل افضل ہے فرمایا لوگ تیری زبان سے محفوظ رہیں پھر میں خاموش ہو گیا اگر میں مزید بات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزید کرم فرماتے (5)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 235 (4912) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 235 (4913) 3۔ ایضاً (4914)

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 328 (3972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 238 (4925)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی نجات کیا ہے؟ فرمایا اپنی زبان قابو میں رکھو، تیرا گھر تجھے اپنی آغوش میں رکھے اور اپنی غلطی پر رو(1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی نے اسود بن ابی احرم محاربی سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا کیا تو اپنی زبان کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنی زبان کا مالک نہیں تو میں کس چیز کا مالک ہوں؟ فرمایا کیا تو اپنے ہاتھ کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنے ہاتھ کا مالک نہیں تو کس کا مالک ہوں؟ فرمایا تو اپنی زبان سے کوئی بات نہ کر مگر نیکی کی اور اپنے ہاتھ کو نہ بڑھا مگر نیکی کی طرف(2)۔

امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے گفتگو کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا تو محفوظ رہا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے بات کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا، تو محفوظ رہا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صفاء پر آئے اور کہا اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا خاموش رہ سلامت رہے گی، قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن یہ ایسی چیز ہے جو تو خود کہتا ہے یا تو نے کسی سے سنا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں(5)۔

امام احمد نے زہد میں اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کے کنارے کو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا بری بات کرنے سے خاموش رہ محفوظ رہے گی قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کی کیا وجہ ہے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے زبان کا کونہ پکڑا ہوا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنی زبان سے بڑھ کر کسی چیز پر ناراض نہیں ہوگا(6)۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے محفوظ رہنا خوش کرے تو وہ خاموشی کو لازم پکڑے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے، پوچھا کیا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 239 (4930) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4931)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 241 (4938) 4۔ ایضاً، (4934)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4933) 6۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، بیروت
7۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں تجھے دو خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو دوسروں کی بنسبت زبان پر بڑی ہلکی اور میزان میں بڑی وزنی ہیں؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ فرمایا حسن خلق کا مظاہرہ کرو اور طویل خاموشی اختیار کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے مخلوقات کا عمل ان جیسا نہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بے شک یہ تیرے تمام معاملہ کو زینت بخشنے والا ہے۔ میں نے عرض کی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا قرآن حکیم کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ چیز آسمان میں تیرے لئے ذکر اور زمین میں تیرے لئے نور کا باعث ہوگی۔ میں نے عرض کی مزید کچھ ارشاد فرمایئے فرمایا طویل خاموشی اختیار فرماؤ کیونکہ یہ چیز شیطان کو دور بھگاتی ہے اور دین کے معاملہ میں مددگار ہے۔ میں نے عرض کی مزید نصیحت فرمائیں۔ فرمایا زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کی اور کچھ فرمائیں۔ فرمایا حق کہو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے عرض کی مزید فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرو میں نے عرض کی اور کچھ۔ فرمایا جو تو اپنے نفس کے بارے میں جانتا ہے وہ تجھے لوگوں سے روک دے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت رکب مصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنا اچھا آدمی ہے وہ جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے، اپنے مال میں سے زائد خرچ کرتا ہے اور زائد بات سے رک جاتا ہے (3)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو جسم کی ہر چیز زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہے۔ وہ کہتا ہے، ہم اپنے بارے میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، اگر تو بیمار ہوگئی تو ہم بھی بیمار ہو جائیں گے، اگر تجھ میں کجی آگئی تو ہم میں بھی کجی آجائے گی (4)۔

امام احمد زہد میں، امام نسائی اور حضرت بیہقی زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنی زبان باہر نکالے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا اس نے مجھے مختلف گھاٹوں پر وارد کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت نہ کرتا ہو (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو لوگ خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا فرمایا زبان کی حفاظت (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا خاموش رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4941) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (4942)
3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 243 (4944) 4۔ ایضاً، (4945) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 244 (4947)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 245 (4950) 7۔ ایضاً، (4953)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں کو شدید آندھی نے آلیا۔ لوگ بکھر گئے۔ میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میں نے کہا آج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی میں فائدہ اٹھاؤں گا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے یا عرض کی مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عظیم بات کی ہے تاہم یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز ادا کر، فرض زکوٰۃ دے، بیت اللہ شریف کا حج کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے خیر کے دروازوں کے بارے میں آگاہ کروں؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، نصف رات بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ سجدہ کی آیت نمبر 16 تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ تلاوت کی۔ پھر فرمایا اگر تو پسند کرے تو میں تجھے امر کے سردار، اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا تمام امور کا سردار اسلام ہے، ان کا ستون نماز ہے، ان کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تجھے بتاؤں انسانوں کے اعضاء میں کون سا عضو اس کا مالک ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کی کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا، فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر روئے لوگ اپنی زبانوں کے کاٹنے کی وجہ سے ہی تو جہنم میں منہ کے بل گریں گے، تو جو بھی بات کرتا ہے وہ تیرے حق میں ہوتی ہے یا تیرے خلاف ہوتی ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تم سے جو لوگ پہلے تھے وہ قرآن حکیم کی تلاوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور زندگی کی ضروری بات کے علاوہ ہر گفتگو کو فضول شمار کرتے تھے، کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں کِرَامًا كَاتِبِيْنَ (الانفطار: 11)، عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق) کیا تم حیا محسوس نہیں کرتے کہ اگر تمہارا صحیفہ کھولا جائے جو اس نے دن کو لکھوایا ہے تو اس میں آخرت کی کوئی چیز نہیں (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس وقت تک اس کا دل درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 247 (4958) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 274 (5080)

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 198، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ ہوں (3)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کے جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زبان سے بڑھ کر محبوب ہو، اس زبان کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور کافر کے جسم میں بھی کوئی حصہ نہیں جو زبان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہو۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرماتا ہے۔

امام احمد نے زہد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فرمایا بے مقصد بات نہ کر اور اپنی زبان کی بھی اسی طرح حفاظت کر جس طرح تو اپنے درہم کی حفاظت کرتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ گناہ گار وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرتے ہیں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے زیادہ گناہ گار وہ ہیں جو زیادہ غلط باتیں کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے زبان سے بڑھ کر زمین پر کوئی ایسی چیز نہیں جو زیادہ عرصہ تک قابو رکھنے کی محتاج ہو۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین امور کے علاوہ کسی معاملہ میں بھی جھوٹ بولنا ٹھیک نہیں آدمی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو، جنگ میں اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے (3)۔

امام بیہقی نے نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں بھی جھوٹ بولنا درست نہیں، جنگ میں کیونکہ یہ ایک تدبیر ہوتی ہے، آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو اور کوئی آدمی لوگوں کے درمیان صلح کرانا چاہتا ہو (4)۔

امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھوٹے حرف تین مواقع پر مناسب ہیں: آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے یا لوگوں کے درمیان مصالحت کے لئے یا جنگ میں جھوٹ بولے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں انسان کے اعمال میں سے صدقہ، لوگوں کے درمیان مصالحت اور اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں (6)۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 188 3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، باب یحییٰ بن خلیف، جلد 9، صفحہ 109 (92-2145)

4۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 491 (11097)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً (11098) 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 489 (11091)

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ لوگوں کے درمیان مصالحت ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابو ایوب کیا میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تیرے اجر کو عظیم کردے اور گناہوں کو مٹادے، جب لوگ باہم ناراض ہوں اور فساد کا شکار ہوں تو تو لوگوں میں مصالحت کرا رہا ہو کیونکہ یہ صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے (2)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی لوگوں کے درمیان مصالحت کراتا ہے وہ جھوٹا نہیں، وہ خیر کی بات بڑھا چڑھا کر بیان کرے یا خیر کی بات کہے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین باتوں میں رخصت دیتے ہوئے سنا جنگ، لوگوں کے درمیان مصالحت، مرد کا اپنی بیوی سے بات کرنا یا بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرنا (3)۔

امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں روزوں، نماز اور صدقہ سے بہتر عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں کے درمیان مصالحت فرمایا باہم جدائی کا فساد ہلاک کرنے والا ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اے ابو ایوب کیا میں تجھے اس صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتے ہیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں فساد برپا ہو تو ان میں مصالحت کراؤ اور جب وہ دور ہوں تو ان میں قربت پیدا کرو (5)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں باہم فساد پیدا ہو چکا ہو تو ان میں مصالحت کی کوشش کر اور جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوں تو ان کو قریب کر۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں محمد بن کعب قرظی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ قوم نے اس سے کہا تو کہاں تھا؟ اس نے کہا میں ایک قوم میں باہم مصالحت کرا رہا تھا۔ محمد بن کعب نے کہا تو نے اپنے لئے مجاہدین کا اجر ثابت کر لیا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11092)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (11093)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 491 (11096)

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد 9، صفحہ 230 (2509) دار الکتب العلمیہ

5۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11094)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس نے صدقہ کیا، قرضہ دیا اور لوگوں کے درمیان مصالحت کرائی۔

امام ابونصر سجزی نے الابانہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے اعرابی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا اے اعرابی اجر عظیم جنت ہے۔ اعرابی نے کہا اس اللہ کے لئے تمام ترحمد ہے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائی۔

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾

”اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ بے شک اللہ نہیں بخشا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے جتنے جرائم ہوں جس کے لئے چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہرائے (کسی کو) اللہ کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت معاویہ نے بلایا اور کہا اپنے بھتیجے کی بیعت کرلو تو میں نے کہا اے معاویہ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا تو اس آیت نے اسے مجھ سے خاموش کردیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اسے معبودان باطلہ کی طرف پھرنے دیتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے کچھ سنتیں قائم فرمائی ہیں ان کو اپنانا کتاب اللہ کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو کمال تک پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قوت دینا ہے۔ کسی کو ان میں تغیر و تبدل کرنے اور ان کے خلاف میں دیکھنے کا حق نہیں، جو ان کی اقتداء کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 323، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہ ہدایت یافتہ ہے، جو ان سے مدد لے وہ مدد کیا گیا ہے، جس نے ان کی مخالفت کی اس نے مومنوں سے مختلف راستہ اپنایا، اللہ تعالیٰ اسے اس طرف پھرنے دیتا ہے جس طرف وہ منہ کرے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرتا ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم کا ایندھن بنا (1)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت یا فرمایا اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے (2)۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۙ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

"نہیں عبادت کرتے یہ مشرک اللہ کے سوا مگر دیویوں کی اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی۔ لعنت کی ہے اس پر اللہ نے اور اس نے کہا تھا کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے (اپنا) حصہ مقرر اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور میں ضرور انہیں جھوٹی امیدوں میں رکھوں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں پس وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو اور جو شخص بنا لے شیطان کو (اپنا) دوست اللہ کو چھوڑ کر تو نقصان اٹھایا اس نے کھلا نقصان۔ شیطان (جھوٹے) وعدے کرتا ہے ان سے اور (غلط) امیدیں دلاتا ہے انہیں اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مکر و فریب کا۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا

1۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ابواب الفتن، جلد 9، صفحہ 10 (2127)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2126)

دوزخ ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچ نکلنے کی جگہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے داخل کریں گے ہم انہیں ان باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں''۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًا کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جنیہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اِنٰثًا کی یہ تعبیر نقل کی ہے لات، عزیٰ اور منات سب مؤنث ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے سدی سے یہ تفسیر قول نقل کیا ہے کہ وہ ان کے نام عورتوں جیسے رکھتے جیسے لات، منات، عزیٰ (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنٰثًا کا معنی مردہ نقل کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنٰثًا ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو مردہ ہو اس میں روح نہ ہو جیسے خشک لکڑی اور خشک پتھر (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًا کا معنی ایسا مردہ جس میں روح نہ ہو نقل کیا ہے (5)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عربوں کے تمام قبائل کا کوئی نہ کوئی بت تھا جن کی وہ عبادت کرتے جنہیں وہ انثی بنی فلاں کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کر دیں۔ کہا انہوں نے رب بنائے ہوئے تھے اور ان کی عورتوں جیسی تصویریں بنا رکھی تھیں، انہیں زیور اور ہار پہناتے اور کہتے یہ بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیوں کی شبیہیں ہیں جن کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ فرشتے لیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حرف کو یوں پڑھتے اِلَّا اُنُثًى اور فرماتے ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِلَّا اَوْثَانًا۔ (7)

امام ابو عبید نے فضائل قرآن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا اَوْثَانًا پڑھتیں ابن جریر کے مطابق مصحف عائشہ میں اِلَّا اَوْثَانًا کے الفاظ ہیں (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 325
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ جلد 5، صفحہ 326
8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اِلَّآ اُنُثٰی قرأت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے شیطان کا معنی ابلیس نقل کیا ہے۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوئی ایسا بت نہ تھا جس میں شیطان نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَّرِيْدًا کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سرکشی کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ یہ ابلیس کا قول ہے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا سے مراد کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کریں گے اور وہ میری جماعت میں ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَّفْرُوْضًا کا معنی معلوم نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ...... (الانعام) کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دین جسے ابلیس نے ان کے لئے معین کیا جسے بحیرہ اور سائبہ کی ہیئت (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ تَبَتِّكُ بحیرہ اور سائبہ میں ہوتا، وہ اپنے بتوں کے لئے جانوروں کے کان کاٹ دیتے تھے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ چوپاؤں کے کان کاٹ دیتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جانوروں کے کان پھاڑ دیتے اور انہیں بحیرہ بنا دیتے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ (6)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو مکروہ جانتے اور فرمایا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ عبد الرزاق کے الفاظ ہیں اللہ کی تخلیق کو بدلنے کی ایک صورت خصی کرنا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا مثلہ ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 327، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 328

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ جلد 5، صفحہ 328

پھر مذکورہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خصی کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے گھوڑوں اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسی کے ذریعے تو مخلوقات میں اضافہ ہوتا ہے (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے روح ڈالے جانے سے روکنے اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جانوروں کو خصی کرنے سے منع کرتے۔ فرمایا جانوروں کی افزائش مذکروں کے ذریعے ہی تو ہوتی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت شبیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے شہر بن حوشب کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ فرمایا خصی کرنا بھی اسی میں سے ایک ہے۔ میں نے ابو تیاح کو کہا تو اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بکرے کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے اس کی تفسیر نقل کی انہوں نے کہا یہ خصی کرنا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے اسی کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی افزائش ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ خصی کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عروہ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ اس نے اپنے خچر کو خصی کیا تھا (7)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے اونٹ کو خصی کیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین کے بارے میں کہا کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نروں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک دوسرے کو کھا جائیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32577)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 423 (32585)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329
5۔ ایضاً
6۔ جلد 5، صفحہ 330
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32587)
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 424 (32590)
9۔ ایضاً (32589)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن منذر نے حضرت ابوسعید عبداللہ بن بشر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گھوڑا خصی کرنے کا حکم دیا جبکہ عبدالملک بن مروان نے ہمیں اس سے منع کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کسی نقص اور اس کے برے رویہ کی وجہ سے خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خلق اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کا دین نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ (روم: 30) میں فطرۃ کا معنی دین ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے ابراہیم سے بھی خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کا معنی گودنا نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گودنے کی خواہش کرنے والی، پیشانی کے بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کھلا کرنے والی اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی پر لعنت کی ہے (8)۔

امام احمد نے حضرت ابوریحانہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا دانت باریک کرنے، گودنا، بال اکھیڑنا، مرد کا مرد کے ساتھ پردے کے بغیر اکھٹے ہونا، عورت کا عورت کے ساتھ پردے کے بغیر اکھٹے ہونا، مرد کا کپڑے کے نیچے نشانی کے طور پر ریشم لگانا، عجمیوں کی طرح کندھے پر رکھنا، لوٹ مار کرنا، چیتے پر سواری کرنا اور انگوٹھی پہننا مگر سلطان کے لئے جائز ہے (9)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ چہرے کو رگڑنے والی، چہرے کو رگڑانے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32588)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 330،
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 331 4۔ ایضاً
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1374 (689) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 331
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 332 9۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

والی، گودنے والی اور گودنے کی خواہش کرنے والی، بال لگانے والی اور بال لگوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے عورت کو اپنے سر پر کوئی چیز لگانے سے منع کیا(1)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انصاری کی ایک بچی نے شادی کی وہ مریض تھی اس کے بال گر گئے تھے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ وہ اس کے سر پر بال لگائیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے والی اور لگوانے کی خواہش کرنے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(2)۔

امام بخاری، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی دلہن ہے، اس کو خسرہ کا مرض لگا جس کی وجہ سے اس کے بال ختم ہو گئے، کیا میں اس کے سر پر بال لگا سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے اور بال لگانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس جاہل قوم کا کیا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کے رنگ کو بدلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام باتوں میں سے اللہ کا کلام زیادہ سچا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے، خبردار بعید وہ چیز ہوتی ہے جو آنے والی نہ ہو خبردار اللہ تعالیٰ کسی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا، لوگوں کے امور میں سے یہ امر اللہ کی مشیت کی وجہ سے ہوتا ہے، لوگوں کی خواہش کی وجہ سے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ ایک امر کا ارادہ کرتا ہے اور لوگ ایک امر کا ارادہ کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالیٰ جسے دور کر دے اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ قریب کر دے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہوتی۔ سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے اچھی ہدایت رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے، امور میں سے برے نئے امور ہیں، ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دل میں جو چیزیں القاء کی گئی ہیں ان سے بہترین یقین ہے۔ بہترین غناء نفس کا غناء ہے۔ بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی اتباع کی جائے، جو تھوڑا اور کافی ہو وہ زیادہ اور لغو سے بہتر ہے، تم میں سے ہر ایک آدمی کا ٹھکانہ چار ہاتھ جگہ ہے۔ خبردار لوگوں کو نہ اکتاہٹ میں ڈالو اور نہ ہی پریشان کرو، ہر نفس کا نشاط اور توجہ کا وقت ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک وقت اکتاہٹ اور عدم توجہی کا ہوتا ہے، سب سے برے راوی جھوٹ کی روایت کرنے والے ہیں، جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جانے والا ہے،

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 296، دار صادر بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی کتاب اللباس جلد 14، صفحہ 87 (2123) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 86 (2122)

WWW.NAFSEISLAM.COM

خبردار تم پر سچ بولنا لازم ہے، سچ نیکی کی طرف لے جانے والا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ اے دو جماعتو جو آپس میں ملی ہو اس میں عبرت پکڑو، صادق کے لئے سچ اور نیکی کا قول کہا جاتا ہے، جھوٹے کے لئے جھوٹ اور گناہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے تمہارے نبی کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ ایک بندہ لگاتار سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور وہ لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

خبردار جھوٹ پختہ ارادہ اور مزاق میں درست نہیں اور نہ ہی کسی کے لئے یہ مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچے سے وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے، خبردار اہل کتاب سے کوئی سوال نہ کیا کرو، ان پر طویل زمانہ گزر چکا ہے، ان کے دل سخت ہو گئے ہیں، انہوں نے اپنے دین میں نئی نئی باتیں گھڑ لی ہیں، اگر سوال کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ پاؤ تو جو بات تمہاری کتاب کے موافق ہو اسے اپنا لو اور جو اس کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو اور خاموش رہو۔ خبردار گھروں میں سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ ہو۔ خبردار جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں وہ اس کھنڈر گھر کی طرح ہے جس طرح وہ گھر کھنڈر ہوتا ہے جس میں کوئی آدمی نہ رہتا ہو۔ خبردار شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتے ہوئے سنتا ہے(1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچ گئے۔ جب اس سے ایک دن کی مسافت رہتی تھی تو ایک روز آپ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ پر اوپر آچکا تھا، فرمایا اے بلال کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا کہ آج کی رات خیال رکھنا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نیند مجھ پر غالب آگئی، جو مجھ پر غالب آیا وہ آپ ﷺ پر بھی غالب آگیا۔ رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے تھوڑا آگے منتقل ہوئے پھر نماز پڑھی پھر باقی دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ تبوک جا کر صبح کی، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا امابعد سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ ہے، بہترین ملت ملت ابراہیمی ہے، بہترین سنت محمد مصطفیٰ کی سنت ہے، بہترین گفتگو اللہ کا ذکر ہے، بہترین قصہ یہ قرآن ہے، بہترین امور قطعی احکام (فرائض) ہیں اور برے امور نئی باتیں ہیں، بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے، بہترین موت شہداء کی موت ہے، سب سے زیادہ اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے، بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے، سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا پن ہے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، جو تھوڑا اور کافی ہے وہ زیادہ اور فضول سے بہتر ہے، سب سے بری معذرت موت کے وقت ہے اور سب سے بری شرمندگی قیامت کی شرمندگی ہے، لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو آخری وقت میں نماز ادا کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف تھکاوٹ واکتاہٹ میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سب سے بڑی خطا جھوٹ ہے، بہترین غناء نفس کی غناء ہے، بہترین زادراہ تقویٰ ہے، سب سے اچھی حکمت اللہ کا خوف ہے، دل میں جو چیزیں قرار پذیر ہیں ان میں سے بہترین یقین

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 200 (4876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

39B

ہے، شک، کفر کی ایک صورت ہے، نوحہ جاہلیت کا طریقہ ہے، خیانت جہنم کا ڈھیر ہے۔ خزانہ آگ کا کاویہ ہے، شعر ابلیس کے آلات میں سے ہے، شراب گناہوں کا جامع ہے، عورتیں شیطان کا پھندہ ہیں، جوانی جنون کی ایک قسم ہے، سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بھی بدبخت تھا، بے شک تم سب کا ٹھکانہ چار ہاتھ زمین ہے، امر کی پہچان اس کے انجام پر ہے، عمل کی روح اس کے خاتمہ پر منحصر ہے، سب سے برے راوی جھوٹ روایت کرنے والے ہیں، جو چیز وقوع پذیر ہونے والی ہے وہ قریب ہے، مومن کو گالی دینا فسق ہے مومن کو قتل کرنا کفر ہے اس کا گوشت کھانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس کا مال کھانا اس کا خون کھانے کی طرح ہے، جو اللہ تعالیٰ پر تاویلیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور جو بخشش کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے جو غصے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے جو کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے اور جو شہرت کے پیچھے بھاگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے، جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا عطا فرماتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب عطا فرما دیتا ہے، اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ کی میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے بخشش کا طالب ہوں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ وہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سب سے سچی گفتگو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے پھر اسی کے برابر گفتگو کی۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

"(نجات کا انحصار) نہ تمہاری جھوٹی امیدوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی جھوٹی امیدوں پر (بلکہ) جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی اور نہ پائے گا اپنے لئے اللہ کے بغیر کوئی دوست اور نہ مددگار"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں نے کہا نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ہم سے حساب لیا جائے گا۔ یہود و نصاری نے کہا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرہ:111) وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرہ:80) تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں باہم گفتگو ہوئی۔ مسلمانوں نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، اہل کتاب نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر التاریخ لغزوۃ تبوک، جلد 5، صفحہ 241، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1376 (692)، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے اہل کتاب پر اس آیت کے ساتھ غلبہ پایا: وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ (النساء: 124)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے آپس میں فخر کیا۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں، انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے باہم فخر کیا، اہل کتاب نے کہا ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے تھی، ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریب ہیں، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہماری کتاب تمام پہلی کتابوں پر غالب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلیل کو دوسرے ادیان کی دلیل پر غالب قرار دیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ سے ملے۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا ہم تم سے بہتر ہیں، ہمارا دین تمہارے دین سے پہلے ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہے۔ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، جنت میں صرف یہودی داخل ہوگا۔ نصاریٰ نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ مسلمانوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب کے بعد ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی کے بعد ہے، ہمارا دین تمہارے دین کے بعد ہے، تمہیں حکم دیا گیا کہ تم ہماری اتباع کرو اور اپنے امر کو چھوڑ دو، ہم تم سے بہتر ہیں، ہم حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کے دین پر ہیں، جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو ہمارے دین پر ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو رد فرما دیا اور یہ آیت نازل فرمائی پھر مومنوں کو اہل کتاب پر فضیلت دی، فرمایا وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ (النساء: 129)(4)

امام ابن جریر نے حضرت عبید بن سلیمان رحمہ الہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مختلف دینوں کے پیروکاروں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ تورات کے پیروکاروں نے کہا ہماری کتاب پہلی کتاب ہے اور یہ بہترین کتاب ہے، ہمارا نبی بہترین نبی ہے، اہل انجیل نے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔ مسلمانوں نے کہا دین تو صرف اسلام ہے، ہماری کتاب نے تمہاری کتابوں کو منسوخ کر دیا، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی کتاب پر عمل کریں اور تمہاری کتاب پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا اور یہ کتاب نازل فرمائی پھر اہل ادیان کو اختیار دیا اور اہل فضل کو فضیلت عطا فرمائی وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ (النساء: 125)(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 335، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336

WWW.NAFSEISLAM.COM

اہل ادیان نے آپس میں فخر کیا۔ یہودیوں نے کہا ہماری کتاب تمام کتابوں سے بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہے، ہمارا نبی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تنہائی میں ملاقات کی اور ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اور ہمارا دین تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نصرانیوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبین ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات اور انجیل عطا فرمائی، اگر حضرت محمد ﷺ ان کا زمانہ پاتے تو ان کی اتباع کرتے، ہمارا دین تمام دینوں سے بہترین ہے۔ مجوسیوں اور عرب کے کفار نے کہا ہمارا دین سب سے قدیمی اور بہترین دین ہے۔ مسلمانوں نے کہا محمد ﷺ اللہ کے رسول، خاتم الانبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، قرآن حکیم تمام کتابوں کی امیر ہے، اسلام بہترین دین ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار عطا فرمایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی یعنی یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور عرب کے کافروں کو اس کی جزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ کوئی ولی اور مددگار نہیں پائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے تمام دینوں پر اس دین کو فضیلت عطا کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تورات کے ماننے والوں نے کہا ہماری کتاب ان تمام کتابوں سے افضل ہے جو اس سے پہلے نازل کی گئیں، ہمارا نبی تمام نبیوں سے افضل ہے۔ اہل انجیل نے بھی ایسی ہی بات کی۔ اہل اسلام نے کہا ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا، ہمارا نبی خاتم النبین ہے، تمہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائیں اور اپنی کتاب کے مطابق عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ اہل ادیان میں اختیار دیا اور فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ (النساء:125)(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ اہل تورات، اہل انجیل اور اہل ایمان اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ دوسروں نے کہا ہم افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر فیصلہ فرما دیا پھر اہل دین کو خاص فرمایا کہ مذکر و مؤنث میں سے جس نے نیک اعمال کیے۔ (النساء:124)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کم ضمیر سے مراد قریش اور اہل کتاب سے مراد کعب بن اشرف ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آراستہ ہونے اور آرزو یں کرنے کا نام نہیں، ایمان وہ ہے جو دل میں باوقار ہو اور عمل کی تصدیق کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاری نے کہا ہمارے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ قریش نے کہا ہمیں دوبارہ نہ اٹھایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337

WWW.NAFSEISLAM.COM

سوء سے مراد شرک ہے۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابویعلی، ابن منذر، ابن حبان اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ضیاء نے مختارہ میں اور حاکم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس آیت کے بعد بچاؤ کی کیا صورت ہوگی کیونکہ ہر غلطی کا تو ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے بخش دیا گیا ہے، کیا تو دکھی نہیں ہوتا؟ کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمگین نہیں ہوتا؟ کیا تمہیں مصیبت نہیں آتی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا یہی تو ہے جس کے ساتھ تمہیں بدلہ دیا جارہا ہے(1)۔

امام احمد، بزار، ابن جریر، ابن مردویہ اور خطیب نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ارشاد فرمارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کوئی برائی کرے گا اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جائے گا(2)۔

امام ابن سعید، ترمذی حکیم، بزار، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ انہیں سولی پر لٹکایا گیا تھا، کہا اے ابوحبیب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تیرے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی غلطی کرتا ہے اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جاتا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر میں تجھے وہ آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ تو حضور ﷺ نے وہ آیت مجھ پر پڑھ کر سنائی۔ میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ میری پشت میں جوڑ ہل گیا ہے جس کی وجہ سے میں لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے کیا ہوگا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو گناہ نہیں کرتا کیا ہمیں ہر گناہ کا بدلہ دیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے اور تیرے مومن ساتھیوں کو اسی دنیا میں بدلہ دے دیا جائے گا، تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جہاں تک دوسرے لوگ ہیں ان کے لئے گناہ جمع کیے جاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے روز انہیں بدلہ دیا جائے گا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 343، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 637 (6340)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، بواب التفسیر، جلد 11، صفحہ 127 (3039)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم جو بھی عمل کرتے ہیں کیا اس پر مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے ابوبکر کیا تمہیں یہ یہ تکلیف نہیں پہنچتی پس یہی تو کفارہ ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت تو کتنی سخت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں پہنچنے والے مصائب امراض اور غم ان اعمال کا بدلہ ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، ابویعلی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا ہم نے جو اعمال کیے ہیں ہر ایک کی ہمیں جزا دی جائے گی تو پھر ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مومن کو دنیا میں اعمال کا بدلہ اس کے نفس، جسم اور تکلیف دینے والی چیزوں کی صورت میں دیا جاتا ہے (3)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قرآن حکیم میں جو سب سے سخت آیت ہے میں اسے جانتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا وہ کون سی آیت ہے؟ میں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ وہ گرتا ہے تو یہ ہی اس کے اعمال کی جزا ہے، اے عائشہ جس کا مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا، جس کا محاسبہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہیں فرماتا (فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) فرمایا وہ تو پیشی ہے اے عائشہ جس آدمی سے اس آیت کے مطابق حساب میں مناقشہ ہوا مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کو ہر چیز میں بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ موت کے وقت جو اسے تکلیف ہوتی ہے اس کا بھی اسے اجر دیا جائے گا (4)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور بندے کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جن سے وہ کفارہ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے حزن میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ یہ غم اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابومہلب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں اس آیت کی تفسیر جاننے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا دنیا میں جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے یہی اس کا بدلہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343

3۔ مسند ابویعلی، باب مسند عائشہ، جلد 4، صفحہ 185 (4656) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، جلد 6، صفحہ 11 (1530) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 399

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا انہیں مصیبت پہنچی۔ صحابہ کرام نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ مسلمان کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ گناہ کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے اور وہ گرتا ہے۔ ابن مردویہ کے ہاں یہ الفاظ ہیں ہم روئے اور غمگین ہوئے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آیت نے تو ہمارا کچھ نہیں چھوڑا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ تمہارے لئے نازل ہوئی لیکن ایک دوسرے کو بشارت دو، ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور اعتدال کی راہ اختیار کرو، دنیا میں تمہیں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو جو کانٹا چبھتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مومن کو جو کمزوری، تھکاوٹ، مرض، غم یہاں تک کہ جو معمولی غم لاحق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے (2)۔

امام احمد، مسدد اور ابن ابی دنیا نے کفارات میں، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے ہمیں جو امراض لاحق ہوتی ہیں ان کا بدلہ بھی ہمیں ملتا ہے؟ فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میرے باپ نے عرض کی اگر چہ وہ مصیبت بہت تھوڑی ہو فرمایا وہ کانٹا ہو یا اس سے بڑھ کر (3)۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی میں قرآن حکیم میں سب سے شدید آیت جانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اسے ایک درہ مارا۔ فرمایا مالك نقبت عنها تجھے اس کا کھوج لگانے سے کیا غرض۔ وہ چلا گیا۔ جب اگلا دن آیا، حضرت عمر نے اس سے فرمایا وہ آیت کون سی ہے جس کا تو نے کل ذکر کیا تھا؟ عرض کی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ہم میں سے جو بھی برا عمل کرے گا اسے جزا دی جائے گی۔ حضرت عمر نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں کھانا پینا کوئی فائدہ نہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور اس میں رخصت دی اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 110 تلاوت فرمائی۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت امیہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 150 (9804) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر، جلد 16، صفحہ 106 (2573) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 343 (7854) کتاب الرقاق، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا فرمایا تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے بعد مجھ سے کسی نے سوال نہ کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے بیع ہے، بندے کو جو بخار، غم، پاؤں کا زخمی ہونا، یہاں تک کہ وہ سامان جو وہ اپنی آستین میں رکھتا ہے پھر وہ اسے گم پاتا ہے، اس سامان کے لئے گھبراتا ہے پھر اسے اپنی بغل کے نیچے پالیتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے یوں نکل آتا ہے جیسے سرخ سونا بھٹی سے نکلتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی دنیا، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت زیاد بن ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ کہا میں تجھے اپنے سے زیادہ سمجھدار خیال کرتا ہوں۔ مومن کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے قدم کا پھسلنا ہو، رگ کا پھڑکنا ہو اور چیونٹی کا کاٹنا ہو وہ گناہ کا بدلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ معاف فرماتا ہے یہاں تک کہ کسی چیز کا ڈسنا اور کسی چیز کا انسان کو پھونک مارنا(2)۔

امام ہناد، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابراہیم بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی میرے والد کے پاس آیا اس نے کہا اے ابومنذر قرآن حکیم میں ایک آیت ہے جس نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ۔ فرمایا بندہ مومن کو جو مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ اس کے پاؤں کا زخمی ہونا پھر وہ صبر کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میری تو کمر ٹوٹنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دنیا میں مصائب ہیں(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں غمگین ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا تمہیں اس آیت سے کیا ڈر، یہ تو مشرکوں کے لئے ہے، وہ قریش ہوں یا اہل کتاب۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا جو آدمی شرک کرتا ہے اسے بدلہ دیا جائے گا کیونکہ شرک ہی سوء ہے، اگر وہ موت سے پہلے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا(4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، حکیم ترمذی اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے فرمایا یہ حکم اس کے لئے ہے جسے اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کرنا چاہے، جسے اللہ تعالیٰ عزت دینا چاہے اس کے گناہوں سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 152 (9809) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 341

WWW.NAFSEISLAM.COM

درگزر فرماتا ہے، وہ جنتی لوگوں میں سے ہے، ان سے اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لائے اسے ہلایا، اس کے پتے گرے۔ جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے۔ فرمایا دکھ اور مصیبتیں لوگوں کے گناہوں کو اس سے بھی تیزی سے گراتی ہیں جتنی تیزی سے میں نے اس درخت کے پتے گرائے ہیں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن اور مومنہ کی ذات اولاد اور مال میں لگاتار مصیبت میں رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام احمد نے حضرت سائب بن خلاد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا اسے چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے نیکی لکھ لیتا ہے اور اس سے گناہ مٹا دیتا ہے(3)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر تکلیف پہنچتی ہے مگر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے(5)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو درد ہوا آپ ﷺ اس کی شکایت کرنے لگے اور اپنے بستر پر پہلو بدلنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر ہم میں سے کوئی یہ کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صالح لوگوں پر سختی ہوتی ہے، مومن کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو اس کی ایک غلطی معاف ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو جو تھکاوٹ، بیماری، پریشانی، حزن، تکلیف اور غم لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا چبھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے(6)۔

امام احمد اور ہناد نے زہد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان کو ہر شے میں اجر دیا جاتا

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1392، دار الصمیعی الریاض

2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 166 (9864) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 56، دار صادر بیروت　　4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلۃ والآداب، جلد 16، صفحہ 106 (2572)

5۔ ایضاً　　6۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 106 (2573)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے یہاں تک کہ پاؤں کے زخمی ہونے، تسمہ کے ٹوٹ جانے اور وہ سامان جو اس کی آستین میں ہو وہ گم ہو جائے وہ اس کی وجہ سے گھبرائے پھر اپنی بغل میں پائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس آدمی کو سب سے زیادہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ فرمایا انبیاء پھر لوگوں میں سے جو بہترین و اعلیٰ ہوتے ہیں، بندہ پر آزمائش لگا تار آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی خطاء نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچی ہے جو اس کے جسم کو اذیت دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو جو سر درد ہوتا ہے یا اسے جو کانٹا چبھتا ہے یا جو چیز اسے اذیت دیتی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے بدلے میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلے میں اس کے گناہ بخش دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت بریدہ اسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے پاؤں کو جو زخم لگا ہے یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹے کا ذکر کیا مگر اسے دو فائدوں میں سے ایک فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان نہیں تھی مگر اس کی بدلہ میں بخشنے یا بندے کو ایسی کرامت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ اسے شرف سے نوازنے والا نہیں تھا مگر اسی جیسے عمل سے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درد کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل کی وجہ سے لکھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں خطائیں معاف فرماتا ہے (5)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ایاس بن ابی فاطمہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم میں کون یہ پسند کرتا ہے کہ صحت مند رہے بیمار نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب یہی پسند کرتے ہیں فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ گم شدہ گدھے کی طرح ہو جاؤ۔ ایک روایت میں ضالۃ کی جگہ صالہ کے الفاظ ہیں فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم تکلیفوں والے اور کفارات والے ہو جاؤ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ مومن کو آزماتا ہے وہ نہیں آزماتا مگر اسے عزت دینے کے لئے۔ جنت میں بندے کے لئے ایسا درجہ ہے کوئی عمل بھی اسے اس مقام تک نہیں پہنچاتا یہاں تک کہ اسے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تا کہ وہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 136، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 168 (9874)

3۔ ایضاً (9875) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163، (9854) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162 (9848)

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس آزمائش کے ذریعے اس درجہ تک پہنچ سکے(1)۔

امام احمد، ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت محمد بن خالد سلمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ وہ صحابی تھے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب اللہ کی جانب سے ایک منزل بندے سے چھوٹ جائے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعے نہ پہنچ سکے اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا فرما دیتا ہے یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش ڈالتا ہے پھر بندہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک منزل ہوتی ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ اسے ایسی آزمائش میں ڈالتا ہے جسے وہ پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس مقام تک جا پہنچتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت احمد بن ابی حواری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے ہوئے سنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی عبادت گاہ میں تھا پھر آپ اس کے پاس سے گزرے تو درندوں نے اس کے گوشت کو چھیر پھاڑ دیا تھا، اس کا سر ایک طرف پڑا تھا، ران دوسری طرف پڑی تھی، جگر ایک طرف پڑا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب یہ تیرا بندہ تھا جو تیری اطاعت کرتا تھا تو نے اسے اس آزمائش میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ اس نے مجھ سے ایک ایسے مقام کا سوال کیا تھا جہاں تک وہ عمل سے نہیں پہنچ سکتا تھا، میں نے اسے اس آزمائش میں ڈالا ہے تو میں اسے اس وجہ سے ضرور اس مقام تک پہنچاؤں گا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مومن کی رگ زخمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے اس کے حق میں نیکی لکھتا ہے اور اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے اپنے بندے کو آزماتا ہے یہاں تک کہ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے(6)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ کی راہ میں سر درد ہوا پھر اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے(7)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 164 (9856) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9852)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164، (9888) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9853) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165 (9860)

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 166 (9863) 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 174، (9899)

مسلمان کو لگا تار درد اور اندرونی بخار سفید چاندی کی طرح کر دیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو خضر کا بھائی تھا کہ میں محارب کے علاقہ میں تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں بڑے اور چھوڑے جھنڈے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک چادر بچھائی گئی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد صحابہ موجود تھے۔ صحابہ نے بیماریوں کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن کو جب کوئی بیماری لگتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماتا ہے تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ جب منافق بیمار ہوتا ہے اور بعد میں ٹھیک ہو جاتا ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جسے گھر والے ڈھنگا ڈال دیں پھر کھول دیں۔ وہ اونٹ نہیں جانتا کہ کس مقصد کے لئے انہوں نے اسے ڈھنگا ڈالا اور کس مقصد کے لئے ڈھنگا کھولا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بیماریاں کیا ہیں؟ پوچھا گیا تو کبھی بھی بیمار نہیں ہوا، عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو آدمی کسی مرض کی وجہ سے گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاکیزہ اٹھاتا ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندہ جب مریض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی طرف وحی کرتا ہے اے میرے فرشتو جب میں نے اپنے بندے کو اپنی قیود میں سے ایک قید میں لیا ہے، اگر میں اس کی روح قبض کروں تو میں اسے بخش دوں گا، اگر میں اسے موت عطا کروں تو اس کا جسم بخشا ہوا ہوگا، اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو آزمائش میں ڈالتا ہے (جبکہ وہ خوب جانتا ہے) جس طرح تم اپنے سونے کو آگ میں ڈالتے ہو ان میں سے کچھ تو آگ سے یوں نکلتے ہیں جیسے خالص سونا، یہ وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں سے نجات عطا فرمادی ہے، ان میں کوئی آزمائش سے یوں نکلتا ہے جو اس سونے کی طرح ہوتا ہے جو خالص سونے سے درجہ میں کم ہو۔ یہ وہ آدمی ہوتا ہے جس میں کوئی شک باقی رہتا ہے ان میں سے کچھ کالے سونے کی طرح نکلتے ہیں یہ وہ ہے جسے فتنہ میں ڈالا گیا ہے (4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی حضرت بشیر بن عبد اللہ بن ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کی عیادت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر جھکے اس سے حال پوچھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات دنوں سے میں نے آنکھ بند نہیں کی اور نہ ہی کوئی میرے پاس آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بھائی صبر کر، اے بھائی صبر کر، تو اپنے گناہوں سے اسی طرح نکلے گا جس طرح تو ان میں داخل ہوا تھا۔ رسول

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 175 (9900) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 179، (9916)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 180 (9922) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 181 (24-9923)

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ ﷺ نے فرمایا بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت حکم بن عتبہ رحمہ اللہ سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کا کفارہ بنے تو اللہ تعالیٰ اسے غم میں مبتلا کر دیتا ہے جس کے ذریعے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمائش اور دکھ سے آزماتا ہے یہاں تک کہ اسے صاف چاندی کی طرح چھوڑتا ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان آدمی لوگوں میں چلتا پھرتا ہے جبکہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا، عرض کی گئی اے ابوبکر یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ فرمایا مصائب پہنچنے، پتھر لگنے، کانٹا چبھنے اور تسمہ ٹوٹنے سے (5)۔

امام احمد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک درد اور اندر کا بخار مومن کو لگے رہتے ہیں جبکہ اس کے گناہ احد پہاڑ جیسے ہوتے ہیں، یہ تکالیف اسے نہیں چھوڑتیں یہاں تک کہ اس پر رائی کے دانے کے برابر بھی گناہ نہیں رہتا۔

امام احمد نے حضرت خالد بن عبد اللہ قسری رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا یزید بن اسد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عیاض بن غضیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ ان کی بیوی ان کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا حضرت ابو عبیدہ نے رات کیسے گزاری؟ بیوی نے جواب دیا اجر کے ساتھ رات گزاری۔ حضرت ابو عبیدہ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے اجر کے ساتھ رات نہیں گزاری، اللہ تعالیٰ جسے کسی جسمانی آزمائش میں مبتلا کرے تو یہ اس کے گناہوں کو ختم کرنے کا باعث ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تکلیف دیتا ہے پھر اسے صحت بخشتا ہے تو یہ چیز اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی میں وہ رضا کا طالب ہوتا ہے، فاجر کو اللہ تعالیٰ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 181 (9925) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 182، (9926)
3۔ ایضاً (9927)
4۔ ایضاً (9927) مکرر
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 196 (9974)

WWW.NAFSEISLAM.COM

آزمائش میں ڈالتا ہے پھر اسے صحت عطا کرتا ہے تو وہ اونٹ کی طرح ہے جس کے گھر والوں نے ڈھنگا باندھا ہو، اونٹ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں ڈھنگا باندھا پھر اسے آزاد کر دیا اور وہ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں آزاد کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس ایک اعرابی تھا۔ لوگوں نے درد کا ذکر کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے کبھی درد نہیں ہوا۔ اس نے کہا نہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہم میں سے نہیں۔ جس بندے کو بھی کسی آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ کافر کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اس کی آزمائش اونٹ جیسی ہے جس کو ڈھنگا مارا جاتا ہے۔ اسے پتا نہیں ہوتا کہ اس کا پاؤں کیوں باندھا جا رہا ہے۔ اسے آزاد کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں آزاد کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت میں لفظ سوء کا معنی شرک نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں کافر کا ذکر ہے پھر آپ نے یہ آیت هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا: 17) پڑھی (3)۔

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ۝۱۲۴

"اور جس نے عمل کیے اچھے، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ ظلم کیے جائیں گے تل بھر"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا ہم اور تم برابر ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی، مسلمانوں کو اہل کتاب پر کامیابی دی گئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کے بغیر ایمان قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ان سے ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہاں صالحات سے مراد فرائض ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی، نصرانی اور مشرک بھی عمل خیر کرتے ہیں یہ انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 340

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 344

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والا عمل قبول کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَقِيْرًا سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہے جو گٹھلی پر ہوتا ہے فتیل سے مراد وہ ریشہ ہے جو اس کے اندر کی جانب ہوتا ہے اور نَقِيْرًا سے مراد وہ سفید نقطہ ہے جو گٹھلی کے وسط میں ہوتا ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

”اور کون بہتر ہے دینی لحاظ سے اس شخص سے جس نے جھکا دیا ہوا اپنا چہرہ اللہ کے لئے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور پیروی کی ملت ابراہیم کی اسی حال میں کہ وہ ہر باطل سے منہ موڑے ہوئے ہو اور بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل۔ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے میں لینے والا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام نے کہا کہ اسلام کے سوا کوئی دین نہیں ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا اور ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، ہمارا دین بہترین دین ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک صحیح روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے لئے چن لیا (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے سنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت محمد ﷺ کو دیدار کے لئے منتخب کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور ابن ضریس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ یمن آئے تو لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو یہ آیت پڑھی وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا تو ایک آدمی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔

امام حاکم نے حضرت جندب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وصال سے پہلے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 629 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 332 (11914)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے (1)۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا بے شک تمہارا صاحب (نبی) اللہ کا خلیل ہے، بے شک حضرت محمد ﷺ قیامت کے روز تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے پھر سورۃ الاسراء کی آیت نمبر 79 پڑھی عَسٰٓى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(2)

امام طبرانی نے حضرت سمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز دو نبی آپس میں خلیل ہوں گے کوئی اور ان کا خلیل نہ ہوگا، اس روز میرا خلیل حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں گے (3)۔

امام طبرانی اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں موتی کا ایک محل ہے نہ اس میں کوئی سوراخ ہے اور نہ ہی اس میں کمزوری ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت کے لئے تیار کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے، کلام کا اشرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے اور دیدار حضرت محمد ﷺ کے لئے ہے؟ (4)

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے تھے، آپ ﷺ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب آئے، انہیں مذاکرہ کرتے ہوئے سنا ان کی گفتگو سنی، کوئی کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے خلیل ہیں، ایک اور نے کہا یہ کوئی اس سے زیادہ تعجب والی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، ایک اور نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضور ﷺ باہر تشریف لے آئے اور انہیں سلام کیا فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارے اظہار تعجب کو بھی سنا کہ حضرت ابراہیم، اللہ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے، بات اسی طرح ہے، خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میں کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں جنت کے تالے کو حرکت دوں گا تو اللہ تعالیٰ اسے کھولے گا، اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے، یہ میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا، میں قیامت کے روز اگلوں پچھلوں میں سے سب سے معزز ہوں گا، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 599 (4018) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 142 (10256)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 258 (7052)

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 510 (3747)

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب جلد 13، صفحہ 90 (3616) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیوں اپنا خلیل بنایا۔ عرض کی اے میرے رب میں تو نہیں جانتا۔ فرمایا میں نے تیرے دل میں نگاہ کی تو تجھے پایا کہ تو سخاوت کرنا پسند کرتا ہے، کچھ لینا پسند نہیں کرتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر تشریف لائے، ملک الموت ایک ایسے نوجوان کی شکل میں آئے جسے آپ پہچانتے نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کس کی اجازت سے اندر آئے تو اس نے کہا گھر کے مالک کی اجازت سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہچان لیا۔ ملک الموت نے عرض کی تیرے رب نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم اس کے لئے ہیں۔ ملک الموت نے پوچھا آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ فرمایا میں موت تک اس کا خادم رہوں گا۔ ملک الموت نے کہا وہ تو آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے مجھے کس وجہ سے اپنا خلیل بنایا ہے؟ عرض کی آپ دینا پسند کرتے ہیں لینا پسند نہیں کرتے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل کس وجہ سے بنایا ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے عرض کی اے محمد ﷺ وہ کھانا کھلانا پسند کرتے تھے (1)۔

امام دیلمی نے کمزور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے چچا کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں خلیل بنایا ہے؟ حضرت جبرئیل امین آپ کی طرف اترے، پوچھا اے خلیل کیا تو جانتا ہے تجھے کیوں خلت عطا کی گئی؟ فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کیونکہ آپ عطا کرتے ہیں لیتے کچھ نہیں۔

امام حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے فضائل عباس میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منتخب کیا اور خلیل بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نزار کو منتخب کیا، نزار میں سے مضر کو منتخب کیا، مضر سے کنانہ کو چنا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا، بنو ہاشم میں سے بنو مطلب کو چنا اور بنو مطلب سے مجھے منتخب کیا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر اور دیلمی نے حضرت ابراہیم سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل حضرت موسیٰ کو نجی اور مجھے حبیب بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نجی پر ترجیح دوں گا (2)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 98 (9616)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1494)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو قبطی (چادریں) اور نبی ﷺ کو حبرہ کا حلہ پہنایا جائے گا جبکہ نبی مکرم عرش کی دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

''اور فتوی پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ فتوی دیتا ہے تمہیں ان کے بارے میں اور وہ آیتیں جو پڑھی جاتی ہیں تم پر اس کتاب (قرآن) میں (ان میں احکام ہیں) ان یتیم بچیوں کے متعلق جنہیں تم نہیں دیتے ہو جو (حق) مقرر کیا گیا ہے ان کے لئے اور خواہش کرتے ہو کہ خود نکاح کر لو ان کے ساتھ (ان کا مال دبوچنے کے لئے) اور (قرآن میں احکام ہیں) کمزور بچوں کے متعلق اور (وہ یہ) کہ قائم رہو یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی (کے کاموں) سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دور جاہلیت میں بچے کو وارث نہ بنایا جاتا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا۔ اسی طرح وہ عورت کو بھی وارث نہ بناتے۔ جب اسلام آ گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ وراثت کے بارے میں پہلا حکم تھا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہی وارث بنتا جو بالغ ہوتا وہ مال کی نگہداشت کر سکتا اور اس کی بہتری کے لئے کام کرتا، چھوٹا بچہ اور عورت کسی چیز کے وارث نہ بنتے۔ جب سورۂ نساء میں میراث کے احکام نازل ہوئے تو یہ امر لوگوں پر شاق گزرا، کہنے لگے کیا چھوٹا بچہ بھی وارث ہوگا جو مال کی نگہداشت ہی نہیں کرتا جبکہ عورت کی بھی یہی حالت ہے، کیا یہ دونوں اسی طرح وارث بنیں گے جس طرح مرد وارث بنتا ہے۔ وہ امید رکھتے تھے کہ اس بارے میں آسمان سے کوئی حکم نازل ہوگا۔ انہوں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی حکم نازل نہیں ہوتا انہوں نے کہا اگر یہ اسی طرح مکمل ہو گیا کہ یہ فرض ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا پھر انہوں نے کہا اس بارے میں پوچھو تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں یتیم عورتوں کا حکم نازل فرمایا۔ جنہیں تم ان کا حق نہیں دیتے اور تم یہ بھی رغبت رکھتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ولی کا طریقہ یہ ہوتا کہ جب عورت خوبصورت اور صاحب مال ہوتی تو ولی اس میں رغبت کرتا، اس سے نکاح کرتا اور اسے اپنے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، داراحیاء التراث العربی بیروت

ترجیح دیتا۔ اگر وہ عورت خوبصورت اور صاحب مال نہ ہوتی تو اس کا کسی اور سے نکاح کر دیتا، خود اس سے نکاح نہ کرتا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور بچوں کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے وہ کہتے نہ یہ جنگ کرتے ہیں اور نہ مال غنیمت اکٹھا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے معین حق فرض کر دیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی بچی یتیم اور بدصورت ہوتی تو وہ لوگ اسے میراث نہ دیتے اسے شادی کرنے سے روک دیتے یہاں تک کہ وہ بچی مر جاتی پھر خود اس کے وارث بن جاتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کی گود میں ہوتی وہ اس سے نکاح میں رغبت رکھتا، اسے مال نہ دیتا یہ امید رکھتے ہوئے کہ وہ مر جائے اور خود اس کا وارث بن جائے۔ اگر اس کا کوئی قریبی فوت ہو جاتا تو میراث میں سے اسے کوئی چیز عطا نہ کی جاتی۔ یہ دور جاہلیت میں رواج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم کو واضح کیا۔ وہ چھوٹے بچے اور کمزور کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میراث میں سے اسے حصہ دیا جائے (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چچا کی ایک نابینا بیٹی تھی، وہ بدصورت بھی تھی۔ وہ اپنے باپ کے مال کی وارث بنی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے اور اس کا نکاح کسی اور سے بھی نہ کرتے کہ کہیں اس کا خاوند مال نہ لے جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا کچھ لوگوں کی پرورش میں اس جیسی لڑکیاں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جب کوئی عورت کسی ولی کے پاس ہوتی جس کے ساتھ نکاح میں وہ کوئی رغبت نہ رکھتا تو وہ اس سے شادی نہ کرتا اور نہ ہی کسی کو اس سے شادی کرنے دیتا وہ لوگ صرف بڑے لڑکے پھر بڑے لڑکے کو ہی وارث بناتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میراث کے بارے میں سورۂ کے آغاز میں جو تم پر احکام تلاوت کیے گئے ہیں وہ لوگ نہ بچے اور نہ ہی عورت کو وارث بناتے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاتا (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349　5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 22 (17401)　7۔ ایضاً، (17400)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جس کے پاس کوئی یتیم بچی ہوتی۔ وہ اس بچی کا ولی اور وارث ہوتا۔ وہ بچی اس کے مال میں حصہ دار ہوتی یہاں تک کہ کھجور کے پھل دار درختوں میں بھی حصہ دار ہوتی وہ اس کے ساتھ نکاح میں رغبت رکھتا اور کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کو ناپسند کرتا کہ جس مال میں وہ بچی شریک ہے کہیں وہ مرد اس مال میں شریک نہ ہو جائے۔ تو وہ مرد اس عورت کو تنگ کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان عورتوں کے بارے میں فتوی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو یہ ذکر کیا ہے مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ سے مراد پہلی آیت ہے جس میں یہ حکم ہے اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس یتیم عورت سے اعراض کرتا ہے جو اس کی گود میں ہوتی ہے جس کے پاس مال بھی کم اور حسن بھی ناپید۔ انہیں منع کیا گیا کہ وہ یتیموں کے مال اور جمال کی وجہ سے ان میں رغبت کریں مگر اس صورت میں کہ انصاف کو ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ تم ان سے اعراض کرتے ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں مرد کے پاس یتیم بچی ہوتی وہ اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا۔ جب وہ ایسا کر دیتا تو کوئی بھی اس سے شادی نہ کر سکتا اگر وہ بچی خوبصورت ہوتی اور یہ اس سے محبت کرتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اس کا مال کھاتا۔ اگر وہ بدصورت ہوتی تو دوسرے لوگوں کو اس سے شادی کرنے سے روک دیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی جب وہ مر جاتی۔ تو وہ اس عورت کا وارث بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا اور اس سے منع کر دیا وہ لوگ چھوٹے بچوں اور بیٹوں کو وارث نہ بناتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ہر حصے دار کا حصہ متعین فرمایا وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کے ہاں پرورش پا رہی ہوتی جو بدصورت ہوتی، وہ مرد اس سے نکاح کرنے میں رغبت کا اظہار نہ کرتا اور اس کے مال کی طمع میں نہ اس کا کسی اور سے نکاح کرتا (4)۔

قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں عبدالملک بن محمد بن حزن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمرہ بنت حزم، حضرت سعد بن ربیع کی بیوی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمرہ سے ایک بیٹی تھی۔ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی کہ اپنی بیٹی کی میراث طلب کرے۔ اس بارے میں یہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 661، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52-350
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54-353
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349

WWW.NAFSEISLAM.COM

آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کے قول نقل کئے ہیں۔ ایک نے کہا اس کا معنی ہے تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو، دوسرے نے کہا تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عبیدہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتے ہو۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ
لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ
الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ
وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ
تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا
حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 352، دار احیاء التراث العربی بیروت

”اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے (اس کی) زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کرلیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کے لئے) بہتر ہے اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہو تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو اور اگر تم درست کرلو اپنا (رویہ) اور پرہیزگار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں تو غنی کردے گا اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنی وسیع بخشش سے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا حکمت والا ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک ہم نے حکم دیا ان لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمہیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر تعریف کا مستحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ اگر چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو اور لے آئے دوسروں کو اور اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو شخص ارادہ کرتا ہو صرف ثواب دنیا کا (تو یہ اس کی اپنی کم نظری ہے) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت (دونوں) کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے“۔

امام طیالسی، ترمذی، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے طلاق نہ دیجئے، میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے تو حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میاں بیوی جس امر پر صلح کرلیں وہ جائز ہے (1)۔

امام ابن سعد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم ازواج مطہرات کے ہاں قیام میں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ دیتے تھے۔ حضور ﷺ دن میں ہر عورت کے پاس تشریف لے جاتے جبکہ اس سے حقوق زوجیت ادا نہ فرماتے یہاں تک کہ جس عورت کی باری ہوتی تو اس کے ہاں رات گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ جب بوڑھی ہوگئیں اور انہیں خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں آیت نازل فرمائی (2)۔

1۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 128 (3040) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 203 (2760) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرد کے پاس ایک بیوی ہو، وہ اپنے پاس مزید رکھنے کی خواہش نہ رکھتا ہو، اس سے جدائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ عورت کہے میں اپنے حقوق سے آپ کو بری کرتی ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء:128) ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کے عقد میں بیوی تھی جس کے ساتھ اس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عورت کے بطن سے اس کے کئی بچے ہوئے تھے۔ اب مرد نے اس بیوی کو بدلنے کا ارادہ کیا تو عورت نے اس مرد سے اس بات پر صلح کی کہ مرد اس کے پاس ہی رہے مگر اس کے اخراجات سے بری الذمہ ہو جائے (2)۔

امام مالک، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کے پاس ایک بیوی تھی جس کے بڑھاپے سے وہ بیزار ہو چکا تھا۔ اس مرد نے اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک جوان عورت سے شادی کر لی اور اس جوان عورت کو بوڑھی عورت پر ترجیح دینے لگا۔ پہلی عورت نے اس کے پاس رہنے سے انکار کر دیا۔ مرد نے اسے ایک طلاق دے دی۔ جب اس کی تھوڑی عدت رہ گئی تو مرد نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ سے رجوع کر لوں اور تو اس ترجیح پر صبر کرے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے چھوڑ دوں۔ عورت نے کہا بلکہ تو مجھ سے رجوع کر لے دونوں نے آپس میں رجوع کر لیا لیکن عورت اس ترجیح پر صبر نہ کر سکی۔ مرد نے دوسری طلاق دے دی اور نوجوان عورت کو اس پر ترجیح دی۔ یہ وہ صلح ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن خدیج کے عقد میں تھی رافع نے اس کی کسی بات کو ناپسند کیا وہ بڑھاپا تھا یا کوئی اور بات تھی رافع نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا تو بیوی نے کہا مجھے طلاق نہ دو جو تمہیں مناسب لگے میرے لئے باری مقرر کر دو۔ دونوں نے آپس میں صلح کر لی تو یہی طریقہ چل پڑا تو اس بات میں قرآن حکیم نازل ہوا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس قسم کے مسائل کے بارے میں پوچھا کرو پھر فرمایا ایک عورت کسی مرد کے عقد میں ہو جس کی عمر سے وہ بے زار ہو چکا ہو وہ دوسری عورت سے شادی کرے تا کہ اسے بچہ حاصل ہو تو وہ میاں بیوی جس امر پر صلح کریں تو وہ جائز ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 480، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 359

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 510 (16469)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابن راھویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں، ان میں سے ایک بوڑھی ہو اور بدصورت بھی ہو، وہ اس عورت سے جدائی کا ارادہ کرے۔ وہ عورت مرد سے اس بات پر صلح کرے کہ مرد اس کے پاس ایک رات گزارے اور دوسرے کے پاس کئی راتیں گزارے اور اس سے جدائی اختیار نہ کرے، جتنا عرصہ وہ خوش رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عورت اسی مصالحت سے رجوع کرے تو مرد دونوں میں برابری کرے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو کسی مرد کے عقد میں ہو اور بوڑھی ہو جائے، وہ مرد اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک اور عورت سے شادی کرنا چاہے، وہ آپس میں صلح کر لیں کہ اس کے لئے ایک دن اور دوسری کے لئے دو یا تین دن ہوں گے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے ایک عورت جو کسی مرد کے عقد میں ہو جو اس مرد سے وافر محبت نہیں پاتی جبکہ اس مرد کی ایک اور بیوی ہو جو اس مرد کو زیادہ محبوب ہے، وہ مرد اس عورت کو ترجیح دیتا ہے۔ جب صورتحال ایسی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس مرد کو حکم دیا کہ وہ اس غیر محبوب بیوی کو کہے۔ اے فلانہ اگر تو چاہے تو اس حال میں رہے جس طرح تو دیکھ رہی ہے کہ میں دوسری بیوی کو ترجیح دے رہا ہوں تو میں تیرے ساتھ ہمدردی کروں گا، تم پر خرچ کروں گا تو تو میرے پاس رہ، اگر تو ناپسند کرتی ہے تو میں تجھے آزاد کرتا ہوں، اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہنے پر راضی ہو جائے جبکہ مرد نے اسے اختیار دیا تھا تو اس پر کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ الصُّلۡحُ خَیۡرٌ کا یہی مطلب ہے۔ یعنی مرد کے ساتھ رہنے اور جدائی اختیار کرنے میں اختیار دینا ایک عورت کو دوسری عورت پر لگاتار ترجیح دینے سے زیادہ بہتر ہے(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد ہو جس کے عقد میں بڑی عمر کی عورت ہو وہ اس کی موجودگی میں ایک نوجوان عورت سے شادی کر لیتا ہے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ پہلی بیوی (جو اس کے بچوں کی ماں ہے) سے جدائی اختیار کرے وہ عورت سے مال یا نفس کے عطیہ پر صلح کر لیتا ہے تو یہ صلح اچھی ہے(3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابی سنابل بن بعکک کے حق میں نازل ہوئی(4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے(5)۔

امام حاکم، کثیر بن عبد اللہ بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 357 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 358

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 359 5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 505

WWW.NAFSEISLAM.COM

ارشادفرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے نزدیک ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے۔ مسلمانوں کو اپنی شرطیں پوری کرنا ہوں گی مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام کردے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ عورت صلح کے وقت خاوند سے اپنا حصہ لینے میں بخل سے کام لیتی ہے (2)۔

امام جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اس کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کی ہے وہ دوسرے آدمی سے ایسی چیز کی خواہش کرتا ہے جس پر دوسرا آدمی حرص کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ عورتوں سے محبت کرنے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کرنے میں عدل کرو تو تم ایک کی طرف یوں مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو یوں عضو معطل بنادو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ نبی کریم ﷺ دوسری ازواج کی بنسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ عورتوں میں باری معین کرتے اور ان میں عدل کرتے پھر یوں دعا کرتے اے اللہ یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں مجھے اس چیز میں ملامت نہ کرنا جس کا تو تو مالک ہے مگر میں مالک نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو جائے وہ قیامت کے روز آئے گا کہ اس کی ایک جانب گری ہوگی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام اس بات کو بھی پسند کرتے تھے کہ وہ خوشبو میں بھی سوکنوں میں برابری کریں، وہ جس طرح ایک عورت کے لئے خوشبو لگاتے اسی طرح دوسری کے لئے بھی خوشبو لگاتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری دو بیویاں تھیں، میں ان میں مساوات کرتا یہاں تک کہ بوسہ لینے میں برابری کرتا (7)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 113 (7059) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 361
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 362,65,67 4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 479 (1971) بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 367 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17545)
7۔ ایضاً، (17544)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ جس کی دو بیویاں ہوں وہ اسے بھی ناپسند کرتے کہ ایک کے گھر میں وضو کریں دوسری کے گھر میں وضو نہ کریں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صحابہ سوکنوں میں برابری کرتے، اگر کوئی ایسی چیز بچ جاتی جس کا کیل نہ ہو سکتا جیسے ستو اور کھانا وہ ایک ایک ہتھیلی ان کو دے دیتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کے حقوق زوجیت ادا کرنے میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو تم حقوق زوجیت ادا کرنے میں ایک طرف مائل نہ ہو جاؤ کہ تم اسے یوں عضو معلق بنا دو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو ایک کے ساتھ برائی کا قصد نہ کرو (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ تو اس کی طرف مائل ہو، نہ اس پر مال خرچ کرے اور نہ ہی اس کے لئے باری مقرر کرے (5)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تو ایک سے محبت کرتا ہے اور دوسری سے بغض رکھتا ہے تو ان میں عدل کر۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اسے یوں کر چھوڑو کہ نہ وہ مطلقہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن جریر، ابن منذر اور ابن جریر نے معلقہ کا معنی قیدی نقل کیا ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِنۡ یَّتَفَرَّقَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ خاوند بیوی کو طلاق دے دے (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غنیا اور حمیدا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ مخلوق سے بے نیاز اور ان کے ہاں حمد کے لائق ہے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17543)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (17546)
3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 519 (16686)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 366
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 368
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 482 (651)، بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 369
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 370

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وکیل کا معنی حفیظ (نگہبان) نقل کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم ہمارا رب اس پر قادر ہے کہ مخلوق میں سے جسے چاہے ہلاک کرے اور دوسرے لوگوں کو ان کے بعد لے آئے (3)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۳۵﴾

"اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے انصاف پر، گواہی دینے والے محض اللہ کے لئے۔ چاہے گواہی دینا پڑے تمہیں اپنے نفسوں کے خلاف یا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف، (جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہے) وہ دولت مند ہو یا فقیر، پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا، تو نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ موڑو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ حق بات کہیں اگرچہ وہ ان کے اپنے، ان کے آباء اور ان کے بیٹوں کے خلاف ہو، وہ غنی سے اس کی دولت کی وجہ سے نہ ڈریں اور نہ ہی مسکین پر اس کی مسکینی کی وجہ سے رحم کریں۔ تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق کو چھوڑ دو اور ظلم کرنے لگو اور گواہی دیتے وقت زبانوں کو دہرا نہ کر دیا گواہی دینے سے اعراض نہ کرو (4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دو آدمی قاضی کے پاس بیٹھتے ہیں، قاضی دوسرے کی بنسبت ایک کے لئے جھکتا یا اعراض کرتا ہے (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو سورۂ بقرہ پہلی صورت تھی جو نازل ہوئی، اس کے پیچھے سورۂ نساء نازل ہوئی ایک آدمی کے ہاں بیٹے، چچا یا قریبی رشتہ دار کے بارے میں گواہی ہوتی، وہ شہادت بیان کرتا ہوئے صحیح بات نہ کرتے یا گواہی کو چھپا تا تھا۔ اس کی وجہ اس آدمی کی تنگ دستی ہوتی۔ وہ خیال کرتے کہ یہ خوش حال ہو لے اس وقت اس کے خلاف گواہی دے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 370
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 371
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 373
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375

WWW.NAFSEISLAM.COM

لوں گا۔ تو یہ حق ادا کر دے گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اللہ کی رضا کی خاطر گواہی اگرچہ وہ مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر ہو۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک غنی اور ایک فقیر نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ ﷺ کی ہمدردی فقیر کے ساتھ تھی۔ آپ ﷺ کی رائے تھی کہ فقیر غنی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اللہ نے غنی اور فقیر میں انصاف کا حکم دیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ گواہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی اے ابن آدم صحیح گواہی دو اگرچہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین، قریبی رشتہ داروں یا اپنی قوم کے معززین کے خلاف ہو، شہادت تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہے، لوگوں کی رضا کی خاطر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں بھی عدل سے راضی ہوتا ہے، عدل و انصاف زمین میں اللہ کے ترازو ہیں، اس کے ذریعے قوی سے ضعیف، سچے سے جھوٹے، باطل پرست سے حق پرست کی طرف لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے سچے کی تصدیق کرتا ہے اور جھوٹے کی تکذیب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے اسی کے ذریعے حد سے تجاوز کرنے والے کو واپس لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرتا ہے، اے ابن آدم اگر مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے غنی اور تمہارے فقیر کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے، غنی کی دولت اور فقیر کا فقر تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ جو کچھ تو جانتا ہے اس کے بارے میں گواہی دے کیونکہ یہ حق ہے، ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو نے زمین میں کون سی چیز قلیل رکھی ہے۔ فرمایا جو میں نے چیز کم رکھی ہے وہ عدل ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تیرا زبان کو ناحق موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تو زبان کو حرکت تو دے مگر صحیح طرح سے گواہی نہ دے اور اعراض کا مطلب ترک کرنا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تلوا کا معنی تم تحریف کرو اور تُعْرِضُوْا کا معنی تم چھوڑ دو (4)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنْ تَلْوٗٓا کا معنی نقل کیا ہے کہ تم گواہی دو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا کا معنی ہے کہ تم اس گواہی کو چھپا دو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 373
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 374
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 376

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی اس سے پہلے اور جو کفر کرے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا''۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن سلام، اسد و اسید جو کعب کے بیٹے تھے، ثعلبہ بن قیس، سلام جو عبداللہ بن سلام کا بھائی تھا، سلمہ جو ان کا بھتیجا تھا اور یامین بن یامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کی کتاب پر حضرت موسیٰ پر، تورات پر اور حضرت عزیر پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے علاوہ جو کتابیں اور رسول ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اللہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی کتاب قرآن اور اس سے پہلے جتنی کتابیں ہوئی ہیں سب پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایسا تو نہیں کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی تو سب ایمان لے آئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے تورات اور انجیل میں پختہ وعدہ لیا تھا اور ان سے اقرار کرایا تھا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں۔ انہیں وہ پختہ وعدہ یاد دلایا۔ کچھ لوگ تو وہ تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کا اتباع کیا اور کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے انکار کر دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿١٣٨﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾

''بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھتے گئے کفر میں نہیں ہے سنت الٰہی ان کے متعلق کہ بخش دے انہیں اور نہ (یہ) کہ پہنچائے انہیں راہ (راست) تک۔ خوشخبری سنا دو منافقوں کو کہ بلاشبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو (اپنا) دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو صرف اللہ کے لئے ہے سب کی سب''۔

آیت کی تفسیر میں امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے فرمایا وہ یہودی اور نصرانی

ہیں۔ یہودی تورات پر ایمان لائے پھر انکار کردیا، نصرانی انجیل پر ایمان لائے بعد میں اس کا انکار کردیا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو تورات پر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر نصاریٰ کا ذکر کیا، فرمایا وہ ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا۔ یعنی وہ انجیل پر ایمان لائے پھر اس کا انکار کردیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر کے کفر میں مزید اضافہ کیا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو دو دفعہ ایمان لائے اور دو دفعہ انکار کیا پھر انہوں نے کفر میں اضافہ کیا(3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مرتد کے بارے میں کہا کہ تو اس سے تین دن دفعہ توبہ کا مطالبہ کر پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی(4)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی خدمت میں ایک مسلمان لایا گیا جو دشمن کی طرف بھاگ گیا تھا، انہوں نے اس پر سلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا پھر دوبار بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس پر اسلام کو پیش کیا، وہ تیسری دفعہ بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا۔ پھر اس کی گردن اڑا دی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِزْدَادُوْا كُفْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے وہ کفر میں مکمل ہوئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام حاکم نے تاریخ میں، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے میں تمہارا غالب رب ہوں جو آدمی دونوں جہانوں کی عزت چاہتا ہے وہ اس غالب کی اطاعت کرے(5)۔

وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ﴿۱۴۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 379، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 380

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 381 5۔ تہذیب تاریخ دمشق، باب ذکر من اسمہ حامد، جلد 4، صفحہ 19

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾

''اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جارہا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جارہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر و استہزاء کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے، بے شک اللہ تعالیٰ اکٹھا کرنے والا ہے سب منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں۔ وہ جو انتظار کر رہے ہیں تمہارے (انجام) کا۔ تو اگر ہو جائے تمہیں فتح اللہ کی طرف سے (تو) کہتے ہیں کیا نہیں تھے ہم بھی تمہارے ساتھ اور اگر ہو کافروں کے لئے کچھ حصہ (کامیابی سے) کہتے ہیں کیا نہیں غالب آگئے تھے ہم تم پر اور (اس کے باوجود) کیا نہیں بچایا تھا ہم نے تم کو مومنوں سے؟ پس (اے اہل نفاق!) اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن اور ہرگز نہیں بنائے گا اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (غالب آنے کا) راستہ''۔

امام ابن منذر اور ابن جریر نے ابووائل سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مجلس میں جھوٹی بات کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اہل مجلس کو ہنساتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ بات حضرت ابراہیم نخعی کے سامنے کی گئی تو انہوں نے کہا ابووائل نے سچی بات کی ہے، کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس طرح نہیں پھر یہ آیت فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ تلاوت کی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ انعام میں نازل کیا گیا حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (الانعام:68) پھر سورۂ نساء میں اس کی تشدید (سختی) کی گئی۔

امام ابن منذر نے آیت کے متعلق حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرک جب مومنوں کے ساتھ بیٹھتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم کے بارے میں باتیں شروع کر دیتے، بدزبانی کرتے اور مزاق اڑاتے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں شروع ہو جائیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کے منافقوں اور مکہ مکرمہ کے ان مشرکوں کو جہنم میں جمع کرے گا جو قرآن حکیم سے مذاق کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق تھے جو مومنوں کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے تھے، اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی اور مسلمان دشمنوں سے غنیمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 383، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

حاصل کرتے تو منافق کہتے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ دو جس طرح تم حصہ لے رہے ہو۔ اگر کافروں کا غلبہ ہوتا اور وہ مسلمانوں کا مال چھین لیتے تو منافق کافروں سے کہتے کیا ہم نے تمہارے لئے واضح نہیں کر دیا تھا کہ ہم اس دین پر ہیں جس پر تم ہو، ہم نے انہیں تم سے روکے رکھا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کیا ہم تم پر غالب نہیں آ گئے تھے(2)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہیں کہا گیا اس آیت کے بارے میں بتایئے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا جبکہ کفار ہم سے جنگ کرتے ہیں، وہ غالب آ جاتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ فرمایا اُدْنُهْ اُدْنُهْ قریب ہو قریب ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے روز ہوگا(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(7)۔

ابن جریر نے سدی سے سبیل کا معنی حجت نقل کیا ہے(8)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾

”بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف تو کھڑے ہوتے ہیں کاہل بن کر (وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑی دیر“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن اور منافق پر نور پھینکا جائے گا جس میں وہ قیامت کے روز چلیں گے۔ جب وہ پل صراط تک پہنچیں گے تو منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن اپنے نور میں چلتے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی ان کے ساتھ خفیہ تدبیر ہوگی(9)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَهُوَ خَادِعُهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 385 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 386 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 387
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388

WWW.NAFSEISLAM.COM

(منافقوں کو) نور عطا کرے گا جس میں وہ مومنوں کے ساتھ چلیں گے جس طرح وہ دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں پھر ان سے وہ نور سلب کر لیا جائے گا تو وہ نور بجھ جائے گا تو وہ تاریکی میں کھڑے رہ جائیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور ابو عامر بن نعمان کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے الصمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں سست ہوں۔ وہ اس آیت میں تاویل کرتے تھے۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز اچھی لگے جہاں لوگ اسے دیکھیں اور جب خلوت میں ہو تو اسے وہ نماز بری لگے، یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے رب کو حقیر جانتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم اگر لوگ نہ ہوتے تو منافق نماز نہ پڑھتا، وہ محض ریاء کاری اور شہرت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ اللہ کا ذکر اس لئے کم کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے ذکر تو کرتے ہی نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافق کا ذکر کم اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتا اللہ تعالیٰ جسے بھی رد کر دے وہ قلیل ہے، اللہ تعالیٰ جسے قبول کر لے وہ کثیر ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی عمل تقویٰ کے سات قلیل نہیں ہوتا جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیسے ہو سکتا ہے۔

امام مسلم، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو منافق اٹھتا ہے، چار ٹھونگے مارتا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی کم ذکر کرتا ہے (7)۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 387 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388 3۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 380 (5095) بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 388 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389 6۔ ایضاً

7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، جلد 5، صفحہ 104 (195) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

1B

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ﴿۱۴۳﴾

"ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں کفر و ایمان کے درمیان نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے ہدایت کا راستہ"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن، منافق اور کافر کی مثال ان تین افراد کی طرح ہے جو ایک وادی تک پہنچے، ایک اس میں داخل ہوا، اس نے وادی کو عبور کیا یہاں تک کہ اس کے کنارے پر پہنچ گیا پھر دوسرا اس میں داخل ہوا، جب وادی کے نصف میں پہنچا جو وادی کے کنارے پر کھڑا تھا اس نے آواز دی تو ہلاک ہو کہاں ہلاکت کی طرف جا رہے ہو رخ جہاں سے چلے تھے وہاں لوٹ آؤ؟ جس نے وادی کو عبور کر لیا تھا اس نے اسے بلایا آؤ نجات اس طرف ہے۔ اب وہ کبھی اس طرف دیکھتا ہے کبھی اس طرف دیکھتا ہے۔ اسی اثناء میں سیلاب آ جاتا ہے تو اسے غرق کر دیتا ہے۔ جس نے وادی کو عبور کیا تھا وہ مومن ہے، جو غرق ہو گیا وہ منافق ہے، وہ ادھر ادھر تذبذب کا شکار رہا، جو کنارے پر ٹھہرا رہا وہ کافر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نہ مخلص مومن ہیں اور نہ واضح شرک کرنے والے ہیں، کہا ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن، منافق اور کافر کی مثال تین افراد سے دیتے ہیں جو ایک نہر تک پہنچے، مومن اس میں داخل ہو گیا، اس نے نہر کو عبور کر لیا پھر منافق اس میں داخل ہوا، قریب تھا کہ وہ مومن تک پہنچ جاتا تو کافر نے اسے بلایا میری طرف آ کیونکہ مجھے تیرے بارے میں خوف لاحق ہو رہا ہے، مومن نے اسے بلایا میری طرف آؤ کیونکہ میرے پاس تیرے لئے نجات ہے اور اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہ اس کی طرف پھینکتا ہے، منافق دونوں کے درمیان لگاتار متردد رہتا ہے یہاں تک کہ پانی اس پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اسے غرق کر دیتا ہے، منافق لگاتار شک وشبہ میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اس پر غالب آ جاتی ہے، وہ اسی تذبذب میں مبتلا ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں، نہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ہیں اور نہ وہ یہودیوں کے ساتھ ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اسلام اور کفر کے درمیان متردد ہوتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال دو ریوڑوں میں بھاگنے والی بکری کی طرح ہے کبھی اس طرف بھاگتی ہے کبھی دوسری طرف بھاگتی ہے وہ نہیں جانتی کس کے پیچھے چلے (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان دوڑتی پھرتی ہے، اگر اس ریوڑ کے پاس آئے تو وہ اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 390 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389

WWW.NAFSEISLAM.COM

سینگ مارتی ہیں، دوسرے ریوڑ کے پاس جائے تو وہ اسے سینگ مارتی ہیں (1)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

''اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ بنا دو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے خلاف واضح دلیل''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل موجود ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی سلطان کا لفظ ہے اس سے مراد حجت ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

''بے شک منافق سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے دوزخ (کے طبقوں) سے اور ہرگز نہ پائے گا تو ان کا کوئی مددگار۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کا (دامن رحمت) اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ کے لئے تو یہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم۔ کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ سے مراد ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو لوہے کے ہوں گے اور ان پر بند ہوں گے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں مبهمة عليهم یعنی ان پر ایسے بند ہوں گے وہ ان کو کھولنے کی جگہ سے آگاہ نہ ہوں گے (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 68، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 391 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 392

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درک اسفل سے مراد لوہے کے ایسے گھر ہیں جو ان پر بند کر دیے گئے ہیں، ان کے اوپر اور نیچے سے آگ جلائی جا رہی ہو گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو ان پر بند کر دیے جائیں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے درک اسفل کا معنی جہنم کا سب سے نچلا گڑھا نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا کہ جہنم کے کئی درجے ہیں، بعض بعض سے اوپر ہیں (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابو الاحوص سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہنم میں سب سے سخت کن لوگوں کو عذاب دیا جائے گا؟ ایک آدمی نے کہا منافقوں کو۔ فرمایا تو نے سچی بات کی، کیا تو جانتا ہے کہ انہیں کیسے عذاب دیا جائے گا؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا انہیں لوہے کے تابوتوں میں رکھا جائے گا جو ان پر بند کر دیے جائیں گے پھر انہیں جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں رکھ دیا جائے گا، ایسے تنوروں میں جو نیزے کے لوہے سے بھی تنگ ہوں گے جسے جب الحزن کہتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں بند کر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اپنے دین کو مخلص کر و تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہو گا (4)۔

ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مخلصوں کو مبارک ہو، یہ لوگ ہدایت کا چراغ ہیں، ان سے تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو فراس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو بنو اسلم میں سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اخلاص پوچھا یقین کیا ہے؟ فرمایا قیامت کی تصدیق (6)۔

امام بزار سند حسن سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری گفتگو سنی اور اسے یاد رکھا، بعض اوقات فقہ پڑھنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 392　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 393　3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ، جلد 5، صفحہ 342 (6859) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6861)　6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6858)

WWW.NAFSEISLAM.COM

والا فقیہ نہیں ہوتا، تین چیزیں ایسی ہیں جن سے بندۂ مومن کا دل نہیں بھرتا، اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص، مسلمانوں کے ائمہ کے لئے خلوص اور جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان کی دعائیں انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتی ہے۔

امام نسائی نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ اسے حضور ﷺ کے کمزور صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ان کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کے ذریعے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مروزی نے زوائد زہد میں، ابوالشیخ بن حبان نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ چالس دن تک اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کرتا ہے تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے خالص کر دیا، دل کو سلیم، زبان کو صادق، نفس کو مطمئن، اخلاص کو درست، کان کو سننے والا، آنکھ کو دیکھنے والا بنا لیا۔ رہا کان تو یہ کیف کی مانند ہے، آنکھ اس کو ثابت کرتی ہے جسے دل محفوظ کرتا ہے، جس نے اپنے دل کو یاد رکھنے والا بنایا وہ کامیاب ہو گیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اخلاص سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اخلاص سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کو محارم سے روک دے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، حکیم ترمذی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ثمامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے روح اللہ، اللہ کے لئے مخلص کون ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرتا ہے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کی تعریف کریں (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو ادریس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بندہ اخلاص کی حقیقت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ یہ پسند نہ کرے کہ کوئی اس کے کسی عمل پر تعریف کرے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شکر گزار اور مومن کو عذاب نہیں دیتا۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ

1۔ سنن نسائی، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 45، دار الریان قاہرہ
2۔ شعب الایمان، باب فی الایمان باللہ، جلد 1، صفحہ 132 (108)
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 246، بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 66، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسیٰ بن مریم، جلد 47، صفحہ 450، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

سَمِيۡعًا عَلِيۡمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا ﴿۱۴۹﴾

"نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ کہ برملا کہی جائے بری بات مگر (اس سے) جس پر ظلم ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی یا پوشیدہ رکھو اسے یا درگزر کرو (کسی کی) برائی سے تو بے شک اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا قدرت والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی کسی کے لئے بددعا کرے مگر اس میں کہ وہ مظلوم ہو۔ کیونکہ مظلوم کے لئے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے لئے بد دعا کرے، اگر وہ صبر کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ظلم کرتا ہے اس کے لئے بددعا نہ کرے بلکہ یوں کہے اے اللہ اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے اللہ میرا حق اس سے نکلوا، میرے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہو جا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو معذور قرار دیا ہے کہ وہ بددعا کرے جیسے تم سنتے ہو۔

امام ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی کوئی چیز چوری کی گئی تو وہ بددعا کرنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بددعا کے ساتھ اس چیز سے فارغ نہ ہو جا (3)۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظالم کے لئے بد دعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی جنگل میں کسی کے پاس مہمان ٹھہرا لیکن اس نے ضیافت نہ کی تو یہ آیت نازل ہوئی تو وہ مہمان صرف یہ ذکر کرے کہ اس نے میری ضیافت نہیں کی، اس سے زیادہ بات نہ کرے (5)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ایک آدمی کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتا ہے مگر میزبان اچھی طرح ضیافت نہیں کرتا۔ وہ اس کے پاس سے باہر نکلتا ہے تو وہ یہ سکتا ہے اس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 5 بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن ابو داؤد، باب الدعاء، جلد 5، صفحہ 408 (1468)، الریاض

4۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 59 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 7

www.NafseIslam.com

میرے ساتھ برا سلوک کیا ہے اچھی ضیافت نہیں کی (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے اعلانیہ بدگوئی پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ یہ کہہ سکتا ہے اس نے جس قدر ظلم کیا، اس سے اتنا بدلہ لے لے تو اس پر کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد یہ آیت پڑھتے اور کہتے جو آدمی نفاق پر قائم رہے تو اس کی بدگوئی کرنا درست ہے یہاں تک کہ وہ نفاق کو چھوڑ دے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ اسی طرح پڑھتے تھے پھر کہا اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی بدگوئی پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ع

''بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ اختیار کر لیں کفر و ایمان کے درمیان کوئی (تیسری) راہ۔ یہی لوگ کافر ہیں حقیقت میں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے (تمام) رسولوں کے ساتھ اور نہیں فرق کیا انہوں نے کسی میں ان سے یہی لوگ ہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن یہود و نصاریٰ ہیں، یہودی تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا، نصرانی انجیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور قرآن حکیم اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا۔ انہوں نے یہودیت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 6 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 7 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 8

WWW.NAFSEISLAM.COM

عیسائیت کو اپنا لیا۔ یہ دونوں بدعتیں ہیں جو دونوں اللہ کی جانب سے نہیں۔ انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا۔ یہی وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَیْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْیَمَ بُهْتَانًا عَظِیْمًا ﴿۱۵۶﴾

”مطالبہ کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ آپ اتروا دیں ان پر کتاب آسمان سے سو وہ تو سوال کر چکے ہیں موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے بھی بڑی بات کا، انہوں نے کہا تھا (اے موسیٰ) دکھاؤ ہمیں اللہ کھلم کھلا۔ تو پکڑ لیا تھا انہیں بجلی کی کڑک نے بسبب ان کے ظلم کے پھر بنا لیا انہوں نے بچھڑے کو (اپنا معبود) اس کے بعد کہ آچکی تھیں ان کے پاس کھلی دلیلیں پھر بھی ہم نے بخش دیا ان کا یہ (سنگین) جرم اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو واضح غلبہ۔ اور ہم نے بلند کیا ان کے اوپر طور کو ان سے پختہ وعدہ لینے کے لئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ داخل ہو جاؤ اس دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ حد سے نہ بڑھنا سبت میں اور ہم نے لیا تھا ان سے پختہ وعدہ۔ (ان پر پھٹکار کی) وجہ یہ تھی کہ انہوں نے توڑ دیا اپنے وعدہ کو اور انہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور انہوں نے قتل کیا انبیاء کو ناحق اور انہوں نے یہ (گستاخانہ) بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں، (یوں نہیں) بلکہ مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر بوجہ ان کے کفر کے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑی سی تعداد۔ اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے کے باعث“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 11

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہمارے پاس لوحیں لاتے ہیں پس آپ بھی الواح لے آئیں یہاں تک کہ ہم آپ کی تصدیق کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر اور منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاری نے حضرت محمد ﷺ سے کہا ہم اس وقت تک اس امر پر آپ ﷺ کی بیعت نہ کریں گے جس کی طرف آپ ﷺ ہمیں بلاتے ہیں جب تک آپ ﷺ اللہ کی جانب سے مکتوب ہمارے پاس نہیں لائیں گے جس میں یہ ہو کہ یہ مکتوب اللہ کی جانب سے فلاں شخص کے لئے ہے اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا اگر آپ ﷺ اس بات میں سچے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے لکھی ہوئی کتاب لے آئیں جیسی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خالص مکتوب ہو۔ جہرۃ کا معنی آنکھوں کے سامنے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے بے شک انہوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اعلانیہ کہا ہمیں اللہ دکھا، کہا اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (5)۔

امام سعید بن منصور اور عبید بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فَاَخَذَتْهُمُ الصَّعَقَةُ) (6)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں موت نے آلیا اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور سزا ان کے وقت مقررہ سے پہلے موت عطا کر دی اس کی وجہ ان کی یہ گفتگو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جتنا عرصہ چاہا انہیں موت عطا کر دی پھر انہیں دوبارہ اٹھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں وہ موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو اٹھایا اور ان کے اوپر یوں کر دیا جیسے سائبان ہو۔ فرمایا تم میرے حکم کو اپناؤ گے یا میں اس پہاڑ کو تم پر پھینک دوں گا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم اس کو اپنائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان سے روک لیا نہ گرایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُلْبَابَ سُجَّدًا میں باب سے مراد ہم بیت المقدس کا ایک دروازہ لیتے، اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلیاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 13 6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1427 (708) دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

نہ کھائیں اور نہ ہی ان سے چھیڑ چھاڑ کریں، باقی دنوں میں یہ ان کے لئے حلال تھیں۔ انہوں نے اپنے وعدہ کو توڑا اور یہ کہا کہ ہم کچھ نہیں سمجھتے (صرف یہی بات نہ تھی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی، جب قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کیا، اللہ کے رسول کو قتل کیا، اس کی آیات کا انکار کیا اور پختہ وعدہ کو توڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہریں لگادیں اور ان کے ان افعال کرنے کی وجہ سے انہیں رحمتوں سے دور کر دیا(1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں ضعیف سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ طابع عرش الٰہی کے پائے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے جب حرمت کو پامال کیا جائے، نافرمانیاں کی جائیں اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کی جائے اللہ تعالیٰ طابع کو بھیجتا ہے جو اس بندے پر مہر لگادیتا ہے جس نے یہ عمل کیے ہوں اس کے بعد اس سے کوئی چیز قبول نہیں کی جاتی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُهْتَانًا عَظِيْمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بدکاری کی تہمت لگائی(3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض کیا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا، نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ آپ کو ایسا مقام دیا جو آپ کا مقام نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

"اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح عیسیٰ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے (حقیقت) اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں، ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً۔ بلکہ اٹھالیا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 14,16 2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، جلد 5، صفحہ 444 (7214)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 17

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھائے تو آپ اپنے ساتھیوں کی طرف تشریف لائے کمرے میں بارہ حواری تھے، آپ ان پر اہل کمرہ کے علاوہ دوسری جگہ سے تشریف لائے تھے جبکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے۔ فرمایا تم میں سے وہ کون شخص ہے، جو بارہ دفعہ میرا کفارہ ادا کرے گا اس کے بعد کہ وہ مجھ پر ایمان لایا۔ پھر فرمایا وہ کون شخص ہے جس پر میری شبیہ ڈالی جائے اسے میری جگہ قتل کیا جائے اور وہ میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو، ان سب سے جو سب سے کم عمر نوجوان تھا وہ اٹھا آپ نے اسے فرمایا تو بیٹھ جا پھر آپ نے وہ بات دہرائی وہی نوجوان اٹھا۔ آپ نے فرمایا تو بیٹھ جا۔ آپ نے پھر وہی بات دہرائی تو وہی نوجوان اٹھا۔ اس نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہی وہ ہے۔ اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی اور اس کمرے کے روشن دان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ یہودیوں کے جاسوس آئے۔ انہوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی انہوں نے اس نوجوان کو قتل کر دیا اور اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ان حواریوں میں سے بعض نے ایمان لانے کے بعد بارہ دفعہ آپ کا کفارہ دیا پھر تین جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان رہا جتنا عرصہ اس نے چاہا، یہ یعقوبیہ ہیں ایک جماعت نے کہا ہم میں اللہ کا بیٹا رہا جتنا عرصہ چاہا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانوں پر اٹھا لیا، یہ نسطوریہ ہیں۔ ایک جماعت نے کہا ہمارے درمیان اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تھا، یہ مسلمان تھے۔ دونوں کافر جماعتیں مسلمانوں پر غالب رہیں، انہیں قتل کیا۔ حقیقی عیسائیت کے پیروکار مغلوب ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ) یعنی وہ طائفہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لایا تھا اور اسی جماعت نے حضور ﷺ کا انکار کیا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں کفر کیا تھا تو جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لائے تھے ان کی مدد اس طرح کی کہ حضور ﷺ نے ان کے دین کو کفار کے دین پر غلبہ دے دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنہوں نے یہ کہا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا وہ اللہ کے دشمن یہودی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے قتل پر فخر کیا اور گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور آپ کو سولی پر لٹکایا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ شخص کون ہے۔ جس پر میری شبیہ ڈالی جائے کیونکہ وہ مقتول ہے تو آپ کے ایک ساتھی نے کہا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں۔ وہ آدمی قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو محفوظ رکھا اور اسے آسمانوں کی طرف اٹھا لیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شُبِّهَ لَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے ایسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

آدمی کو قتل کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نہ تھے مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ یہودی یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کا معنی یہ کیا ہے لم يقتلوا ظنهم يقينا۔ یعنی ہ ضمیر سے مراد ظن لیا ہے(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے وما قتلوا ظنهم يقينا۔ یعنی انہوں نے جس کا گمان کیا تھا اسے بالکل قتل نہیں کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت جویبر اور حضرت سعید رحمہما اللہ سے اس کی مثل معنی نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے ایک جبہ پہنا ہوا تھا، چرواہے کے خفین پاؤں میں تھے اور ایک غلیل تھی جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے۔

امام احمد نے زہد میں، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے یہ تین چیزیں چھوڑیں، ان کا ایک جبہ، چرواہے کے خفین اور غلیل جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے(4)۔

امام ابن عساکر حضرت عبد الجبار بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس رات اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے جس روز انہیں آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے انہیں فرمایا اللہ کی کتاب کے بدلہ میں اجر کا مطالبہ نہ کرنا اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پتھروں کے ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن میں دنیا و مافیہا سے بہتر چیزیں ہوں گی۔ عبد الجبار نے کہا اس سے مراد وہی مقاعد ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:55) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ دنیا سے جانے والے ہیں تو وہ موت سے گھبرائے اور ان پر یہ چیز بڑی شاق گزری۔ آپ نے حواریوں کو بلایا، ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ انہیں فرمایا آج رات میرے پاس حاضر ہونا مجھے تم سے کام ہے۔ جب رات کے وقت حواری آپ کے پاس جمع ہوئے، انہیں کھانا کھلایا اور گفتگو کرنے لگے۔ جب حواری کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ خود ان کے ہاتھ دھلوانے، اپنے ہاتھ سے وضو کرانے اور اپنے کپڑوں سے ان کے ہاتھ خشک کرنے لگے۔ حواریوں نے آپ کے اس عمل کو بڑا عظیم جانا اور باعث شرف سمجھنے لگے۔ فرمایا آج کی رات جو میں کر رہا ہوں اس میں سے جس نے بھی مجھ پر کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 23 3۔ ایضاً

4۔ حلیۃ الاولیاء، باب رفیع ابو العالیۃ، جلد 2، صفحہ 221، بیروت 5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسیٰ بن مریم، جلد 47، صفحہ 469، بیروت

چیز رد کی تو اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سب نے اقرار کرلیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عمل سے فارغ ہو گئے۔ فرمایا آج کی رات جو میں نے تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے یعنی تمہاری خدمت کی ہے تو اس پر تم ایک دوسرے پر عظمت نہ جتانا بلکہ ایک دوسرے کی اس طرح خدمت کرنا جس طرح میں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ میرا کام جس کے بارے میں تم سے خدمت لینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میرے بارے میں اللہ سے دعا کرو اور دعا میں پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ میری اجل کو مؤخر کر دے۔ جب انہوں نے اپنے آپ کو دعا کے لئے تیار کیا اور دعا میں کوشش کا ارادہ کیا تو ان پر نیند غالب آ گئی اور وہ دعا نہ کر سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں جگانے لگے اور کہتے سبحان اللہ تم میرے لئے ایک رات بھی صبر نہیں کر سکتے جس میں تم میری مدد کرتے۔ انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے ہمیں کیا ہو گیا ہے، ہم راتوں کو جاگتے اور زیادہ دیر تک جاگتے اور باتیں کرتے تھے لیکن آج رات ہم جاگنے کی طاقت نہیں رکھتے، ہم دعا کا ارادہ نہیں کرتے مگر ہمارے اور دعا کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا چرواہے کو لے جایا جاتا ہے اور ریوڑ بکھر جاتا ہے، آپ ایسی باتیں کرنے لگے جس میں اپنی موت کی خبر دینے لگے پھر فرمایا حق کی قسم تم میں سے کوئی میرا کفارہ دے گا قبل اس کے کہ مرغ تین دفعہ چیخے تم میں سے کوئی ضرور مجھے چند دراہم کے عوض بیچے گا اور میری قیمت کھائے گا۔ حواری آپ کے پاس سے نکلے اور بکھر گئے جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے شمعون کو پکڑ لیا جو حواریوں میں سے ایک تھا۔ یہودیوں نے کہا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری ہے اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا میں اس کا ساتھی نہیں ہوں تو یہودیوں نے اسے چھوڑ دیا پھر دوسرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا پھر اس نے مرغ کی آواز سنی تو وہ رونے لگا اور سخت غمگین ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک حواری یہودیوں کے پاس آیا اور کہا تم مجھے کیا دو گے، اگر میں تمہیں مسیح کے بارے میں بتاؤں تو انہوں نے اسے تیس درہم دینے کا وعدہ کیا۔ اس حواری نے وہ تیس درہم لے لئے اور انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتا دیا۔ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس پر ڈالی جا چکی تھی۔ یہودیوں نے اسے پکڑ لیا، اسے جکڑ لیا اور رسی سے باندھ دیا۔ اسے کھینچنے لگے اور کہتے تو ہی مردوں کو زندہ کرتا تھا، مجنونوں کو درست کرتا تھا، کیا تو اپنے آپ کو اس رسی سے آزاد نہیں کر سکتا؟ وہ اس پر تھوکتے، کھانے پھینکتے یہاں تک کہ اسے اس لکڑی تک لے آئے جس پر انہوں نے سولی پر لٹکانے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور انہوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی۔ وہ سات دن تک اسی طرح رہا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور وہ عورت جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوا دیا کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے جنون سے شفا عطا کی تھی دونوں روتی ہوئی اس مصلوب شخص کے پاس آئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے ان دونوں سے پوچھا تم کس پر رو رہی ہو؟ دونوں نے کہا ہم تم پر روتی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ مجھے تو بھلائی کے سوا کوئی چیز نہیں پہنچی، یہ تو وہ شخص ہے جو ان کے لئے مشتبہ ہو گیا تھا۔ آپ نے حواریوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو فلاں جگہ ملیں۔ اس جگہ گیارہ حواری ملے جس نے آپ کو بیچا تھا اور یہودیوں کی راہنمائی کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو حواریوں

نے بتایا اس نے جو کیا تھا اس پر نادم ہے تو اس کا گلا بند ہو گیا۔ اور مر گیا فرمایا اگر یہ توبہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا پھر آپ نے ان سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا جوان کے پیچھے پیچھے چلا کرتا تھا جسے یحنا کہتے پھر فرمایا وہ تمہارے ساتھ ہے اب تم جاؤ، تم میں سے ہر ایک انسان ایک زبان میں بات کر رہا ہوگا پس اسے چاہیے کہ اس قوم کے لوگوں کو تلاش کرے اور انہیں دعوت دے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاح تھے۔ آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پانی بھر رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے وہ پانی پلا جسے جو بھی پیتا ہے مر جاتا ہے میں تجھے وہ پانی پلاؤں گا اس سے جو بھی پیتا ہے زندہ ہو جاتا ہے۔ آپ ایک حکیم عورت سے ملے۔ اس عورت نے آپ سے عرض کی کیا آپ اس پانی پر قناعت کریں گے جسے جو پیتا ہے وہ مر جاتا ہے اس پانی کو چھوڑ کر جسے جو پیے وہ زندہ ہو جاتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرا پانی عاجل (دنیا) ہے اور میرا پانی آجل (آخرت) ہے۔ اس عورت نے کہا شاید تو وہی شخص ہے جسے عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں ہی وہ ہوں، فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت ترک کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا جو آپ کہتے ہیں اس پر دلیل بھی لائیں۔ تو آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب تو اپنے خاوند کے پاس واپس جائے گی تو تیرا خاوند تجھے طلاق دے دے گا۔ اس عورت نے کہا یہ دلیل تو بڑی واضح دلیل ہے۔ بنو اسرائیل میں سے کوئی بھی ایسی عورت نہیں جو خاوند کے ہاں مجھ سے بڑھ کر معزز ہو، اگر بات ایسے ہی ہو جیسے تم کہتے ہو تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم سچے ہو۔ وہ اپنے خاوند کے پاس گئی، اس کا خاوند غیور نوجوان تھا۔ اس نے پوچھا تو نے دیر کس لئے کی۔ عورت نے کہا میرے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ عورت نے خاوند کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتانا چاہا۔ مرد پر غیرت غالب آ گئی تو اس نے عورت کو طلاق دے دی۔ تو عورت نے کہا اس آدمی نے مجھ سے سچی بات کہی تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکل پڑی۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گھر میں آئے جبکہ آپ کے ساتھ ستائیس حواری تھے۔ لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کے پاس داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب حواریوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی۔ لوگوں نے کہا تم نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے سامنے پیش کرو گے یا ہم سب کو قتل کریں۔ گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون جنت کے بدلے میں اپنا نفس بیچتا ہے؟ حواریوں میں سے ایک نے کہا میں۔ ان لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا اس وجہ سے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ ان لوگوں نے گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ نصاریٰ نے بھی یہی گمان کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس روز ہی اٹھا لیا تھا۔

اس عورت تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیے گئے ہیں اور انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ وہ عورت آئی، اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے اس درخت کی جڑ میں مسجد بنائی، وہ وہاں عبادت کرنے لگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رونے لگی۔ اس نے اپنے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جس سے وہ اجنبی نہ تھی اے فلانہ اللہ کی قسم انہوں نے مجھے نہ قتل کیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات حواری تیرے گھر میں جمع ہوں گے پھر بارہ جماعتوں میں بکھر جائیں گے، ہر جماعت ایک قوم کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دے گی۔ جب شام ہوئی تو سب اس کے گھر میں جمع ہو گئے۔ تو اس عورت نے ان سے کہا آج رات میں نے ایک ایسی چیز سنی ہے جس کے بارے میں تمہیں بتاتی ہوں جبکہ ممکن ہے تم مجھے جھٹلاؤ جبکہ وہ بات حق ہے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جبکہ وہ فرما رہے تھے اے فلانہ اللہ کی قسم مجھے قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا گیا، اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات تم میرے گھر میں جمع ہو گے پھر تم بارہ جماعتوں میں بکھر جاؤ گے۔ تو حواریوں نے کہا بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے سنا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ ہی سولی پر لٹکایا گیا ہے بلکہ فلاں آدمی کو قتل کیا گیا اور اسے سولی پر لٹکایا گیا، ہم تیرے گھر میں جمع نہیں ہوئے مگر اسی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اب ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم زمین میں دین کے داعی بن کر نکلیں۔ جو حواری روم کی طرف گئے وہ نسطورا اور اس کے دو ساتھی تھے۔ نسطور کے دونوں ساتھی تو چلے گئے مگر نسطور کو ایک کام نے روک لیا۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا نرمی کرنا اور سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھ سے پہل نہ کرنا۔ جب وہ کورہ آئے جہاں جانے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا تو وہ اہل کورہ کی عید کے دن وہاں پہنچے۔ ان لوگوں کا بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بھی باہر نکلے۔ دونوں آدمی بادشاہ کے پاس آئے اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے بادشاہ سے کہا اللہ سے ڈرو، تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتے ہو۔ انہوں نے وہ باتیں کیں جو اللہ نے چاہا۔

بادشاہ نے افسوس کا اظہار کیا اور دونوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی مملکت کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ ایسا دن ہے جس میں خون نہیں بہایا جاتا، تو نے اپنے ان ساتھیوں کو قبضہ میں لے لیا ہے، اگر تو پسند کرے کہ انہیں قید رکھے یہاں تک کہ ہماری عید گزر جائے پھر تیری جو رائے ہو اس کے مطابق فیصلہ کر دینا۔ اس نے دونوں کو قید کر دیا پھر بادشاہ پر ان کے بارے میں نسیان طاری ہو گیا یہاں تک کہ نسطور آ گیا، اس نے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اسے ان دونوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ دونوں قید خانہ میں قید ہیں وہ ان دونوں کے پاس گیا اس نے ان سے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھے پیچھے نہ چھوڑنا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ بڑھاپے کو جا پہنچتی ہے، جب اسے بڑھاپا آ لیتا ہے تو اس کا بچہ ہوتا ہے۔ وہ عورت پسند کرتی ہے کہ بچہ جلد جوان ہو تا کہ عورت اس سے نفع اٹھائے۔ تو وہ اسے ایسی خوراک کھلاتی ہے جس کی اس کا معدہ طاقت نہیں رکھتا تو وہ عورت اس بچے کو مار ڈالتی ہے پھر نسطور نے دونوں ساتھیوں سے کہا اب تم دونوں مجھ سے سبقت نہ لے جانا پھر نسطور ان کے پاس سے نکل چلا یہاں تک کہ بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ بادشاہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب لوگ بیٹھ جاتے تو اس کی چارپائی رکھی جاتی، لوگ اس کے سامنے صف بستہ بیٹھ جاتے۔ جب لوگوں کو حلال و حرام کا کوئی مسئلہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

در پیش ہوتا تو وہ اس کے سامنے مسئلہ رکھتے۔ وہ اس میں غور وفکر کرتا پھر مجلس میں بیٹھے ساتھ والے آدمی سے پوچھتا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے یہاں تک کہ مسئلہ مجلس کے آخری بندے تک پہنچ جاتا۔ نسطور آیا اور قوم کے آخر میں بیٹھ گیا۔ جب لوگوں نے بادشاہ کو جواب دیے اور نسطور کا جواب بھی اس تک پہنچایا تو اس نے ایک ایسی چیز سنی جس میں حلاوت تھی اور اپنے کانوں میں مٹھاس پائی۔ اس نے پوچھا یہ بات کس نے کی ہے؟ اسے بتایا گیا وہ آدمی جو قوم کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ بادشاہ نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے؟ تو نسطور نے کہا جی ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا اس معاملہ میں تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ یہ کہتا ہوں۔ وہ کوئی بات بھی نہ پوچھتا مگر نسطور اس کی وضاحت کر دیتا۔ بادشاہ نے کہا تیرے پاس یہ علم اور تو قوم کے آخر میں بیٹھے، اس کے لئے میری چارپائی کے پاس نشست بناؤ پھر اس نے کہا اگر تیرے پاس میرا بیٹا بھی آئے تو اس کے لئے کھڑا نہ ہونا پھر وہ نسطور کی طرف متوجہ ہوا اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔ جب نسطور نے یہ پہچان لیا کہ اس کا مقام و مرتبہ ثابت ہو چکا ہے تو اس نے کہا میں بادشاہ سے طریقہ سے بات کروں گا۔

نسطور نے کہا اے بادشاہ میرا گھر اور جاگیر بہت دور ہے، اگر تو پسند کرے تو اپنا کام لے اور مجھے اجازت دے دے تا کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں۔ بادشاہ نے نسطور سے کہا ایسا کرنے کی تو کوئی گنجائش نہیں، اگر تو پسند کرے کہ اپنے گھر والے یہاں لے آئے تو تیرے ساتھ ہمدردی ہوگی، اگر تو پسند کرے کہ بیت المال سے ضرورت کا مال لے اور گھر والوں کی طرف بھیجے تو ایسا کر گزر۔ نسطور خاموش رہا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ان کا ایک آدمی فوت ہو گیا نسطور نے کہا اے بادشاہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دو آدمی تیرے پاس آئے جو تیرے دین پر عیب لگاتے تھے۔ بادشاہ نے ان دونوں کا ذکر کیا اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا۔ بادشاہ نے کہا اے نسطور تو میرے اور ان کے درمیان حکم (ثالث) ہے تو جو فیصلہ بھی کرے گا میں اس پر راضی ہوں گا۔ نسطور نے کہا اے بادشاہ یہ میت ہے جو بنو اسرائیل میں فوت ہوا، ان دونوں کو حکم دو کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ان کی دعا کے صدقہ اسے زندہ کر دے۔ اس میں ان کے لئے واضح نشانی ہوگی، میت لائی گئی اور بادشاہ کے پاس رکھ دی گئی، وہ دونوں اٹھے، وضو کیا اور دونوں نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر روح کو لوٹا دیا تو اس نے گفتگو کی۔ اس نے کہا اے بادشاہ اس میں واضح نشانی ہے لیکن انہیں ایسی بات کا حکم دیں جو اس سے مختلف ہو جس پر آپ کی مملکت کے لوگ متفق ہیں پھر اپنے معبودوں سے کہیں۔ اگر تو تیرے معبود ان دونوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو ان کی بات کا کوئی وزن نہیں، اگر یہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو پھر ان کا معاملہ قوی ہے۔ بادشاہ نے اپنی مملکت کے لوگوں کو جمع کیا اور اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں بت پڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ نسطور بھی سجدہ میں گر گیا اور کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سجدہ کرتا ہوں اور ان بتوں کے بارے میں ایک تدبیر کرتا ہوں تا کہ تیرے سوا ان کی عبادت نہ کی جائے پھر بادشاہ نے اپنا سر اٹھایا اور یہ کہا یہ دونوں افراد تمہارا دین بدلنا چاہتے ہیں اور تمہارے معبودوں کے علاوہ اور معبود کی طرف بلاتے ہیں۔ ان دونوں کی آنکھوں کو پھوڑ دو، ان کے اعضا کاٹ دو یا ان دونوں کو شل کر دو۔ معبودوں نے

اسے کوئی جواب نہ دیا۔ نسطور نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ کلہاڑا رکھیں۔ نسطور نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ ان دونوں کو کہیں کہ کیا وہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کیا تم ہمارے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہو؟ دونوں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ دونوں آگے بڑھے اور ان معبودوں کو توڑ دیا۔ نسطور نے کہا میں تو ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں بھی ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ تمام لوگوں نے بھی کہا ہم بھی ان کے رب پر ایمان لے آئے ہیں۔ نسطور نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ نرمی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس طرح غالب و حکیم ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے کہا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم تھا آج وہ کیسا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اپنی ذات سے عزیز و حکیم ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

''اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے یعنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موتہ میں ہ ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا تو اہل کتاب میں سے کچھ لوگ آپ کو ملیں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب سے مراد خاص طور پر یہودی ہیں۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی کی قرأت میں قَبْلَ مَوْتِهٖ کی جگہ قبل موتھم کے الفاظ ہیں، فرمایا کوئی یہودی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی اگر وہ مکان سے گرے تو پھر آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہ ہواہی میں اس بارے میں زبان سے اظہار کرے گا۔ پوچھا گیا اگر ان میں سے کسی کی گردن اڑائی جائے تو انہوں نے فرمایا وہ اپنی زبان سے جلدی جلدی اسے ادا کرے گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی یہودی کی گردن اڑائی جائے تو اس کی روح اس وقت نہیں نکلتی جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہونے پر ایمان نہ لائے اگرچہ اسلحہ کے ذریعے اسے قتل کیا جائے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ایک یہودی کو محل کی چھت سے نیچے پھینکا جائے تو وہ زمین تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول مان لیتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ عرض کی گئی اگرچہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کیا جائے؟ تو فرمایا اس کی گواہی وہ زبان سے دے گا۔ عرض کی گئی اگرچہ وہ بلند جگہ سے گرا ہو؟ فرمایا وہ اس کی گواہی دے گا اگرچہ وہ بلندی سے پستی کی طرف گر رہا ہو(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہاشم اور حضرت عروہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا مصحف ابی بن کعب میں ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے وہ حضرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں جبکہ یہی محمد بن حنیفہ ہیں کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جس کے پاس فرشتے نہ آتے ہوں وہ اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں پھر اسے کہا جاتا ہے اے اللہ کے دشمن بے شک عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں تو نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تو نے گمان کیا کہ وہ اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت نہیں ہوئے انہیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا وہ قیامت سے پہلے زمین پر آئیں گے تو کوئی یہودی اور نصرانی نہیں رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔

امام ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج نے مجھے کہا اے شہر کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت ہے میں نے جب بھی اسے پڑھا ہے اس کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے پھر یہ آیت پڑھی میرے پاس قیدی لائے جاتے ہیں۔ میں ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دیتا ہوں لیکن میں تو ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنتا۔ میں نے کہا تیرے سامنے اس کی صحیح توجیہ نہیں پیش کی گئی۔ جب نصرانی کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے منہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 27   5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور پشت پر ضربیں لگاتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اے خبیث تو نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں گمان کیا ہے کہ وہ اللہ ہے یا ابن اللہ ہے یا تین میں سے تیسرا ہے وہ تو اللہ کا بندہ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ جب اسے اپنا ایمان کوئی نفع نہیں دیتا ہے تو وہ یہ ایمان لے آتا ہے۔ یہودیوں کی جب روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے سامنے حصہ اور پشت پر ضربیں مارتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث تو نے یہ گمان کیا کہ تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے، وہ تو اللہ کا بندہ اور اس کی روح ہے۔ جب اسے اپنا ایمان نفع نہیں دیتا تو وہ ایمان لے آتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کے زندہ اسی طرح ان پر ایمان لائیں گے جس طرح ان کے مردے ایمان لاتے تھے۔ پوچھا تو نے یہ کہاں سے اخذ کیا؟ میں نے بتایا حضرت محمد بن علی سے۔ تو اس نے کہا تو نے اسے علم کے معدن سے حاصل کیا۔ شہر نے کہا اللہ کی قسم مجھے یہ بات ام سلمہ نے بتائی تھی لیکن میں نے اسے غضب ناک کرنا چاہا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو تمام دینوں کے پیروکار آپ پر ایمان لے آئیں گے (1) اور ان پر گواہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنے بارے میں اللہ کا بندہ ہونے کا اقرار کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو دجال سے جنگ کریں گے۔ زمین میں کوئی یہودی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے مگر یہ اس وقت ہوگا جب انہیں ایمان کوئی نفع نہ دے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کا ایمان لانا آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت ہوگا اہل کتاب میں سے کوئی آدمی نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے، اللہ کی قسم اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں لیکن جب وہ آسمان سے اتریں گے تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے وہ آپ پر ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے، قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمانے والا ہے جہاں تمام مومن اور کافر آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 484، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال عام کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی آدمی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر اتریں گے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کو عام کر دیں گے اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اهل الكتب الخ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت سے پہلے آپ پر فوراً ایمان لائیں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو تین مرتبہ دہراتے۔

امام احمد اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے آپ کے لئے نماز جمع کر دی جائے گی وہ اتنا مال دیں گے کہ کوئی سننے والا نہ ہوگا آپ خراج کو ختم کر دیں گے، آپ روحاء کے مقام پر اتریں گے وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ آیت تلاوت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لایا جائے گا (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحاء کے درہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھے احرام باندھیں گے (3)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ایک ہوگا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء علاتی (باپ کی طرف سے) بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، ان کا دین ایک ہے، میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ قریبی ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ میری امت پر میرے نائب ہیں، وہ آسمان سے اترنے والے ہیں، جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لوگے، وہ درمیانی قد کے ہیں سرخ و

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 64-63 (242)، دار الکتب العلمیہ

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 290، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 540

4۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)

WWW.NAFSEISLAM.COM

سفید رنگت والے ہیں، انہوں نے دو کپڑے گیروی رنگ کے پہنے ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے ہوں گے، اگر چہ انہیں پانی نے چھوا تک نہ ہو، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام ادیان کو ختم کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانہ میں بھی مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے، اونٹوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیل رہے ہوں گے۔ یہ چیزیں انہیں کچھ تکلیف نہ دیں گے۔ وہ چالیس سال تک یہاں رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ آپ پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو دفن کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں اگر میری عمر طویل ہو تو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر موت مجھے جلدی آئے تو تم میں سے جو بھی انہیں ملے انہیں میرا اسلام کہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار میرے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی یا رسول حائل نہیں، خبردار وہ میرے بعد میری امت پر میرے نائب ہیں، خبردار وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی، تم میں سے جو بھی ان سے ملے، انہیں میرا اسلام کہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور چالیس سال تک دنیا میں رہیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور منصف حکم بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، امن لوٹ آئے گا، تلواروں کو درانتیاں بنا لیا جائے گا، ہر زہر والی چیز کی زہر ختم ہو جائے گی، آسمان اپنا رزق نازل فرمائے گا، زمین اپنی برکات باہر نکال دے گی یہاں تک کہ بچہ سانپ کے ساتھ کھیلے گا تو وہ اس بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا ریوڑ کو چرائے گا اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، شیر گائیں چرائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیں گے (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دجال نکلنے والا ہے اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس پر ایک بھاری پردہ ہوگا، وہ اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے کہا تو میرا رب ہے وہ آزمائش میں پڑ گیا، جس نے کہا میرا رب اللہ ہے جو زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی، وہ اس کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا، ایسے آدمی پر کوئی فتنہ اور عذاب نہ ہوگا، وہ زمین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 298، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 482

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں اتنا عرصہ رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مغرب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، طبرانی کے الفاظ میں ہے وہ مشرق سے آئیں گے، وہ حضور ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی ملت پر ہوں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر اس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے دجال کا ذکر کیا تو میں رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اصبہان کے یہودیوں سے نکلے گا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آئے گا، اس کے اطراف میں قیام کرے گا۔ اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ مدینہ طیبہ کے شریر لوگ اس کی طرف نکلیں گے یہاں تک وہ شام آئے گا جو فلسطین کا ایک شہر ہے اور دروازے کے پاس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں گے تو اسے قتل کر دیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال تک ایک عادل امام اور منصف حکم (ثالث) کی طرح رہیں گے (2)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال دین کی کمزوری اور علم کے اٹھ جانے کے وقت نکلے گا، اس کے چالیس دن ہوں گے جن میں وہ ساری زمین میں سیاحت کرے گا، اس کا ایک دن سال کی طرح ہوگا جس کا ایک دن ایک ماہ کا ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا، باقی دن تمہارے دنوں جیسے ہوں گے اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا، وہ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں اس کی آنکھوں کے درمیان حروف تہجی کی صورت کفر (ک ف ر) لکھا ہوگا جس کو کاتب مومن اور غیر کاتب مومن پڑھ لے گا، وہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ ہر گھاٹ پر وارد ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ دونوں حرام کر دیے ہیں، فرشتے ان کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے، لوگ سخت تکلیف میں ہوں گے مگر وہ شخص جو اس کی اتباع کرے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کے بارے میں میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار کہے گا جس کو وہ جنت کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جہنم میں ہوگا اور جسے وہ جہنم کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جنت میں ہوگا، اس کے ساتھ شیطان ہوں گے جو لوگوں سے گفتگو کریں گے، اس کے ساتھ عظیم آزمائش ہوگی، وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا شروع کر دے گا جسے لوگ دیکھیں گے، وہ ایک آدمی کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کر دے گا پھر لوگوں کی موجودگی میں کسی اور پر اسی طرح غالب نہ آئے گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا کیا اس قسم کا کام رب کے علاوہ بھی کوئی کر سکتا ہے۔ مسلمان جبل دخان کی طرف بھاگ جائیں گے جو شام میں ہے۔ دجال ان کے پاس آئے گا، ان کا محاصرہ کرے گا اور سخت محاصرہ کرے گا اور انہیں سخت مصیبت پہنچائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ سحری کے وقت اعلان کریں گے اور فرمائیں گے اے لوگو تمہیں کس چیز نے اس امر سے روک رکھا ہے کہ تم اس

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 221 (6919)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 490، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

جھوٹے خبیث کی طرف نکلو لوگ کہیں گے یہ زندہ آدمی ہے وہ اس کے پاس جائیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں گے اقامت کہی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی جائے گی یا روح اللہ آگے بڑھیے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ تمہارا اپنا امام آگے بڑھے اور تمہیں نماز پڑھائے۔ جب وہ صبح کی نماز پڑھ لیں گے تو لوگ دجال کی طرف نکل پڑھیں گے۔ جب دجال کذاب لوگوں کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے یہاں تک کہ درخت پکارے گا یا روح اللہ یہ یہودی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر اس آدمی کو قتل کر دیں گے جس نے دجال کی پیروی کی ہوگی (1)۔

امام معمر نے اپنی جامع میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت عمرو بن سفیان ثقفی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک انصاری نے بتایا وہ حضور ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا فرمایا کہ وہ مدینہ طیبہ کے مضافات میں آئے گا جبکہ مدینہ طیبہ میں داخلہ اس پر حرام کر دیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں پر ایک یا دو زلزلے آئیں گے تو اس کی وجہ سے ہر منافق مرد اور منافق عورت اس کی طرف نکل جائے گی پھر دجال شام کے علاقہ میں آئے گا یہاں تک کہ شام کے بعض پہاڑوں کے پاس آئے گا۔ وہاں دجال محاصرہ کرے گا۔ باقی ماندہ مسلمان اس روز پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوں گے۔ دجال اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر ان کا محاصرہ کرلے گا۔ جب ان پر محاصرہ طویل ہو جائے گا تو ایک آدمی کہے گا تم کب تک اسی طرح پڑے رہو گے جبکہ تمہارا دشمن پہاڑ کے دامن میں تمہارا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ تمہیں دو بھلائیوں میں سے ایک کو اپنانا ہوگا کہ تم شہادت طلب کرو یا اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ عطا کرے وہ جنگ کے لئے ایسی بیعت کریں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہوگا کہ وہ بیعت میں سچے ہیں پھر انہیں تاریکی ڈھانپ لے گی کہ کوئی اپنی ہتھیلی بھی نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت ابن مریم اتریں گے، ان کی آنکھوں سے آپ کو پوشیدہ رکھا جائے گا، وہ کیا دیکھیں گے کہ ان کے سامنے ایک ایسا آدمی ہے جس کے جسم پر زرہ ہے، لوگ پوچھیں گے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں اللہ کا بندہ، اس کا کلمہ اور اس کی روح عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ آپ فرمائیں گے تین باتوں میں سے کوئی ایک اپنا لو (۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں پر بڑا عذاب نازل فرمائے (۲) انہیں زمین میں دھنسا دے (۳) تمہارے اسلحہ کو ان پر آزاد کر دے اور ان کے اسلحہ کو تم سے روک لے۔ وہ عرض کریں گے یا رسول اللہ یہ ہمارے سینوں کو زیادہ راحت دینے والا ہے، اس دن تو اس یہودی کو دیکھے گا جو عظیم جثہ والا، لمبے قد والا، خوب کھانے پینے والا ہے مگر رعب کی وجہ سے اس کے ہاتھ تلوار نہیں اٹھا سکتے۔ یہ لوگ دجال اور اس کے ساتھیوں کی طرف پہاڑ سے اتریں گے اور ان پر غالب آجائیں گے۔ دجال کا پیٹ خراب ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر ڈالیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہاں

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 367، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہوں گا جہاں دوسمندر ملتے ہیں ایک شہر جزیرہ میں ہوگا اور ایک شہر شام میں ہوگا۔ لوگوں کو تین گھبراہٹوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ لشکر کے جلو میں نکلے گا اور مشرق کی جانب میں تمام لوگوں کو شکست دے گا۔ سب سے پہلا شہر جو اسے روکے گا وہ وہ شہر ہے جو دوسمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے۔ وہاں کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت اٹھے گی اور کہے گی ہم دیکھتے ہیں دجال کیا ہے۔ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ تیسری جماعت ساتھ والے شہر کے لوگوں کے ساتھ مل جائے گی جبکہ دجال کے ساتھ ستر ہزار کا لشکر ہوگا جن کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان میں سے اکثر تعداد یہودیوں اور عورتوں کی ہوگی پھر دجال ساتھ والے شہر میں آئے گا۔ وہاں کے لوگ بھی تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت کہے گی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ ایک جماعت ساتھ والے شہر والوں کے ساتھ جا ملے گی، پھر دجال شام آئے گا، مسلمان ایک بلند گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے، وہ اپنے جانور چرنے کے لئے بھیجیں گے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا۔ یہ چیز ان پر بڑی شاق گزرے گی انہیں سخت بھوک اور سخت مصیبت آپہنچے گی یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے تیر کمان کا دھاگہ جلائے گا اور اسے کھائے گا وہ اس حال میں ہوں گے کہ کوئی منادی کرنے والا ندا کرے گا اے لوگو سحری کے وقت تمہارے پاس مدد آپہنچے گی۔ یہ اعلان تین دفعہ ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے یہ آواز تو کسی سیر پیٹ والے کی ہے۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ لوگوں کے امیر ان سے کہیں گے اے اللہ کے رسول آگے بڑھیے اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اس امت کے لوگو تم ایک دوسرے کے امیر ہو، خود آگے بڑھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ وہ امیر خود آگے بڑھے گا اور لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ جب امام نماز سے فارغ ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا برچھا لیں گے اور دجال کی طرف چل پڑیں گے۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح سکہ پگھل جاتا ہے۔ آپ کا نیزہ اس کی تندوہ میں جا لگے گا جو اسے قتل کر دے گا پھر اس کے ساتھی بھاگ جائیں گے۔ اس دن اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی چھپ نہ سکے گا یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر دے۔ درخت کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر ڈال (1)۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کوفہ میں تھا تو یہ بات کہی گئی کہ دجال نکل آیا ہے، ہم حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ دجال نکل آیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا تو پھر اعلان کیا گیا کہ یہ رنگ ریز کا جھوٹ تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دجال تمہارے زمانے میں نکل آیا تو بچے اسے ٹھیکریوں سے ہی مار ڈالیں گے لیکن وہ اس وقت نکلے گا۔ جب لوگوں میں افراتفری برپا ہو چکی ہوگی، دین میں کمزوری پیدا ہو چکی ہوگی اور نسب میں فساد برپا ہو چکا ہوگا وہ ہر گھاٹ پر جائے گا، اس کے لئے زمین اسی طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح فروی کبشہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ میں آئے گا، اس کے اردگرد کے علاقوں پر غالب آجائے گا اور اسے اندر داخل ہونے سے روک دیا جائے گا پھر وہ ایلیا کے پہاڑ کے پاس جائے گا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 525 (8473) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرے گا تو مسلمانوں پر جو امیر ہوگا۔ وہ مسلمانوں کو کہے گا اس سرکش جماعت سے جہاد کرنے کے لئے تم کس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے یا تمہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے۔ جب صبح ہوگی تو ہم جنگ کریں گے۔ وہ صبح کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ان کے ساتھ ہوں گے، آپ دجال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیں گے (1)۔

امام مسلم اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا وہ میری امت میں رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال رہے گا پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دیں گے پھر لوگ سات سال تک رہیں گے، دو افراد میں بھی باہمی دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو شام کی جانب سے آئے گی تو وہ کسی ایسے فرد کو بھی نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر اس کی روح کو قبض کر لے گی یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا اس پر داخل ہوگی اور اس کی روح کو بھی قبض کر لے گی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کبد جبل کے الفاظ سنے ہیں۔ شریر لوگ ہی رہ جائیں گے جو نہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ ہی منکر کا انکار کریں گے، وہ پرندوں کے ہلکے پن اور درندوں کی خصلتوں کے حامل ہوں گے۔ شیطان ان لوگوں کے پاس آئے گا، وہ کہے گا تمہیں حیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا کہتا ہے؟ وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا تو وہ ان کی عبادت کریں گے، وہ اس حال میں رہیں گے کہ ان کا رزق عام ہوگا اور عمدہ زندگی ہو گی پھر صور پھونکا جائے گا (2)۔

امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ حضرت باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، آپ کے خطبہ کا اکثر حصہ اس بات پر مشتمل تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں بتایا۔ آپ نے ہمیں دجال سے ڈرایا۔ آپ کی گفتگو یہ تھی اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیدا کی اس وقت سے دجال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نے دجال کے فتنہ سے لوگوں کو ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں جبکہ تم آخری امت ہو۔ وہ تم میں ضرور ظاہر ہوگا۔ اگر وہ اس وقت نکلے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے ساتھ جھگڑوں گا۔ اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر ایک اپنی طرف سے جھگڑے۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی حصہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں، بائیں ہر طرف فساد برپا کر دے گا۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی صفات بیان کرنے والا ہوں جیسی صفات اس سے قبل کسی اور نبی نے بیان نہیں کیں۔

وہ گفتگو کا آغاز کرے گا اور کہے گا میں نبی ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر بات بدل دے گا اور کہے گا میں تمہارا رب

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 574 (8612) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 586 (8632)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہوں جبکہ تم اپنے رب کا اس وقت تک دیدار نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔ وہ (دجال) کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو کاتب وغیر کاتب مومن پڑھ لے گا۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی جنت و دوزخ ہوگی جبکہ اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہے اور اس کی جنت حقیقت میں دوزخ ہے۔ جسے اس کی جہنم میں مبتلا کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے تو وہ جہنم اس کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن جائے گی جس طرح آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی تھی۔ اس کے فتنہ میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا اگر میں تیرے باپ اور تیری ماں کو زندہ کروں جو میرے رب ہونے کی شہادت دیں تو تو کیا کہے گا تو وہ کہے گا ہاں۔ تو وہ دو شیطانوں کو اس کے ماں اور باپ کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ وہ دونوں کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر کیونکہ یہ تیرا رب ہے۔ اس کی آزمائش میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک آدمی کو پکڑے گا، اس کو قتل کرے گا، آری کے ساتھ چیرے گا یہاں تک کہ دو ٹکڑے کر کے پھینک دے گا پھر کہے گا میرے اس بندہ کو دیکھ، میں ابھی اسے زندہ کرتا ہوں پھر یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا میرے علاوہ کوئی اور رب ہے، اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو دجال اسے کہے گا تیرا رب کون ہے تو وہ بندہ کہے گا میرا رب اللہ ہے جبکہ تو اللہ کا دشمن دجال ہے، اللہ کی قسم تیرے بارے میں مجھے جو آج بصیرت حاصل ہے وہ اس سے قبل کبھی نہ تھی۔

اس کی ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ دجال آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے۔ تو آسمان بارش برسائے گا، وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا (تو وہ فصل اگائے گی) اس کی آزمائش میں سے ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا، وہ لوگ دجال کی تکذیب کریں گے تو ان کے تمام جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا۔ وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے تو وہ بارش برسائے گا۔ وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا تو وہ فصل اگائے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو واپس لوٹیں گے تو پہلے سے زیادہ موٹے، جسیم، لمبی ڈھاکوں والے اور زیادہ دودھ والے ہوں گے۔ زمین میں کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جسے اس نے پامال نہ کیا ہو اور اس پر غالب نہ آیا ہو مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ۔ دجال مدینہ کے جس راستہ پر بھی آئے گا تو وہ فرشتوں کو تلواروں کے ساتھ پائے گا جو انہوں نے سونت رکھی ہوں گی یہاں تک کہ وہ ظریف احمر میں جا کر پڑاؤ ڈالے گا جہاں ان کے مضافات ختم ہوتے ہیں۔ مدینہ میں تین زلزلے برپا ہوں گے تو مدینہ طیبہ میں رہنے والا کوئی منافق مرد اور منافق عورت ایسی نہیں رہے گی جو اس کی طرف نہ نکل جائے۔ مدینہ طیبہ اپنے اندر سے خبث اس طرح نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے خبث کو نکال دیتی ہے۔ اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔

حضرت ام شریک بنت ابو العسکر رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس روز عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے، ان کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی جبکہ ان کا امام ایک صالح آدمی ہوگا۔ اسی اثناء میں کہ ان کا امام انہیں نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آسمان سے اتریں گے، وہ امام پیچھے ہٹ

جائے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر جماعت کرائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھیں گے پھر فرمائیں گے آگے بڑھو انہیں نماز پڑھاؤ کیونکہ اقامت تمہارے لئے ہی کہی گئی ہے۔ تو ان کا امام انہیں جماعت کرائے گا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اس دروازہ کو کھولا جائے گا۔ اس کے پیچھے دجال کھڑا ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس آراستہ تلوار اور چادر ہوگی۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ دجال بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تیرے لئے میرے پاس ایک ضرب (وار) ہے جس سے تو مجھ سے بچ نہیں سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے مشرقی دروازے کے پاس پکڑلیں گے اور اسے قتل کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے جب وہ اس کے پیچھے چھپیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائے گا، کوئی پتھر، کوئی درخت، کوئی جانور کوئی دیوار یہاں تک کہ غرقدہ بھی کہے گ، غرقدہ وہ درخت ہے جسے یہودی اگاتے ہیں، اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے، ادھر آ اور اسے قتل کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا زمانہ چالیس سال کا ہوگا۔ ایک سال نصف سال کا، ایک سال مہینے کی طرح، ایک مہینہ جمعہ کی طرح اور اس کے آخری ایام تو شراروں کی طرح ہوں گے۔ تم میں کوئی ایک دروازے پر صبح کرے گا وہ دوسرے دروازے پر نہیں پہنچے گا مگر اسے شام ہو جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان مختصر دنوں میں کیسے نماز پڑھیں گے؟ فرمایا تم ان اوقات میں نماز کا اسی طرح اندازہ لگالینا جس طرح تم ان طویل دنوں میں اندازہ لگاتے ہو پھر نماز پڑھ لینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم اور منصف ثالث کی طرح ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے اور صدقہ ترک کردیں گے، آپ بکریوں اور اونٹوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے سعی (کوشش) نہیں کریں گے، باہم کینہ اور بغض ختم کردیا جائے گا اور ہر زہر والی چیز کی زہر نکال دی جائے گی۔ یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ میں ڈالے گا تو اسے کچھ نقصان نہ دے گا، چھوٹا بچہ شیر کے ساتھ دوڑے گا تو وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ بھیڑیا ریوڑ میں ہوگا گویا بھیڑیا ریوڑ کا کتا ہے، زمین مسلمانوں سے یوں بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، دین ایک ہو جائے گا، صرف اللہ کی عبادت کی جائے گی، جنگ اپنے ہتھیار پھینک دے گی، قریش اپنا ملک لے لیں گے، زمین ایسے ہو جائے گی جیسے چاندی کا طبت ہوتا ہے۔

اس کی نباتات یوں اگے گی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں اس کی نباتات ہوتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت انگور کے ایک خوشہ پر جمع ہوگی تو انہیں سیراب کردے گی۔ ایک جماعت ایک انگور پر جمع ہوگی تو وہ انہیں سیر کردے گا۔ بیل اتنی اتنی رقم کا ہوگا اور گھوڑا اتنے درہموں کا ہوگا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑا اتنا سستا کیوں ہوگا؟ فرمایا جنگ کے لئے اس پر سواری نہیں کی جائے گی۔ عرض کی گئی بیل اتنا مہنگا کیوں ہوگا؟ فرمایا اس کے ساتھ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔ دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سال

سخت ہوں گے۔ جن میں لوگوں کو سخت بھوک برداشت کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ تیسرا حصہ بارش روک لے۔ زمین کو حکم دے گا تیسرا حصہ نباتات روک لے۔ دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ دوثلث بارش روک لے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ دوثلث نباتات روک لے گی۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام بارش روک لے گا۔ وہ ایک قطرہ بارش بھی نہیں برسائے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتات روک لے گی تو وہ کوئی سبزہ نہیں اگائے گی۔ کوئی جانور نہیں ہوگا مگر وہ مرجائے گا مگر جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ عرض کی گئی لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ فرمایا لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمدللہ کہ یہ چیزیں ان کے لئے کھانے کے قائم مقام ہوجائیں گی (1)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی، وہ غالب رہے گی یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم ہی ایک دوسرے کے امیر ہو وہ یہ بات اس لئے کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت بخشی ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں منارہ بیضاء (سفید منارہ) کے قریب اتریں گے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے غزوۂ موتہ کے موقع پر بشیر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بھیجا۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن ٹھہر جا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا۔ انہوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ زید رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، پھر جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پکڑا، اس نے جہاد کیا تو پھر شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا، انہوں نے جہاد کیا یہاں تک شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ عبداللہ پر رحم فرمائے۔ پھر جھنڈا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پکڑا، اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔ خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رونے لگے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی ہم کیوں نہ روئیں جبکہ ہمارے بہترین سردار اور صاحب فضیلت ساتھی شہید ہوگئے۔ فرمایا نہ روؤ میری امت کی مثال اس باغ کی طرح ہے جس کا مالک اس کی نگہداشت کرتا ہے، اس کے عمدہ پھل کو کاٹتا ہے، رہائش کی جگہ کو تیار کرتا ہے، زائد

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 444 (4077) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم، شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، باب فضل الجمعہ، جلد 1، صفحہ 217، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

چیزوں کو دور کرتا ہے، وہ باغ ایک سال ایک جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، دوسرے سال دوسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، تیسرے سال تیسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے۔ ممکن ہے آخر میں کھانے والے کا کھانا خوب موٹا تازہ اور اس کا گچھا بہت لمبا ہو، قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں اپنے حواریوں کا نائب پائیں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی اور امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نصیر حضرمی رحمہما اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جب غزوہ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا غم بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال ضرور اس امت کی ایک جماعت کو پائے گا جو تمہاری مثل ہوں گے یا تم سے بہتر ہوں گے۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو ذلیل و رسوا نہیں کرے گا جس کا میں اول ہوں اور عیسیٰ بن مریم آخر ہیں۔ ذہبی نے کہا یہ مرسل ہے اور منکر ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کو ملیں گے اور دجال سے جنگ کے وقت حاضر ہوں گے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابن مریم ایک عادل منصف امیر کی حیثیت سے اتریں گے۔ وہ فج میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہوں گے۔ وہ میری قبر کے پاس آئیں گے، مجھے سلام کریں گے، میں انہیں سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے بھتیجو اگر تم دیکھو تو کہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تو میری طرف سے اسے سلام کہے (5)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک رہیں گے، اگر وہ بطحاء کو کہیں گے کہ تو شہد بہا تو وہ شہد بہائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے مجمع بن جاریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن مریم دجال کو لد دروازے کے پاس قتل کریں گے (6)۔

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان میں جہاد کرے گی، دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت　2۔ مستدرک حاکم، باب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 43 (4351)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 587 (8634)　4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 651 (4162)

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 587 (8635)　6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 420، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی نے محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ تورات میں حضرت محمد ﷺ کی صفت اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ کے ساتھ ہوگی (1)۔

امام بخاری نے تاریخ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ اور آپ کے دو صحابہ کے ساتھ ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾

”سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور بوجہ روکنے یہود کے اللہ کے راستے سے بہت لوگوں کو اور بوجہ ان کے سود لینے کے حالانکہ منع کیے گئے تھے اس سے اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ان میں سے عذاب دردناک“۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اُحِلَّتْ سے پہلے کانت کے الفاظ بھی پڑھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم یہود کو اس ظلم اور سرکشی کی وجہ سے سزا دی جائے گی جو انہوں نے کی، ان پر کچھ چیزیں ان کی سرکشی اور ظلم کی وجہ سے حرام کی گئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا کا معنی ہے بوجہ روکنے یہود کے حق سے اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو (2)۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾

”لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان سے (وہ بھی) اور (جو) مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 91، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت

طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے نماز کے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ۔ یہی ہیں جنہیں عنقریب ہم دیں گے اجر عظیم''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو مستثنیٰ کیا، اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اللہ تعالیٰ، ان پر نازل ہونے والی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان رکھتے، اس کی تصدیق کرتے اور یہ جانتے کہ یہ ان کے رب کی جانب سے حق ہے۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ثعلبہ بن سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے یہودیت کو چھوڑا اور مسلمان ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف اور ابن منذر نے حضرت زبیر بن خالد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان بن عفان سے کہا اس آیت کریمہ میں وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ کی کتابت کی کیا حقیقت ہے جبکہ اس سے ماقبل اور مابعد حالت رفع میں ہے جبکہ یہ کلمات حالت نصبی میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کاتب نے جب یہ آیت لکھی تو جب وہ اس لفظ پر پہنچا تو وہ رک گیا اس نے کہا میں کیا لکھوں؟ اسے کہا گیا لکھو وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ اس نے وہی لکھا جو اسے کہا گیا (1)۔

امام ابوعبیدہ نے فضائل میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کے لحن (☆) (اعرابی غلطی) کے بارے میں پوچھا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ (المائدہ:69) وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ، اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طہٰ:63) آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ کاتب کا عمل ہے اس نے کتابت میں خطا کی (2)۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں چار حرف ہیں (جن میں اعرابی غلطی ہے) الصّٰبِـُٔوْنَ، وَالْمُقِيْمِيْنَ، فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (المنافقون:10) اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طہٰ:63)

امام ابن ابی داؤد نے حضرت عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر قرشی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ مصحف کی کتابت سے فراغت ہوئی تو اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے دیکھا، فرمایا تو نے بہت اچھا عمدہ کام کیا ہے۔ اس میں کچھ اعرابی غلطیاں دیکھتا ہوں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں درست کر لیں گے۔ ابن داؤد نے کہا میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے یعنی ہماری لغت میں ایسا ہی ہے۔ بصورت دیگر اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو پورے کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 33

(☆) قرآن حکیم قواعد عربیہ کے تابع نہیں بلکہ یہ خود فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے۔ جن چار مقامات کے حوالے سے یہ روایات ذکر کی گئی ہیں امام بیضاوی نے انتہائی خوبصورت تعبیریں کی ہیں، نیز متن قرآن میں کسی کا اجتہاد کوئی اہمیت نہیں رکھتا اگر یہ روایات سند و متن کے اعتبار سے درست بھی ہوں تب بھی اجماع صحابہ کے مقابلہ میں ان کی کوئی اہمیت نہ ہوگی، مترجم۔

عرب میں ایسا نہ ہوتا، نہ ہی آپ یہ جائز خیال کرتے کہ اس مصحف کو تمام اقوام کی طرف پڑھنے کے لئے بھیجتے۔

امام ابن ابی داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ جب مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس میں آپ نے کچھ غلطیاں پائیں، فرمایا اگر املاء کرانے والا ہذیل قبیلہ کا ہوتا اور کاتب بنو ثقیف کا ہوتا تو یہ چیز نہ پائی جاتی۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب مصحف پیش کیا گیا۔ فرمایا اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں انہیں درست کرلیں گے۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا قرآن کی کتابت میں کچھ غلطیاں ہیں عرب اپنی زبانوں میں خود درست کرلیں گے۔

اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ﴿۱۶۳﴾

"بے شک ہم نے وحی بھیجی آپ کی طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے اور (جیسے) وحی بھیجی ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسکین اور عدی بن زید نے کہا اے محمد ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی انسان پر کوئی چیز نازل کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح وحی کی گئی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کی طرف وحی کی گئی (2)۔

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ﴿۱۶۴﴾

"اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کردیا ہے ہم نے آپ سے اس سے پہلے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا اور کلام فرمایا اللہ نے موسیٰ سے خاص کلام"۔

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے عرض کی رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ کی بڑی جماعت۔ فرمایا اے ابوذر چار سریانی، حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت خنوخ۔ یہی حضرت ادریس ہیں، یہی پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔ چار عرب ہیں؟ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور تمہارے نبی، بنی اسرائیل کے پہلے انبیاء میں حضرت موسیٰ اور آخری حضرت عیسیٰ ہیں۔ انبیاء میں سے پہلے نبی حضرت آدم اور آخری تمہارے نبی ہیں (1)۔

امام ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جبکہ یہ دونوں نقیض کی انتہاء میں ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، صحیح نہیں موضوع نہیں جس طرح میں نے مختصر موضوعات میں بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چالیس ہزار اور ان میں رسول تین سو پندرہ جم غفیر ہے۔

امام ابو یعلی اور ابو نعیم نے حلیہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء میں سے جو میرے بھائی گزر چکے ہیں، وہ آٹھ ہزار نبی ہیں پھر حضرت عیسیٰ بن مریم تھے، ان کے بعد میں ہوں (2)۔

امام حاکم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ کی بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد ہوئی ان میں سے چار ہزار انبیاء کی تعداد بنی اسرائیل میں سے تھی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حبشی نبی بھی مبعوث فرمایا، یہ ان انبیاء میں سے ہے جو لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ کے ضمن میں ہے۔ ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں حبشیوں میں سے بھی ایک نبی مبعوث کیا گیا۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء و مرسلین کی تعداد کے بارے میں وحی کی پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے بیٹے تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے، اسے تقویٰ اور عروہ وثقی کے ساتھ اپنا، جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کر۔ میں نے آپ کا نام عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا ہے جبکہ میں ابھی روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا پھر میں نے آسمان کا چکر لگایا۔ میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں دیکھی مگر اس پر آپ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ نہیں دیکھا مگر اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حورعین کی گردنوں، جنت کے درختوں کے پتوں، طوبی درخت کے اوراق، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں، حجاب کے اطراف اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کثرت سے کرنا

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب شیث بن آدم، جلد 23، صفحہ 277، دارالفکر بیروت 2۔ مسند ابو یعلی، مسند انس بن ملک، جلد 3، صفحہ 395 (4078)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 653 (4167)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیونکہ فرشتے ہر وقت حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہیں (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے ابو یونس کے واسطہ سے سماک بن حرب سے وہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو عبس کا ایک آدمی تھا جسے خالد بن سنان کہتے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا میں تم سے حدثان کی آگ ٹھنڈی کر سکتا ہوں تو اس کی قوم کے ایک آدمی نے اس سے کہا اے خالد تو نے ہمیں ہمیشہ حق بات کی ہے۔ یہ حدثان کی آگ اور تیرا کیا معاملہ ہے جس کے بارے میں تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو اسے بجھا سکتا ہے تو وہ اور عمارہ کے ساتھ تیس آدمی اس کی قوم کے چلے یہاں تک کہ وہ اس آگ کے پاس پہنچے۔ یہ آگ ایک پہاڑ سے نکل رہی تھی۔ اس علاقہ کو حرۃ اشجع کہتے۔ خالد نے ان لوگوں کے لئے ایک خط کھینچا۔ ان لوگوں کو اس خط کی صورت میں بٹھایا، کہا اگر میں تمہارے پاس آنے میں دیری کروں تو مجھے میرے نام سے نہ بلانا۔ وہ آگ نکلی گویا وہ سرخ گھوڑے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ خالد ان کے سامنے ہو گئے۔ وہ انہیں اپنی لاٹھی سے مارنے لگے اور کہہ رہے تھے بدا بدا بدا کل ھدی۔ تمام قسم کی ہدایتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابن راعیہ معزی نے کہا میں اسے دائرہ سے باہر نہیں نکلتا تھا کہ میرے کپڑے تر ہو جاتے یہاں تک کہ ان میں پھٹن واقع ہو گئی۔ خالد نے واپس آنے میں دیری کی۔ عمارہ نے کہا اگر تمہارا ساتھی زندہ ہوتا تو وہ ہمارے پاس آ جاتا۔ انہوں نے اسے نام سے پکارا تو وہ اپنے سر کے ساتھ ان کی طرف نکلا۔ اس نے کہا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ مجھے میرے نام سے پکارو، اللہ کی قسم تم نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ اب مجھے دفن کر دو۔ جب تمہارے پاس سے گدھے گزریں جن میں دم بریدہ گدھا ہو تو مجھے قبر سے نکال لینا۔ تم مجھے زندہ حالت میں پاؤ گے۔ ان لوگوں نے خالد کو دفن کر دیا۔ ان کے پاس سے گدھے گزرے جن میں دم بریدہ گدھا بھی تھا۔ اب لوگوں نے کہا اس کی قبر کو اکھیڑو کیونکہ اس نے ہمیں قبر اکھیڑنے کو کہا تھا۔ عمارہ نے کہا مضر ہمارے بارے میں یہ باتیں نہ شروع کر دیں کہ ہم اپنے مردے اکھیڑتے ہیں۔ اسے کبھی بھی نہ اکھیڑو جبکہ خالد نے ان لوگوں کو یہ بتا رکھا تھا۔ اس کی بیوی کی ہاں زرہ میں دو تختیاں ہیں۔ جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو اس میں دیکھنا تم جو سوال کرو گے۔ اس کو اس میں پاؤ گے۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا ان تختیوں کو کوئی حائضہ ہاتھ نہ لگائے۔ جب یہ لوگ اس کی بیوی کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے اس کی بیوی سے ان تختیوں کے بارے میں پوچھا اس نے وہ تختیاں ان کو نکال دیں جبکہ وہ عورت حالت حیض میں تھی۔ ان دونوں تختیوں میں جو علم تھا۔ وہ ضائع ہو چکا تھا۔ ابو یونس نے کہا سماک بن حرب نے کہا اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا۔ اس کا ایک بیٹا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بھتیجے خوش آمدید۔ حاکم نے کہا یہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ ابو یونس ہی حاتم بن صغیرہ ہے۔ ذہبی نے کہا یہ روایت منکر ہے (1)۔

امام ابن سعد، زبیر بن بکار نے موفقیات میں اور ابن عساکر نے کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب سے پہلا نبی حضرت ادریس کو بنا کر بھیجا۔ یہی اخنوخ بن یرد (یارد) ہے۔ اس کا نسب یوں ہے یارد بن مہلائیل بن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 654 (4173)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

قینان بن انوش بن شیث بن آدم۔ پھر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یارد مبعوث ہوئے۔ سام بن نوح بھی نبی تھے۔ پھر انبیاء کا سلسلہ منقطع ہوگیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ ان کا نسب یہ ہے ابراہیم بن تارح اور تارح ہی آزر ہے بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالغ اور فالغ ہی فالغ ہے یہی وہ ہیں جنہوں نے زمین تقسیم کی بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ پھر حضرت اسماعیل بن ابراہیم کو مبعوث فرمایا۔ یہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور وہاں ہی ان کو دفن کیا گیا پھر حضرت اسحاق بن ابراہیم جو شام میں فوت ہوئے اور لوط بن ہاران بن تارح حضرت ابراہیم ان کے چچا تھے اور یہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ پھر حضرت اسرائیل۔ یہی حضرت یعقوب بن اسحاق ہیں پھر حضرت یوسف بن یعقوب پھر شعیب بن یوبب بن عنقاء بن مدین بن ابراہیم پھر حضرت ہود بن عبداللہ بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح پھر حضرت صالح بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جابر بن ارم بن سام بن نوح۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون جو عمران بن فاہت بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے پھر حضرت ایوب بن رازخ بن اموربن لیغزر بن عیص پھر حضرت داؤد بن ایشا بن عوید بن ناخر بن سلمون بن بخشون بن عناذب بن رام بن خضرون بن یہود بن یعقوب، پھر حضرت سلیمان بن داؤد، پھر حضرت یونس بن متی جو بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے میں تھے پھر حضرت یسع جو روبیل بن یعقوب کے خاندان میں تھے پھر حضرت الیاس بن بشیر بن عاذر بن ہارون بن عمران پھر حضرت ذوالکفل جن کا نام عویدیا تھا جو یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت موسیٰ بن عمران اور حضرت مریم بنت عمران جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ دونوں ایک خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے پھر حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔ تمام وہ انبیاء جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت ہود اور حضرت صالح عربوں میں سے صرف پانچ انبیاء گزرے ہیں۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب اور حضرت محمد ﷺ ان کو عرب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان پانچ کے علاوہ کسی نبی نے عربی زبان میں گفتگو نہیں کی۔ اسی وجہ سے انہیں عرب کہتے ہیں۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمام انبیاء بنو اسرائیل میں سے ہو گزرے ہیں مگر دس۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے دو نام ہوں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا نام مسیح تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے حضرت موسیٰ اور حضرت

عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان چار سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار نبی ہوئے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان سات سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پندرہ سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وائل بن داؤد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا) کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی دفعہ گفتگو کی۔

امام ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت عبدالجبار بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا میں نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے ہوئے سنا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا تو اس آدمی نے کہا یہ تو کسی کافر نے کہا ہے۔ میں نے اعمش پر پڑھا۔ اعمش نے یحییٰ بن رثاب پر، یحییٰ بن رثاب نے ابوعبدالرحمٰن سلمی پر، ابو عبدالرحمٰن نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر پڑھا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ ہیثمی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں مگر عبدالجبار کو میں نہیں جانتا جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ احمد بن عبدالجبار بن میمون ہے، وہ ضعیف ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو فرشتوں نے آسمانوں میں چکر لگایا۔ بعض بعض کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ رخساروں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ اعلان کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا وصال ہو گیا۔ اللہ کی کون سی مخلوق ہے جسے موت نہیں آتی۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

"(بھیجے ہم نے یہ سارے) رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے تاکہ نہ رہے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر رسول کے (آنے کے) بعد اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے (کوئی تسلیم نہ کرے تو اس کی مرضی)"۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 654 (4172) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر و مخفی برائیوں کو حرام قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی مدح کو پسند کرنے والا نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی مدح خود کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی عذر کو پسند کرنے والا نہیں اسی وجہ سے اس نے انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا (1)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کے ہاں عذر محبوب نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس نے رسولوں کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کو مدح پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تو نے ہماری طرف رسول مبعوث نہیں کئے تھے (3)۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

”لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے اپنے علم سے اور اپنے فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے وہ گمراہ ہوئے اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے انہیں (سیدھی) راہ بجز جہنم کی راہ کے ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔ اے لوگو! تحقیق آ گیا ہے تمہارے پاس

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 49 (3530) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 248، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس تم ایمان لاؤ، یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم گواہوں پر کوئی تہمت نہیں(2)۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

"اے اہل کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات، بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آجاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے، پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا، اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَا تَغْلُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم بدعتیں نہ اپناؤ۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس کا کلمہ تھا كُنْ فَيَكُوْنُ(3)۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ کے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 485 (658)، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

روح اللہ وکلمتہ۔ یعنی وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے نکالا ہے جو بتول عذراء ہے۔ کسی مرد نے اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ حضرت نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا، اسے بلند کیا، کہا اے علماء اور راہبو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو۔ یہ لوگ اس میں اتنا اضافہ بھی نہیں کرتے جتنا اس تنکا کا وزن ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی کی طرف بھیجا جبکہ ہم اسی مرد تھے ہمارے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے، قریش نے عمارہ اور عمرو بن عاص کو نجاشی کے پاس بھیجا، ان کے پاس تحائف بھی تھے۔ جب یہ دونوں نجاشی کے پاس حاضر ہوئے تو اسے سجدہ کیا اور اسے تحائف پیش کیے اور کہا ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے ہمارے دین کو چھوڑا اور آپ کے ملک میں مکین ہو گئے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا۔ جب مسلمان اس کے دربار میں آئے تو اسے سجدہ نہ کیا۔ درباریوں نے کہا کیا وجہ ہے تم نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نبی مبعوث کیا، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں تم سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مسلمانوں نے جواب دیا ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری پاک دامن مریم کی طرف القاء کیا جسے کسی بشر نے نہیں چھوا۔ نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا، کہا اے علماء اور راہبو تم بھی ان کے بارے میں وہی کہتے ہو جو یہ کہتے ہیں، اس تنکے کے وزن کے برابر بھی تم اضافہ نہیں کرتے، اے مسلمانو تمہیں خوش آمدید اور جس کی جانب سے تم آئے ہو اسے بھی خوش آمدید۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے جوتے اٹھاتا، میرے ملک میں تم جہاں رہنا چاہو رہو (2)۔

امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بارے میں بے سروپا باتیں نہ کرنا جس طرح نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بے سروپا باتیں کیں، بے شک میں بندہ ہوں تم بھی عبداللہ ورسولہ کہا کرو (3)۔

امام مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہونے، حضرت عیسی کے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونے اور اللہ کے کلمہ جسے اس نے حضرت مریم میں القاء کیا اور اللہ کی روح ہونے، جنت اور دوزخ کے حق ہونے کی گواہی دی اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت دے گا، جس دروازہ سے وہ داخل ہو جائے، اگرچہ اس کا عمل کیسا ہی ہو (4)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الہجرۃ الاولی الی الحبشہ، جلد 2، صفحہ 298
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 298، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1271 (3261) دار ابن کثیر دمشق
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 1 صفحہ 200، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

''ہرگز عار نہ سمجھے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے (اس کو عار سمجھیں گے) اور جسے عار ہو اس کی بندگی سے اور وہ تکبر کرے تو اللہ جلد ہی جمع کرے گا ان سب کو اپنے ہاں۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اجر اور زیادہ بھی دے گا انہیں اپنے فضل (وکرم) سے۔ لیکن جنہوں نے عار سمجھا (بندہ بننے کو) اور تکبر کیا تو عذاب دے گا انہیں دردناک عذاب۔ اور نہ پائیں گے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ کا معنی کیا ہے وہ ہرگز تکبر نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور اسماعیلی نے معجم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اجر دے گا، سے مراد یہ ہے کہ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور فضل میں اضافہ کرے گا، سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کے حق میں شفاعت کرے گا جن کے بارے میں جہنم لازم ہو چکی تھی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ایمان والوں سے دنیا میں حسن سلوک کیا ہوگا (1)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ

''اے لوگو آ چکی ہے تمہارے پاس ایک (روشن) دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف نور درخشاں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی (رسی) کو تو عنقریب داخل کرے گا انہیں اپنی رحمت اور فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف لے جانے والی سیدھی راہ پر''۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ رات کو حرکت کرتے تو وہ یہ

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248 (10462)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا...... پڑھتے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں یاد نہیں رہا کہ یہاں بُرْهَانٌ سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے (2)۔

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

"(اے میرے رسول) فتوی پوچھتے ہیں آپ سے آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے نہ ہو جس کی کوئی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے۔ صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنے) احکام تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں بیمار تھا اور میری عقل سلامت نہ تھی حضور ﷺ نے وضو فرمایا پھر مجھ پر پانی انڈیلا تو میری عقل واپس آ گئی میں نے عرض کی میرا وارث تو کلالہ ہے تو میراث کیسے تقسیم ہوگی تو یہ فرائض والی آیت نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 298، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اچھی طرح نہ سمجھ سکے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت خوش ہو تو اس کے بارے میں عرض کرے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش دیکھا تو اس کے بارے میں عرض کی۔ فرمایا تیرے والد نے تجھ سے اس بارے میں ذکر کیا میرا نہیں خیال کہ وہ اسے جانتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں اپنے بارے میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو فرمایا۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلالہ کے بارے میں عرض کرے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کندھے کی ہڈی پر لکھا دیا۔ فرمایا یہ تمہیں کس نے کہا تھا، کیا عمر نے؟ میری نہیں رائے کہ وہ اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے کیا اس کے لئے آیت الصیف کافی نہیں۔ آیت الصیف سے مراد وہ آیت ہے جو سورۂ نساء میں ہے وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً (النساء:12) جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں گزارش کی تو پھر سورۂ نساء کے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام مالک، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی اور امر کے بارے مین اتنے سوال نہیں کیے جتنے کلالہ کے بارے میں پوچھے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی میرے سینے میں ماری فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کلالہ کے بارے میں گزارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی تھی جو صیف میں نازل ہوئی جو آدمی اپنا بچہ اور والد نہ چھوڑے۔ اس کا وارث کلالہ ہوگا۔ امام حاکم نے اسے ابو سلمہ سے انہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفتن، جلد 10، صفحہ 305 (19194)، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 293، دار صادر بیروت

چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں پسند کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق ہمیں حتمی حکم ارشاد فرماتے جس پر ہم عمل کرتے دادا، کلالہ اور سود کی صورتیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں عرض کی تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تجھے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضور ﷺ سے اس بارے میں میرا سوال کرنا مجھے اس چیز سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹ ہوں (2)۔

امام عبدالرزاق، عدنی، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تین چیزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ تھا (۱) آپ کے بعد خلیفہ کے بارے میں (۲) اور اس قوم کے بارے میں جو یہ کہتی کہ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اموال میں زکوۃ فرض ہے لیکن ہم تمہیں نہیں دیں گے کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم ان سے جہاد کریں (۳) کلالہ کے بارے میں (3)۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، عدنی، ابن ماجہ، ساجی، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں حضور ﷺ اس کی وضاحت فرماتے تو میرے لئے یہ دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا خلافت، کلالہ، سود (4)۔

امام طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ وہ کلالہ کے بارے میں فتویٰ طلب کر رہا تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے کیا کلالہ سے مراد اس کے ماں باپ کی طرف سے بھائی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا، صرف اس پر سورۂ نساء کی آیت کلالہ کی تلاوت کر دی۔ وہ آدمی پھر سوال کرنے لگا۔ جب بھی وہ سوال کرتا آقائے دو عالم ﷺ اسے یہ آیت پڑھ کر سنا دیتے یہاں تک کہ اس نے سوال کرنے میں زیادتی اور شور و غل کیا۔ اس کے اس حرص کی شدت کی وجہ سے شور و غل بڑھ گیا کہ حضور ﷺ کھول کر حقیقت بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس پر یہ آیت تلاوت کی پھر اسے فرمایا اللہ کی قسم جو میں نے تجھے جواب دے دیا۔ اس سے مزید تجھے کچھ جواب نہ دوں گا (5)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہا میں وہ آخری آدمی ہوں جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا بات وہی ہے جو میں نے کہی ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے فرمایا میں نے یہ کہا ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اپنی اولاد نہ ہو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 38، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 332 (3186) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 259 (7055) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1182 (589)

امام ابن جریر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندھا پکڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو جمع کیا پھر فرمایا میں کلالہ کے بارے میں ضرور فیصلہ کروں گا۔ وہ ایسا فیصلہ ہوگا کہ عورتیں اپنے پردوں میں بیٹھ کر اس کے بارے میں باتیں کریں گی۔ اس موقع پر گھر سے سانپ نکل پڑا تو سب لوگ متفرق ہو گئے۔ کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے مکمل کرنا چاہتا تو اسے اللہ تعالیٰ ضرور مکمل کرتا (1)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دادا، کلالہ کے بارے میں کوئی تحریر لکھی پھریوں ہی ٹھہرے رہے تا کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کریں اور یوں دعا کرتا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس میں خیر والی بات ہے تو اسے جاری کر دے۔ جب آپ کو زخمی کیا گیا تو آپ نے وہ کتاب منگوائی۔ آپ نے اسے مٹا دیا اور کسی کو بھی علم نہ ہوا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ فرمایا میں نے دادا اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا، اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہا تو میں اس رائے پر پہنچا کہ تم جس حال پر ہو اس پر تمہیں چھوڑ دوں (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں وہ پہلا شخص تھا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا تین چیزیں مجھ سے خوب یاد کر لو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ مجھے نہ پاسکیں گے (ان کے آنے سے پہلے ہی فوت ہو جاؤں گا) میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ میرا ہر غلام آزاد ہے۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کو شدید درد تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس مال ہے اور میرا ورثہ کلالہ کی صورت میں تقسیم ہو گا۔ کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اسے صدقہ کر دوں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں دو ثلث (دو تہائی) کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں نصف کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں ایک ثلث کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا ہاں یہ بہت کافی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا میں اپنی بہنوں کے لئے ثلث (تیسرا حصہ) کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے۔ عرض کی نصف کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لائے پھر واپس آئے فرمایا میرا خیال نہیں کہ تو اس تکلیف میں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے اور تیری بہنوں کے حصہ کی وضاحت کر دی ہے اور مال میں سے دو تہائی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، بیروت 2۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 301 (19183)، بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عدنی اور بزار نے اپنی مسند میں، ابوالشیخ نے فرائض میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کلالہ سفر میں حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حاضر تھے حضور ﷺ نے آیت اسے پڑھ کر سنائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے تو وہی چیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلالہ کے بارے میں غور وفکر کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت مجھے عطا فرمائی تو جس طرح آپ نے مجھے عطا فرمائی میں نے آپ کو پڑھ کر سنادی، اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا۔

امام ابوالشیخ نے فرائض میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا؟ انہوں نے فرمایا جس کا بچہ اور والد نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابن جریر نے حضرت ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا کیا تمہیں تعجب نہیں کہ یہ آدمی مجھ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو کسی چیز نے اتنا مشکل میں نہیں ڈالا جتنا کلالہ نے مشکل میں ڈالا (1)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا میں اس میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ اگر تو بات درست ہو تو یہ اس اللہ کی جانب سے ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ میرا خیال ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا جس کی اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو فرمایا میں اس امر سے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہوں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کروں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا اور اس کا بچہ اور والد نہ ہو تو کلالہ اس کے وارث ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے اختلاف کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ صحابہ نے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا کہ کلالہ اسے کہتے ہیں کہ جس کی اولاد اور والد نہ ہو (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حسن بن محمد بن حنفیہ کی سند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 54، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1185 (591) دار الصمیعی بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 304 (19192)

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جس کی اولاد اور والد نہ ہو۔ میں نے ان سے عرض کی اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ تو وہ غضب ناک ہو گئے اور مجھے جھڑکا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ اسے کہتے ہیں جو اپنے پیچھے اولاد اور والد نہ چھوڑے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سمیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ سے مراد بچے اور والد کے علاوہ رشتہ دار ہیں (2)۔

امام ابن منذر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد وہ وارث ہیں جو والد اور ولد کے علاوہ ہوں۔ بھائی یا دوسرے عصبہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد فوت ہونے والا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت معدان بن ابی طلح یعمری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے سخت رویہ نہیں اپنایا یا میں رسول اللہ ﷺ سے کسی معاملہ میں نہیں جھگڑا مگر میں نے کلالہ کی آیت کے بارے میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں اس میں ایسا فیصلہ کروں گا جسے قرأت کرنے والا اور قرأت نہ کرنے والا جان لے گا۔ وہ وہ آدمی ہے جس کا پرورش کرنے والا اور پرورش پانے والا نہ ہو (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ حضور ﷺ حالت سفر میں تھے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پہنچائی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچائی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امید تھی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی تفسیر ہو گی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر آپ نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ کی امارت مجھے ایسی بات کرنے پر مجبور کر دے گی کہ میں آپ کو وہ بات کہوں جو میں نے اس روز نہیں کہی تھی تو آپ عاجز رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تو کوئی ارادہ نہیں کیا (5)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 303 (19189)، بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 298

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299 (31607)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 51

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں کلالہ کا معنی سمجھوں بنسبت اس کے کہ میرے پاس شام کے محلات کا جزیہ پہنچے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بن مسروق رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا جو کلالہ کے وارث بنیں گے جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ کلالہ کلالہ آپ نے اپنی داڑھی پکڑ لی پھر فرمایا اللہ کی قسم اس کا علم مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی۔ مراد سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 تھی (3)۔

امام احمد نے عمدہ سند سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے خاوند کو نصف اور بہن کو بھی نصف عطا فرما دیا۔ اس بارے میں یہ گفتگو کی کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ ﷺ نے ایسا ہی فیصلہ کیا۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری اور حاکم نے اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں بیٹی اور بہن کے بارے میں فیصلہ کیا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے بھی نصف (4)۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، حاکم اور بیہقی نے حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، بھتیجی اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی میری موافقت کرے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول بھی بتایا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں بھی ایسی ہی بات کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا، میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم ﷺ نے کیا بیٹی کے لئے نصف، پوتی کے لئے چھٹا حصہ اس طرح دو تہائی مکمل ہو گیا باقی ماندہ بہن کے لئے۔ ہم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بتایا تو انہوں نے فرمایا جب تک تمہارے درمیان یہ عالم موجود ہے مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھنا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 54　3 ایضاً
4۔ صحیح بخاری، کتاب الفرائض، جلد 2، صفحہ 998، وزارت تعلیم اسلام آباد　5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 997

WWW.NAFSEISLAM.COM

آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو خود فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے اپنی بیٹی اور اپنی حقیقی بہن چھوڑی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے کچھ بھی نہیں باقی ماندہ مال عصبات کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو بہن کے لئے بھی نصف معین فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے **اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** تم کہتے ہو بہن کو بھی نصف ملے گا جبکہ اس کی اولاد بھی ہے (1)۔

امام ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک ایسی چیز ہے جسے تم نہ کتاب اللہ میں پاتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے فیصلے میں مگر تمام لوگوں میں یہ پاتے ہو، بیٹی کو نصف، بہن کے لئے نصف جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ** (2)

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرائض (حصے) ان کے مستحقوں کے حوالے کرو، باقی جو بچے وہ قریبی مرد کو دے دو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میراث کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو مکمل سورت آخر میں نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کی یہ آیت ہے (3)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا خبردار وہ آیت جو سورۂ نساء کے آخر میں فرائض کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اور والد کے بارے میں نازل کی۔ ایک اور آیت اللہ تعالیٰ نے خاوند، بیوی اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں نازل فرمائی وہ آیت جس پر سورت کو ختم کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اسے بھائیوں اور حقیقی بہنوں کے بارے میں نازل فرمایا، وہ آیت جس پر سورۂ انفال کو ختم کیا گیا۔ وہ ذوی الدرحام کے بارے میں نازل ہوئی کہ بعض بعض سے کتاب اللہ میں قریبی ہیں جس طرح رحم میں بعض بعض سے قریبی ہیں (4)۔

امام طبرانی نے صغیر میں ابوسعید سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دراز گوش پر سوار ہو کر قباء کی طرف تشریف لے گئے تاکہ پھوپھی اور خالہ کے بارے میں استخارہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے کوئی میراث نہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 254 (19023)، بیروت 2۔ متدرک حاکم کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 374 (7971)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49

WWW.NAFSEISLAM.COM

عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو عرض کی اے اللہ کس کے لئے تو نے کلالہ کی وضاحت کی میرے لئے تو یہ واضح نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ انہیں شدید درد تھا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس مال ہے جبکہ میرا ورثہ کلالہ میں تقسیم ہوگا، کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اس کو صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا دو تہائی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں نصف صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ہاں یہ بہت ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کے لئے ہے جو زید بن ثابت کی طرف سے ہے، اے امیر المومنین تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، میں تیرے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد آپ نے مجھے خط لکھا تھا جس میں دادا اور بھائیوں کی میراث کا پوچھا تھا، بے شک کلالہ اور وراثت کے بہت سارے فیصلے ان کی حقیقت سے تو اللہ ہی واقف ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ معاملات خلفاء پر پیش کرتے تھے جن کو ہم نے یاد رکھنا چاہا وہ یاد رکھے، ہم سے اس بارے میں جو فتویٰ پوچھتا ہے ہم اس کا فتوی دے دیتے ہیں (3)۔ واللہ اعلم۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 148 (4860) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد